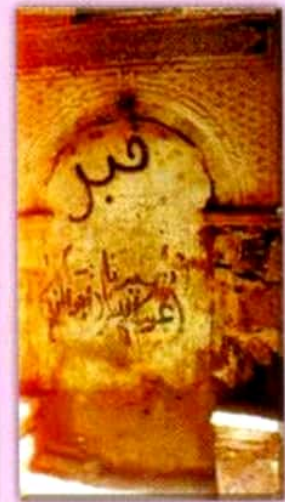
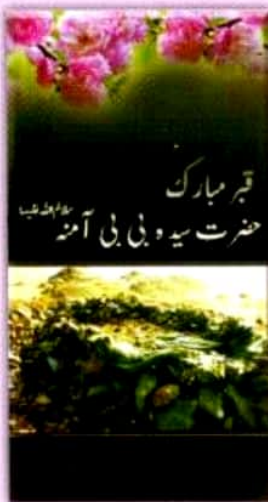


۶ آیات مبارکہ، ۶۳ احادیث و آثار مبارکہ ۸۴۰ حوالہ جات اور واقعات و اشعار سے مزین
ایمان و عظمت والدین مصطفیٰ پر ایمان افروز روح پرور علماء خطباء کے لیے بیش قیمت تحفہ

عَقِيدَةُ الْعُلَمَاءِ فِي إِيمَانِ آبَاءِ الْمُصْطَفَى المعروف

عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ



آزقلمن:

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

الکتاب پبلشرز لاہور

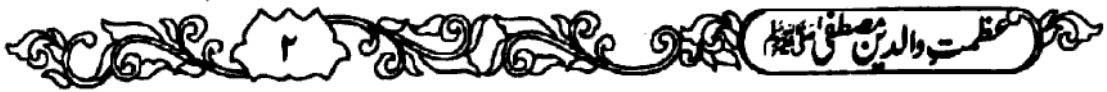
۶۷ آیات مبارکہ، ۶۳ احادیث و آثار مبارکہ ۸۴۰ حوالہ جات اور
واقعات و اشعار سے مزین ایمان و عکسیت والدین مصطفیٰ ﷺ
پر ایمان افروز، روح پرور، علماء، خطباء کے لیے بیش قیمت تحفہ

عَقِيدَةُ الْعُلَمَاءِ فِي إِيمَانِ آبَاءِ الْمُصْطَفَى
المعروف

عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ

آقلمن،
ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

اکبر پبلشرز
نئی دہلی ۴۰ اردو بلاک لاہور
Ph: 37352022

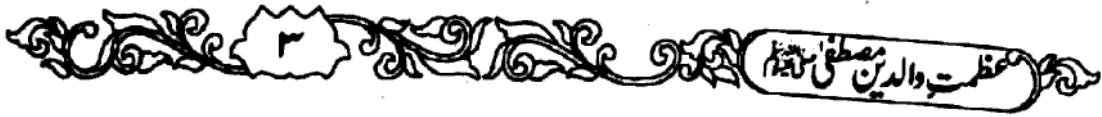


(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب	عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ
تالیف	ابو ذہیب محمد ظفر سیالوی
صفحات	280
تعداد	600
کمپوزنگ	خرم اقبال
اشاعت	نومبر 2015ء
ناشر	محمد اکبر قادری
قیمت	250 روپے

ناشر
اکبر قادری
لاہور



الاهداء

فقیرِ تقصیر اپنی اس تحریر کو حضور سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ، باعثِ نزول
 سیکینہ، فیضِ گنجینہ، سلطانِ باقرینہ، نورِ مجسم، شفیعِ معظم، باعثِ تخلیقِ دو عالم،
 جانِ دو عالم، روحِ دو عالم، فخرِ آدم و نبی، شہنشاہِ حسینانِ عالم، شاہِ خواباں
 سرورِ سرورِ اہل، حامیِ بے کساں، والیِ دو جہاں، ساقیِ کوثر، والیِ جنت، قاسم و
 خازنِ خزائنِ الہیہ، قاسمِ جنت، محبوبِ رب و دود، صاحبِ مقامِ محمود،
 صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے آقا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مولا، عثمان غنی
 رضی اللہ عنہ کے بھائی، مولاِ ناعلی رضی اللہ عنہ کے ملائی، سیدہ فاطمہ الزہراء
 رضی اللہ عنہ کے پیارے ابا جان۔ حسنینِ کریمین کے نانا جان، دو عالم کے
 مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں، آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی رضا پانے اور اپنی بخشش کا بہانہ یقین کر کے پیش کرنے کی سعادت
 کرتا ہے۔

اس امید کے ساتھ کہ آقائے کائنات، فخرِ موجودات، نبیِ کل کائنات صلی
 اللہ علیہ وسلم اپنی بارگاہ میں اپنی شانِ رحمت سے قبول فرمائیں گے۔

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی

الانتساب

سید الانبیاء، خاتم النبیین، قائد المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد و اصحاب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس والدین، زمانہ فحاشی و عریانی کے دوران اپنے سیرت و کردار کو پاکیزہ رکھنے والے، حضرت سیدنا عبد اللہ، ذبیح اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے نام۔

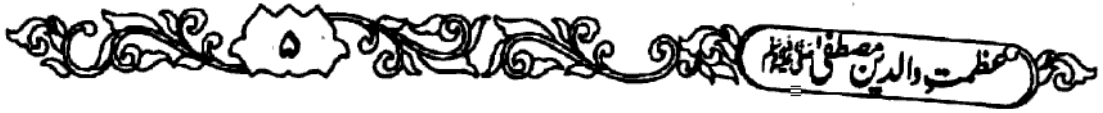
جن کے لخت جگر نورِ نظر صلی اللہ علیہ وسلم جن کے در کے ٹکڑوں پر سارا جہاں پلتا ہے اس عرض کے ساتھ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

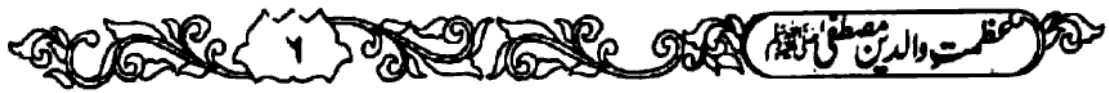
ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ



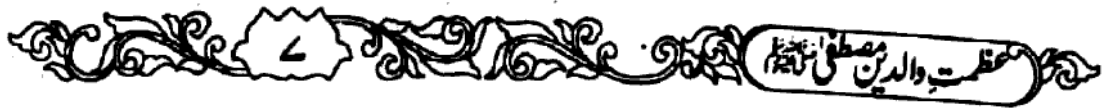


ترتیب

۳	الاحدء
۴	الانتساب
۵	پیش نوشت
۱۹	ہمارا عقیدہ
۲۰	اہل محبت کی دلیل
۲۱	مفتی عشق کا فتویٰ
۲۳	دلیل نمبر: 1
۲۵	خاندان مصطفیٰ
۲۷	وجہ استدلال
۲۹	دوسرا استدلال
۳۲	دلیل نمبر: 2
۳۵	قابل توجہ بات
۳۶	سدرہ کے مکین بولے
۳۸	اے ماہ جہیں تیری قسم
۳۹	تبصرہ سیوطی و پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
۳۹	تکملہ دلیل دوم
۴۱	طہارت نسب رسول
۴۳	دلیل نمبر: 3
۵۱	دلیل نمبر: 4



۵۲	دلیل نمبر: 5
۵۳	دلیل نمبر: 7
۵۴	دوسرا استدلال
۵۶	دلیل نمبر: 8
۵۶	دلیل نمبر: 9
۵۷	دلیل نمبر: 10
۶۲	آیت نمبر: 1
۶۶	آیت نمبر: 2
۶۸	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۶۹	اعتراض
۷۳	دعائے خلیل
۷۴	کتب تفسیر کے حوالہ جات
۷۵	مختلف فیہ
۷۵	کتب سیرت کے حوالہ جات
۷۶	کتب تاریخ کے حوالہ جات
۷۶	کتب الہدایت
۷۶	کتب دیوبند
۷۸	اعتراض
۷۹	دلیل نمبر: 11
۸۳	دلیل نمبر: 12-13
۸۵	دلیل نمبر: 14
۸۵	دلیل نمبر: 15
۸۶	طہارت نسب مصطفیٰ



۸۸

باب نمبر دوم

خلیل الرحمن علیہ السلام کے والد کون؟

۸۹

آزر کون؟

۹۰

تارخ کون؟

۹۱

دلیل نمبر: 1

۹۲

دلیل نمبر: 2

۹۳

دلیل نمبر: 3

۹۵

دلیل نمبر: 4

۹۷

قابل غور بات

۹۷

دلیل نمبر: 5

۹۹

حوالہ نمبر: 1

۱۰۰

حوالہ نمبر: 2

۱۰۰

حوالہ نمبر: 3

۱۰۱

حوالہ نمبر: 4

۱۰۱

حوالہ نمبر: 5

۱۰۱

حوالہ نمبر: 6

۱۰۱

حوالہ نمبر: 7

۱۰۲

حوالہ نمبر: 8

۱۰۲

حوالہ نمبر: 9

۱۰۲

حوالہ نمبر: 10

۱۰۲

حوالہ نمبر: 11

۱۰۲

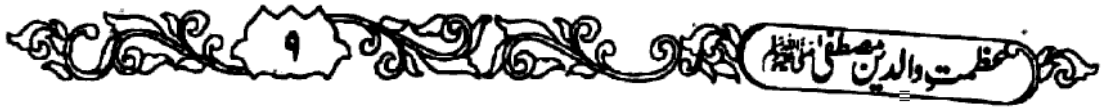
حوالہ نمبر: 12

۱۰۳

حوالہ نمبر: 13



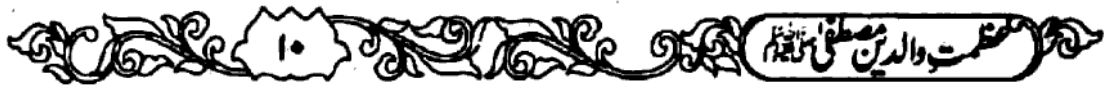
- حوالہ نمبر: 14 ۱۰۳
- حوالہ نمبر: 15 ۱۰۳
- حوالہ نمبر: 16 ۱۰۳
- سوال ۱۰۳
- جواب ۱۰۴
- حوالہ نمبر: 1 ۱۰۶
- حوالہ نمبر: 2 ۱۰۷
- حوالہ نمبر: 3 ۱۰۸
- حوالہ نمبر: 4 ۱۰۸
- حوالہ نمبر: 5 ۱۰۸
- حوالہ نمبر: 6 ۱۰۹
- حوالہ نمبر: 7 ۱۰۹
- حوالہ نمبر: 8 ۱۰۹
- حوالہ نمبر: 9 ۱۱۰
- اعتراض ۱۱۰
- جواب ۱۱۰
- اعتراض ۱۱۲
- اعتراض ۱۱۷
- جواب ۱۱۸
- دلیل مخالف سے استدلال ۱۲۰
- اعتراض ۱۲۱
- جواب ۱۲۱
- راقم الحروف کا جواب ۱۲۲



- ۱۲۲ _____ اعتراض
- ۱۲۳ _____ جواب:
- ۱۲۴ _____ قابل غور بات
- ۱۲۵ _____ اعتراض
- ۱۲۶ _____ جواب
- ۱۲۷ _____ باب نمبر 3

ایمان جد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ

- ۱۲۸ _____ نام کی وجہ
- ۱۲۸ _____ ہبیۃ الحمد کی وجہ
- ۱۲۹ _____ عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ
- ۱۳۰ _____ سیرت کے چند گوشے
- ۱۳۲ _____ ایمان عبدالمطلب پر پہلی دلیل
- ۱۳۵ _____ واقعہ اصحاب فیل، ایمان عبدالمطلب کی دلیل
- ۱۳۹ _____ نام مصطفیٰ رکھنے سے استدلال
- ۱۴۰ _____ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری روایت سے استدلال
- ۱۴۲ _____ عبدالمطلب کے کلام سے واضح دلالت
- ۱۴۲ _____ واقعہ چاہ زمزم سے استدلال
- ۱۴۴ _____ تائید ربانی کی پھر ہدایت
- ۱۴۵ _____ انتخاب حلیمہ اور عبدالمطلب پر عنایت کریمہ
- ۱۴۶ _____ عبد اللہ، نام رکھنے سے استدلال
- ۱۴۶ _____ دعوت غور و فکر
- ۱۴۷ _____ ایک اعتراض
- ۱۴۸ _____ جواب



باب نمبر 4 _____ ۱۴۹

والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا

تعارف ابن شامین _____ ۱۵۰

امام سہیلی کی تحقیق _____ ۱۵۱

احیاء والدین مصطفیٰ ﷺ اور اقوال علماء _____ ۱۵۲

اعتراض: _____ ۱۵۹

جواب: _____ ۱۵۹

علامہ سیوطی کا اظہار پسندیدگی _____ ۱۵۹

تاجدار گوڑہ کی تحقیق _____ ۱۶۰

تحقیق مہبانی _____ ۱۶۱

اعتراض: _____ ۱۶۳

حوالہ نمبر 1 _____ ۱۶۳

حوالہ نمبر 2 _____ ۱۶۳

حوالہ نمبر 3 _____ ۱۶۳

حوالہ نمبر 4 _____ ۱۶۵

حوالہ نمبر 5 _____ ۱۶۵

حوالہ نمبر 6 _____ ۱۶۶

حوالہ نمبر 7 _____ ۱۶۶

حوالہ نمبر 8 _____ ۱۶۶

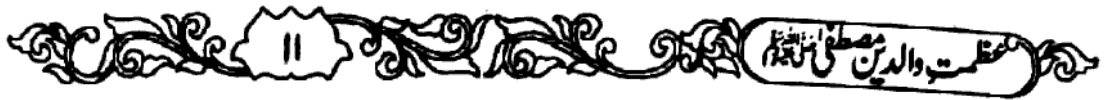
حوالہ نمبر 9 _____ ۱۶۶

حوالہ نمبر 10 _____ ۱۶۶

حوالہ نمبر 11 _____ ۱۶۷

حوالہ نمبر 12 _____ ۱۶۷

حوالہ نمبر 13 _____ ۱۶۷



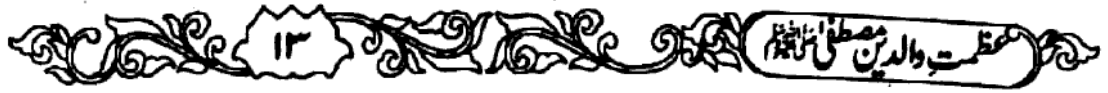
۱۶۸	حوالہ نمبر 14
۱۶۸	حوالہ نمبر 15
۱۶۸	حوالہ نمبر 16
۱۶۸	حوالہ نمبر 17
۱۶۹	حوالہ نمبر 18
۱۶۹	حوالہ نمبر 19
۱۶۹	حوالہ نمبر 20
۱۷۰	حوالہ نمبر 21
۱۷۰	حوالہ نمبر 22
۱۷۰	حوالہ نمبر 23
۱۷۰	حوالہ نمبر 24
۱۷۰	حوالہ نمبر 25
۱۷۱	تاجدار بریلی کا طواف کعبہ
۱۷۲	اعتراض
۱۷۲	جواب
۱۷۵	باب نمبر: 5

ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ

۱۷۶	میرے ماں باپ تجھ پر قربان
۱۷۸	فداک آبی و آبی
۱۸۰	اعتراض
۱۸۰	عظمت نسب رسول
۱۸۲	شیخ عبداللہ رومی کا استدلال
۱۸۳	حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عقیدہ
۱۸۵	امام شعرانی کا عقیدہ



- ۱۸۵ _____ امام رازی کا عقیدہ
- ۱۸۶ _____ علامہ بیہانی کا عقیدہ
- ۱۸۷ _____ ملا علی قاری کا رجوع
- ۱۸۸ _____ ملا علی قاری پر علماء کی برہمی
- ۱۸۹ _____ علامہ آلوسی کا سخت نوٹس
- ۱۹۱ _____ تائید ربانی
- ۱۹۳ _____ دلیل نمبر ۱
- ۱۹۳ _____ زمانہ فترت کی تعریف
- ۱۹۵ _____ مقام محمود اور والدین مصطفیٰ
- ۱۹۷ _____ مقام محمود کیا ہے؟
- ۲۰۱ _____ ایک تفسیری نکتہ
- ۲۰۲ _____ دوسرا نکتہ
- ۲۰۳ _____ تیسرا نکتہ
- ۲۰۵ _____ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا دسترخوان
- ۲۰۵ _____ جنتی جانور
- ۲۰۷ _____ چوتھا نکتہ
- ۲۰۸ _____ پانچوں نکتہ
- ۲۰۸ _____ ایمان افروز واقعہ
- ۲۰۹ _____ لمحہ فکریہ
- ۲۰۹ _____ بچو، ایذا ئے رسول سے بچو
- ۲۱۰ _____ قاضی ابوبکر مالکی کا فتویٰ
- ۲۱۳ _____ عظمت والدین درنگاہ سید کونین
- ۲۱۳ _____ فرمان شیر خدا



۲۱۶ _____ عمر بن عبدالعزیز کی غیرت ایمانی

۲۱۸ _____ باب نمبر 6

جناب عبداللہ، ذبح اللہ رضی اللہ عنہ

۲۲۰ _____ فوائد واقعہ

۲۲۲ _____ جناب عبداللہ کا تقویٰ و طہارت

۲۲۵ _____ فوائد

۲۲۶ _____ آپ کا حسن و جمال

۲۲۷ _____ حسن اخلاق

۲۲۹ _____ سخاوت عبداللہ

۲۲۹ _____ سخاوت کا اک اور منظر

۲۳۰ _____ ولادت عبداللہ اور یحییٰ علیہ السلام کا کرتہ

۲۳۱ _____ حفاظت ربانی

۲۳۲ _____ ایمان عبداللہ پر قرآنی اشارہ

۲۳۳ _____ اعتراض

۲۳۳ _____ جواب:

۲۳۳ _____ وصال حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۳۴ _____ اعتراض

۲۳۴ _____ جواب

۲۳۷ _____ خلاصہ

۲۳۸ _____ تبصرہ سیالوی

۲۳۸ _____ دوسرا جواب

۲۳۹ _____ تیسرا جواب



۲۴۰

باب 7

فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

۲۴۱

سیدہ آمنہ کا سلسلہ نسب

۲۴۱

خاندانی شرافت

۲۴۲

شخصی رفعت

۲۴۶

آپ کے ایمان پر واضح دلیل

۲۴۸

مزار پرانوار کی قدرتی حفاظت

۲۴۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ آمنہ کے مزار پر

۲۵۰

نکات و اشارات

۲۵۱

دوسرا نکتہ

۲۵۱

تیسرا نکتہ

۲۵۳

منقبت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

۲۵۴

اعتراض

۲۵۷

اعتراض

۲۶۰

ایمان والدین مصطفیٰ پر علماء اہلسنت کی کتب

۲۶۰

خوبصورت حوالہ

۲۶۷

مصادر التحقيق فی عقیدہ العلماء

۲۶۷

کتب تفسیر

۲۶۹

کتب احادیث مبارکہ

۲۷۲

کتب تاریخ، سیرت و فضائل

۲۷۴

کتب شروحات حدیث

۲۷۵

کتب فقہ

۲۷۵

مختلف فیہ

۲۷۸

کتب دیوبند و غیر مقلدین

پیش نوشت

ایک عرصہ سے بندہ ناچیز کے دل میں یہ تمنا تھی کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کروں، اسی ذوق کی بناء پر اپنی پہلی تین کتابوں کا انتساب بھی والدین مصطفیٰ کے نام لکھا لیکن کوئی باقاعدہ تحریر پیش نہ کر سکا۔ نہ ہی حالات نے ساتھ دیا اور کبھی صحت، مصروفیات آڑے آ جاتیں۔

چنیوٹ سے جاری ہونے والے اہلسنت کے ترجمان ماہنامہ ”فکر سواد اعظم“ میں چونکہ اس ناچیز کے مقالہ جات مستقل شائع ہوتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ”فکر سواد اعظم“ کے مدیر اعلیٰ اور محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی کے صدر مدرس حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فضل رسول رضوی زیدی مجددہ کافون آیا اور انہوں نے حکم دیا کہ کوئی مقالہ لکھ بھیجو، میں نے عرض کیا سوچ رہا ہوں کہ ایمان والدین پر کچھ لکھوں۔

فرمانے لگے میں بھی اس عنوان پر لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن آپ لکھو میں رہنے دیتا ہوں، مختصر سا مقالہ لکھنے بیٹھا تو کیا ہوا کہ قلم میں روانی آتی چلی گئی، سرکار کریم علیہ السلام کی نگاہ کرم شامل حال ہوئی تو مقالہ سے رسالہ اور رسالہ سے کتاب بن گئی اسی دوران، فکر سواد اعظم کے لیے ایک اور مقالہ بعنوان ”اسلام ذریعہ محبت“ لکھ بھیجتا۔ الحمد للہ، بندہ کی یہ دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور نبی کریم علیہ السلام کے آباء واجداد کے ایمان پر تفصیل سے لکھنے کا موقع مل گیا، چند باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے اس کتاب میں۔

(1) مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا، باب نمبر (1) ایمان آباء رسول، (2) ابراہیم علیہ السلام کے والد کون، (3) ایمان عبدالمطلب، (4) والدین مصطفیٰ کا زندہ ہو کر



ایمان لانا، (5) حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، (6) حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا۔

اس کے ترتیب سے قارئین کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ملے گی۔

(2) حسب سابق ہم نے اسے بھی بالکل آسان اور عالم فہم مگر مدلل انداز میں باحوالہ تحریر کیا۔

(3) ہر بات باحوالہ، کتاب کا نام، جلد، صفحہ، حدیث نمبر اور مطبع کے ساتھ درج کیا ہے تاکہ اصل مآخذ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ ہاں مگر مطبع تبدیل ہونے کی صورت میں فرق آسکتا ہے ہے چند ایک مقامات پر مختلف علماء پر اعتماد کرتے ہوئے حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

(4) بعض مقامات پر عربی عبارت بھی نقل کی ہیں، ترجمہ با محاورہ نقل کیا بلکہ اکثر جگہ پر عبارت کا مفہوم لکھ دیا گیا ہے۔ اگر آپ کو کوئی خوبی اور بات پسند آئے تو دعا ضرور فرمائیے گا اور اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کی نظر آئے تو یہ میری شامت اعمال اور کم عملی ہے۔ علمائے اہلسنت جن کی کتب ہمارے پیش نظر رہیں وہ اس سے بری ہوں گے۔

فقیر کے پاس چونکہ کتابوں کی کمی ہے۔ اس لیے کافی دفعہ اپنے برادر اکبر حضرت علامہ مولانا سیف علی سیالوی کی لائبریری سے استفادہ کیا اگرچہ تیس کلومیٹر کا سفر مجھے کرنا پڑتا اور بعض اوقات وہ فون پر بھی حوالہ لکھوا دیتے۔ محترم افضال حسین نقشبندی صاحب بھی شامل حال رہے۔ بہر حال ہم ان کے شکریہ کے ساتھ ساتھ جن نے بھی تعاون کر سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ احکم الحاکمین بوسیلة رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ شرف قبولیت عطا فرمائے۔ والدین مصطفیٰ کا صدقہ سب کے والدین کے کے حال پر رحم و کرم فرمائے۔ جن کے والدین زندہ ہیں ان کو شفا



وصحت عطا فرمائے اور ہمارے قارئین و معاونین کو ناشراور ہماری مسجد کے متولی، برادر
محترم جناب میاں شاہد محمد سیالوی صاحب، سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
خالق کائنات ہمیں مزید دین اسلام و مسلک اہلسنت کی توفیق فرمائے، ہماری
غلطیوں کو تائیدوں سے درگزر فرمائے۔

آمین یا رب العلمین بطفیل سید المرسلین

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی

خطیب جامع مسجد صدیقہ چوگلی 3

محلہ رشیدہ آباد لاہور روڈ ضلع چنیوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضور جان کائنات، فخر موجودات، وجہ تخلیق کائنات، محبوب رب کائنات جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے دو باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

(1) حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انسان کا ذہن ہر قسم کی کدورت اور بغض سے پاک ہونا چاہیے۔ سرور کائنات، اصل موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت اور خدا و ادا نشان و شوکتِ دل میں ہونی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم شان تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول اور خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رضا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اطاعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اللہ جل جلالہ کی محبت ہے، خالق کائنات جل و علا کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہے کہ جو آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کرتا ہے، اللہ کریم جل جلالہ اس سے بھی محبت فرماتا ہے۔

(2) دوسری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولادِ آدم کے ایسے فرد ہیں جن پر خود حضرت سیدنا آدم علیہ السلام بھی فخر اور ناز کرتے ہیں، نسل انسانی کے ایسے فرد ہیں، جن پر پوری انسانیت کو ناز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر ایسے کہ جن پر بشریت ناز کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری بشر ہیں یعنی نور لباس بشریت میں جلوہ گر ہوا جنابِ خیر البشر اور سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک

میں، ایمان والے اور صحیح العقیدہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں شانوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر اہل ایمان کی زیادہ توجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے من اللہ رسول اللہ اور خلیفہ اعظم و نائب اکبر ہونے کی طرف ہوتی ہیں اور جس کے دل میں بغض ہوگا وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو مد نظر رکھے گا اور اس بشریت کو عام لوگوں کی طرح سمجھے گا۔

اور جو صاحب ایمان ہوگا جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبا ہوا ہوگا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں شانوں کو مانے گا لیکن زیادہ توجہ اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول خدا ہونے کی طرف ہوگی وہ جب بھی بولے گا عشق رسول میں ڈوب کر بولے گا کیونکہ عشق رسول ہی تو ایمان کی جان ہے، بقول اقبال۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یس وہی طہ

ہمارا عقیدہ:

حضور اکرمؐ نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اپنی زندگی میں اعلیٰ درجے کے موحد تھے۔ توحید پر ہی زندہ رہے اور توحید پر ہی وصال باکمال ہوا کیونکہ وہ اہل فترت میں سے تھے اور ان کی نجات کے لیے یہی کافی تھا، دین اسلام قبول کرنے، تقاضا پر ایمان پر ایمان لانے اور شرف صحابیت عطا فرمانے اور اپنے نائب اکبر و محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت اور عظمت و شان کی خاطر خالق مصطفیٰ جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندہ فرمایا۔

حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ طیبہ پڑھ کر دین اسلام قبول کیا، وہ نجات یافتہ ہیں اور جنتی ہیں۔ ایک بل کے لیے بھی ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی، یہی قول صحیح اور کثیر التعداد علماء کرام کا مختار ہے۔

اور یہی لائق شان سید الابرار ہے اور اس پر ہمارے پاس دلائل کا انبار ہے جو کہ پیش خدمت عاشقان و غلامان احمد مختار ہے لیکن سب سے پہلے نذر قارئین، دلیل اہل محبت پیار ہے اس کے بعد وہ دلائل جو کہ آئمہ کا مختار ہے۔

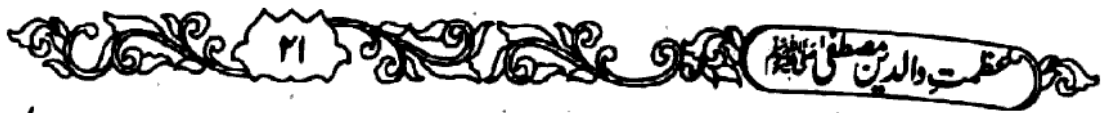
اہل محبت کی دلیل:

اہل محبت سے پوچھو، اہل عقیدت کو آزما کر دیکھو، در محبوب کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کی دل کی صدا سنو۔

غلامان مصطفیٰ سے سوال کرو، تو خدا کی قسم یہی جواب دیں گے کہ روایات اپنی جگہ مسلم، دلائل اپنی جگہ مصدق، قرآن اپنی جگہ معتبر، لیکن ہم ان کا سہارا لیے بغیر والدین مصطفیٰ رضی اللہ عنہما کو اعلیٰ درجہ کا مومن و موحّد اور جنتی مانتے ہیں، دوسروں کو دکھانے کے لیے کئی ایک دلیلیں ہیں، اپنے لیے بس ایک ہی دلیل کافی ہے، جس کے ہوتے ہوئے اپنے نظریہ کے اظہار کے لیے ہمیں نہ تو کوئی تردد ہے اور نہ ہچکچاہٹ وہ دلیل یہ ہے کہ معاملہ زید و عمرو کے والدین کا ہوتا تو تردد ہوتا، لیکن یہ معاملہ حبیب کبریاء احمد مجتبیٰ، محبوب خدا، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا ہے، اسی لیے وجہ تخلیق کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ہونا ہی ہمارے نزدیک ان کے ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے، سلسلہ نبوت پہ نگاہ دوڑاؤ، انبیاء کرام علیہم السلام کے شجرہ ہائے نسب کا مطالعہ کرو، کسی نبی علیہ السلام کے والدین کا فرزند نہیں گئے۔

ایک ایک نبی کے بارے میں معلومات حاصل کرو، حاشا وکلا، کوئی ہرگز ثابت نہ کر سکے گا کہ کسی نبی علیہ السلام کا باپ کافر ہوا ہو یا ماں کافرہ ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ جل و علا نے ہر نبی علیہ السلام کو اس عیب سے محفوظ رکھا۔

اگرچہ بعض لوگ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ فقط ان کے تعصب، تنگ نظری، کم علمی کا ثمرہ ہے اور ان کی خام خیالی ہے، حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں تھا، کیا یہ ہو سکتا



ہے کہ جس عیب سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اک اک نبی کو محفوظ رکھا ہو، اپنے محبوب عالم اسرارِ قلوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں مبتلا کر دیا ہو؟

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہ السلام اپنے اپنے والدین کے ساتھ جنت کے بالا خانوں میں خوش و خرم ہوں اور وہ نبی علیہ السلام جن کی وجہ سے ہر نبی کو نبوت ملی، ہر رسول کو رسالت و شریعت ملی، مومن کو جنت ملی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صداقت ملی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عدالت ملی، عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سخاوت ملی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شجاعت ملی، اماموں کو امامت ملی، شہیدوں کو شہادت ملی صحابہ کو صحابیت ملی، ولیوں کو ولایت ملی، ان کے والدین کریمین جنت سے محروم ہو کر جہنم کا ایندھن بنیں، وہ نبی علیہ السلام جن کی رضا کا خود خدا طالب ہو کر فرمائے،

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

”اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ

راضی ہو جاؤ گے۔“ (پارہ نمبر 30 سورۃ النبی آیت نمبر 5)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت سے تو یہ وعدہ کر رہے ہیں کہ میری اُمت کا آخری مومن جب تک جنت میں نہیں چلا جاتا، میں راضی نہیں ہوں گا وہ اپنے شفیق والدین کے جہنم جانے پر کیسے راضی ہو جائیں گے؟ ایں خیال است و محال است وجنوں۔

مفتی عشق کا فتویٰ:

ہمارے عشق کا مفتی تو یہی فتویٰ دیتا ہے کہ ہم اپنے کریم آقا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کریم والدین، حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو شرم و حیا کے پیکر تھے، حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا جن کی عصمت و پاک دامنی کی جاہلیت کے اس دور میں بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کو بغیر کسی دلیل کے مومن ماننا چاہیے۔

جیسے امام رازی علیہ الرحمۃ کے شیخ نے کہا تھا، رازی! اس شیطان بے ایمان سے کہہ دو کہ میں بغیر کسی دلیل کے خدا کو ایک مانتا ہوں، یونہی مفتی عشق کا فتویٰ یہی ہے کہ ہم

غلانان مصطفیٰ، اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹکڑوں پے پلنے والوں کو بغیر کسی دلیل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو مومن ماننے اور تسلیم کرنا چاہیے۔ طالبان دلائل کے لیے ہم انشاء اللہ دلائل بھی پیش کریں گے اور عظمت والدین رسول کا پورا پورا دفاع کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز و رسولہ الکریم:

قاسم رشد و ہدیٰ ہیں والدین مصطفیٰ

پیکر صدق و صفا ہیں والدین مصطفیٰ

باپ ہیں اللہ کے بندے، ماں امانت دار ہیں

متقین و حق نما ہیں والدین مصطفیٰ

پشت بھی پاکیزہ تھی اور رحم بھی پاکیزہ تر

حاصل نور خدا ہیں والدین مصطفیٰ

ان کے ایمان پر کرے جو شک وہ مومن نہیں

مومنین و پار سایہ والدین مصطفیٰ

کوئی مانے یا نہ مانے پر میرا ایمان ہے

اہل زہد و اتقا ہیں والدین مصطفیٰ

کم نہیں ہے مصطفیٰ کی والدینی کا شرف

فخر کرنے میں بجا ہیں والدین مصطفیٰ

دہر میں یوں تو کروڑوں اور بھی ماں باپ

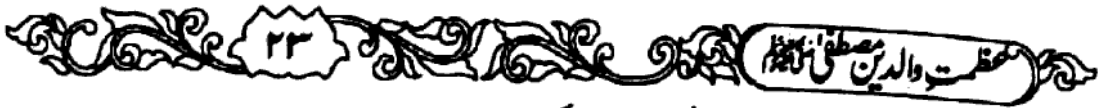
والدین مصطفیٰ ہیں والدین مصطفیٰ

میرے اسلاف اور میری آئندہ نسلوں کے لیے

ہر قدم پر رہنما ہیں والدین مصطفیٰ

ان کا رتبہ ان کے بیٹے مصطفیٰ سے پوچھیے

کب ہمیں معلوم، کیا ہیں والدین مصطفیٰ



میں نے لکھی ہے بہ امید شفاعت منقبت
مجھ گدا کا حوصلہ ہیں والدین مصطفیٰ

ان کے ہاں فیضان کھولی مصطفیٰ نے چشم نور
راستی کا سلسلہ ہیں والدین مصطفیٰ
تو آئیے قارئین! اب چلتے ہیں دلائل کی دنیا میں۔

دلیل نمبر: 1

خالق مصطفیٰ جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے۔

پارہ نمبر 2 سورة البقرہ آیت 221

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مومن غلام مشرک سے بہتر ہوتا ہے، اب پڑھئے
حدیث شریف عالمین کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بعثت من خیر قرون ینی ادم قرنا فقرنا حتی کنت من القرون

الذی کنت فیہ“

مجھے نسل انسانی کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا، زمانے پر زمانے گزرتے

گئے، یہاں تک کہ مجھے اس زمانے میں رکھا گیا جس میں میں موجود ہوں۔

صحیح بخاری جلد 2، صفحہ 372 رقم الحدیث 3557، فرید بک شال لاہور

مسند احمد جلد 7 صفحہ 171 رقم الحدیث 9360، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 7 صفحہ 31 رقم الحدیث 8843، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند الفردوس جلد 2 صفحہ 12 رقم الحدیث 2095، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح النہ جلد 7 صفحہ 4 رقم الحدیث 3508، دار التوفیق للتراث قاہرہ مصر

کنز العمال جلد 11 صفحہ 192 رقم الحدیث 32009، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الجامع الصغیر صفحہ 189 رقم الحدیث 3148، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

- دلائل النبوة پہلی جلد 1 صفحہ 175، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص الحبيب جلد 1 صفحہ 32، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- جواہر البحار فی فضائل النبی الخیر جلد 1 صفحہ 32، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- مواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 56، فرید بک شال لاہور پاکستان۔
- مشکاۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 195 رقم الحدیث 5724، دارالتوفیق للتراث قاہرہ مصر
- زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 130، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 188 زاویہ پبلشرز لاہور
- نیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 137، دارالکتب العلمیہ بیروت
- جہۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 360، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،
- الانوار المحمدیہ من المواہب اللدینہ صفحہ 16 حقیقت کتابوی ترکی استنبول۔
- تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 299، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد شاہ کرنے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس حدیث کے ماتحت علامہ احمد بن اسماعیل کورانی متوفی ہجری 893 لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جن آباء کی پشتوں میں اور جن امہات مقدسہ کے ارحام طاہرات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوتے رہے، وہ سب خیر تھے (یعنی مومن و صالح تھے)

الکوثر الجاری جلد 6 صفحہ 377، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1439ھ

اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کرام مومن تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہی خیر ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا،

فجعلنی فی خیر ہما قسما

تو مجھے اللہ کریم نے بہترین قسم میں رکھا۔
پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کو دو گھروں میں تقسیم فرمایا:

”فجعلنی فی خیبر ہما بیتا“

تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بہترین گھر میں رکھا
پھر اللہ کریم نے ان کو قبیلوں میں تقسیم فرمایا:

”فجعلنی فی خیبر ہا قبیلہ“

پس مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا اور بہترین گھر میں رکھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا!

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما
دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

المعجم الکبیر جلد 2 صفحہ 189 رقم الحدیث 2608، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 280 رقم الحدیث 13822، دارالکتب العلمیہ بیروت

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 170، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الہدایۃ والنہایۃ جلد 1 صفحہ 713، دارالاشاعت کراچی

جامع الآثار فی مولد النبی الخار جلد 1 صفحہ 344، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

انسان المعین فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 65، دارالکتب العلمیہ بیروت

جواہر البحار فی فضائل النبی الخار جلد 1 صفحہ 64، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

خاندان مصطفیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

جب کفار مکہ نے ہمارے کریم آقا علیہ السلام کی شان اقدس میں زبان طعن دراز

کی تو:

”فقام صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر“

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے فقال من انا؟ پھر پوچھا کہ میں کون ہوں؟

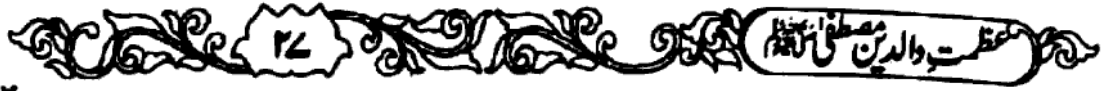
فقالوا انت رسول الله صلى الله عليه وسلم
تو سب نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظمت والے رسول ہیں۔
قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب.....

فرمایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) ہوں بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا فجعلنی فی خیرہم تو مجھے سب سے بہتر میں رکھا۔ ثم جعلہم فرقتین فجعلنی فی خیرہم فرقہ پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا۔

”ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی خیرہم قبیلہ“
پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا

ثم جعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرہم بیتا وخیرہم نفسا
پھر ان کو گھروں میں تقسیم فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا اور بہترین نفوس قدسیہ میں رکھا۔

مصنف ابن شیبہ جلد 6 صفحہ رقم الحدیث 31630، دارالکتب العلمیہ بیروت
جامع ترمذی صفحہ 825 رقم الحدیث 3616، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
کنز العمال جلد 11 صفحہ 191 رقم الحدیث 31984، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 281 رقم الحدیث 13824، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
سند احمد جلد 10 صفحہ 400 رقم الحدیث 17446، دارالحدیث قاہرہ مصر
مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 198 رقم الحدیث 5742، دارالتواقیع للتراث قاہرہ مصر
ذخائر العقبین فی مناقب ذوالقربیٰ جلد 1 صفحہ 51، انتشارات کلمۃ الحق قم ایران
الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 169، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان



جامع الآثار فی مولد النبی الخار جلد 1 صفحہ 339، دارالکتب العلمیہ بیروت
کفایۃ الطالب الملوی فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 65، دارالکتب العلمیہ لبنان
انسان المؤمن فی سیرۃ امین المامون جلد 1 صفحہ 44، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
مواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 56، فرید بک شال پاکستان،
سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 188، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان
مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات صفحہ 501، نور یہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور پاکستان
الہدیۃ والتماریہ جلد 1 حصہ 2 صفحہ 713، دارالاشاعت کراچی
شرح الشفاء جلد صفحہ 205، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
ابو نعیم دلائل النبوة صفحہ 80، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 138، دارالکتب العلمیہ بیروت
زرقاتی جلد 1، صفحہ 131/132، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

وجہ استدلال:

قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ مسلمان غلام بھی کافر آزاد سے بہتر ہے اور حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے رب نے مخلوق میں سے ہر لحاظ سے بہتر بنایا،
خاندان کے لحاظ سے، نسب کے لحاظ سے، قبیلہ کے لحاظ سے، گھر کے لحاظ سے، تو معلوم
ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد، آدم علیہ السلام تا حضرت
عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تمام امہات طاہرات از حضرت حواری اللہ عنہا تا سیدہ آمنہ رضی
اللہ عنہا سب کے سب مومن و موحد تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کو
بہتر قرار دیا اور فرمان قرآن مومن ہی بہتر ہوتا ہے۔

حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی عظمت کے حوالے سے
ایک حدیث شریف اور ملاحظہ فرمائیں:

صحابی رسول حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جان

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ سے قریش کو چنا پھر قریش کو چنا
پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے جن لیا۔
اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چنا اور اولاد
اسماعیل سے کنانہ کو چنا۔

- صحیح مسلم صفحہ 1064 رقم الحدیث 5897، دار المعرفہ بیروت لبنان
جامع ترمذی صفحہ 825 رقم الحدیث 3614، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
کنز العمال جلد 11 صفحہ 190 رقم الحدیث 31981، دار الکتب العلمیہ بیروت
مسند احمد جلد 10 صفحہ 241 رقم الحدیث 16924، دار الحدیث قاہرہ مصر
صحیح ابن حبان صفحہ 1682 رقم الحدیث 6333، دار المعرفہ بیروت لبنان
صحیح ابن حبان صفحہ 1660 رقم الحدیث 6242، دار المعرفہ بیروت لبنان
صحیح ابن حبان صفحہ 1717 رقم الحدیث 6242، دار المعرفہ بیروت لبنان
صحیح ابن حبان صفحہ 1717 رقم الحدیث 6475، دار المعرفہ بیروت لبنان
شرح السنہ جلد 7 صفحہ 3 رقم الحدیث 3507، دار التوفیق للتراث قاہرہ مصر
سنن الکبریٰ جلد 7 صفحہ 227 رقم الحدیث 13764، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند ابی یعلیٰ جلد 5 صفحہ 462 رقم الحدیث 7485، دار الفکر بیروت
مسند ابی یعلیٰ جلد 5 صفحہ 463 رقم الحدیث 7487، دار الفکر بیروت
مصنف ابن شیبہ جلد 6 صفحہ 321 رقم الحدیث 31722، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
معجم الکبیر جلد 9 صفحہ 172 رقم الحدیث 17628، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
صفوة الصفوة جلد 1 صفحہ 30، دار الحدیث قاہرہ مصر
الاباطیل والنساکیر والصحاح والاشاہیر صفحہ 101 رقم الحدیث 161، دار الکتب العلمیہ بیروت
ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ جلد 1 صفحہ 50، انتشارات کھتہ الحق قم ایران
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 133، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الشفاء بترغیف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 139-140، دار الکتب العلمیہ بیروت

دلائل الملوۃ جلد 1 صفحہ 165، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
جامع الآثار فی مولد النبی الخار جلد 1 صفحہ 330، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 41، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص الحبيب جلد 1 صفحہ 64-65، دارالکتب العلمیہ بیروت
مواہب الدنیہ جلد 1 صفحہ 56، فرید بک مثال لاہور
زرقانی شرح مواہب جلد 1 صفحہ 131، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
جوتہ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 360، نضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
جواہر البحار فی فضائل النبی الخار جلد 1 صفحہ 32، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الانوار المحمدیہ من مواہب اللدینہ صفحہ 16، مکتبہ حقیقت کتابوی ترکی
تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 300، نضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
البدلیۃ النحویہ جلد 1 حصہ 2 صفحہ 713، دارالاشاعت کراچی،

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے، امام قاضی عیاض مالکی
رحمۃ اللہ علیہ نے، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے، احمد شاہ کراہ اور اسلام عبدالمصوور نے اس
حدیث کو صحیح کیا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خالق کائنات جل وعلا نے اپنے محبوب
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب اور خاندان کو پوری اولاد آدم سے چنا، قبیلہ چنا، گھر
چنا، اس کے باوجود بھی اگر حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد و امہات کو
مومن تسلیم نہ کیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ نے چنا ہی کیا؟ پھر ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے
چننے میں ہی کوئی کمی رہ ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذلک الہفوات، جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ
نہ رب العالمین کے چننے میں کوئی کمی ہے اور نہ ہی آقا کریم علیہ السلام کے آباؤ اجداد کے
ایمان اور ان کی عظمت و شان میں کوئی کمی ہے کیونکہ ان کو اللہ کریم نے پسند فرمایا اور
پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا امین بنایا۔

دوسرا استدلال:

خالق مصطفیٰ جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے،

پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت 221

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ مومن چاہیے غلام ہی کیوں نہ ہو وہ کافر و مشرک

سے بہتر ہوتا ہے۔

اب پڑھئے حدیث شریف:

علامہ دیار کبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 966 ہجری، علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1122 ہجری، امام حلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری، نے مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے بخاری اور مسلم کی شرط پر بسند صحیح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ:

”لم یزل علی وجه الارض من یعبد اللہ علیہا“

روئے زمین پر ہمیشہ اللہ کی عبادت کرنے والے رہے ہیں

تاریخ الخلفاء فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 430، دار الکتب العلمیہ بیروت

زرقانی کے الفاظ یہ ہیں:

”لم یزل علی وجه الدھر سبعة مسلمون فضاعدا، فلو لا

ذلک هلکت الارض ومن علیہا“

روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو

زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 327، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحادی للمختاوی جلد 2 صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مصنف عبدالرزاق جلد 5 صفحہ 97 رقم الحدیث 9099، ادارۃ القرآن کراچی

علامہ دیار کبری متوفی 966 ہجری، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری،

علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1122 ہجری نے امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ

علیہ کی کتاب الزہد کے حوالے سے بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق بسند صحیح حبر الامہ، مفسر قرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:

”ما خلعت الارض من بعد نوح من سبعة يدفع اللہ بہم من اهل

الارض“

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات خدا کے ایسے بندوں سے خالی نہیں ہوئی جن کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ زمین والوں سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 430، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان زرقانی علی المواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 327، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہر زمانے میں روئے زمین پر کم سے کم سات مسلمان بندگان ضرور رہے ہیں اور صحیح بخاری شریف کی حدیث جو کہ گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ ہر زمانے، ہر قبیلے اور ہر خاندان بلکہ ہر گھر سے افضل تھے، اور قرآن یہ کہتا ہے کہ کوئی کافر کتنا ہی شریف اور اچھے نصب والا ہو، کسی مسلمان سے بھی بہتر نہیں ہو سکتا،

تو واجب ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کے آباؤ امہاب ہر زمانے میں ان ہی مقبول و صالح بندوں سے ہوں ورنہ فرمان خدا عزوجل کی بھی مخالفت ہوگی اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

اگر یہ کہا جائے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آباؤ امہات کے علاوہ سات بزرگان خدا تھے تو پھر ماننا پڑھے گا کہ وہ خاندان مصطفیٰ سے بہتر ہوں اور یہ اور یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خاندان ہر زمانے میں بہتر رہا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ بہتر تو خاندان رسول ہی ہے مگر وہ تھے شرک پر، تو یہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ مشرک، مسلمان سے بہتر ہو ہی نہیں سکتا، لہذا ماننا

پڑے گا کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اہمات ہی ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو وحدہ لا شریک ماننے والے اور اس کی عبادت کرنے والے تھے اور وہی سارے زمانے سے بہتر و افضل تھے۔

دلیل نمبر: 2

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ“

بے شک مشرک سب ناپاک ہیں۔

پارہ نمبر 10 سورة التوبة آیت نمبر 28

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کافر و مشرک ناپاک ہیں۔

اب پڑھئے آباؤ اہمات رسول کی عظمت اور طہارت و کرامت۔

سید الانبیاء، نبی الانبیاء، امام الانبیاء، خطیب الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی

شان:-

”لم یزل اللہ یقلنی من اصلاب طیبة الی ارحام طاهرہ صافیا

مُہذبًا بالآ تشعب شعبان الا کنت فی خیر ہما“

ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل

فرماتا رہا۔ میں پاک اور مطہر و مہذب پیدا ہوا ہوں جب بھی نسلِ انسانی کے دو حصے

ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بہتر حصہ میں رکھا۔

الحادی المتداولی جلد 2 صفحہ 199، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوة صفحہ 80، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

مواہب اللدنیہ 1 صفحہ 55 فرید بک شال لاہور

”لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات“

ترجمہ: میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے ارحام میں

منتقل ہوتا رہا۔



مواہب اللدین مع زرقانی جلد 1 صفحہ 327، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الحادی للعداوی جلد 2 صفحہ 199، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں تخلیقِ آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں نور تھا، وہ نور اللہ کی بارگاہ میں اس کی تسبیح کرتا اور اس ذکر سے فیض یاب ہو کر فرشتے بھی ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ جب اللہ عزوجل حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ”ذَٰلَکَ النُّورُ فِی صُلْبِہ“ تو میں نور ان کی پشت میں رکھا گیا۔

”لَمْ یَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰی یَنْقُلْنِیْ مِنْ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰی اَخْرَجْنِیْ مِنْ اَبْوٰی لَمْ یَلْتَقِیَا عَلٰی سَفَاحٍ قَطْ“
ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ عزت و کرامت والی پشتوں سے پاکیزہ اور طیب و طاہر رحموں میں منتقل فرمایا یہاں تک کہ میرے والدین کریمین کے ذریعے میرا ظہور ہوا، ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح الشفاء للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 206، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص المحیّب جلد 1 صفحہ 66، دارالکتب العلمیہ بیروت

تاریخ الخمیس فی احوال النّفس جلد 1 صفحہ 104، 429، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہارون دیوبندی، خصوصیاتِ مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 185، دارالاشاعت کراچی پاکستان

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قصیدہ پیش کیا تو اس میں بھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارتِ نبوی کا ذکر کیا۔ ملاحظہ ہو، امام حاکم اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اقدس میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے، میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل تمہارے منہ کو سلامت رکھے تو آپ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے۔

تنقل من صالب الی رحمہ اذا مضی عالم بد اطبق
وہ نور ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتا رہا جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسری جماعت ظاہر ہو جاتی۔

- مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 319 رقم الحدیث 5417، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
معجم الکبیر جلد 3 صفحہ 96 رقم الحدیث 13830، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص الحیب جلد 1 صفحہ 66، دارالکتب العلمیہ بیروت
سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 186، زدایہ پبلشرز لاہور پاکستان
البدایۃ والنہایۃ جلد 1 حصہ دوم صفحہ 715، دارالاشاعت کراچی
السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 54، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 80، فرید بک شال لاہور پاکستان
حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 361، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
انسان المعین فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 83، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
المطالب العالیہ جلد 4 صفحہ 177 رقم الحدیث 7-4256، مکہ مکرمہ
الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 207، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 144، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 220، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 359، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تھانوی، نشر الطیب صفحہ 10، تاج کینی لاہور پاکستان

تھانوی، شکر الہیہ، 34، مطبوعہ بھارت غدی

مختصر سیرت الرسول ص 16، دار الفیحاء دمشق، ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 23 جون 1995

اب قرآن وحدیث کو سامنے رکھو تو عظمت والدین مصطفیٰ کا پتہ چلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ از آدم و حوا تا عبد اللہ و آمنہ رضی اللہ عنہا پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا آیا ہوں،

اور قرآن یہ کہتا ہے کہ مشرک و کافر پلید و نجس ہوتا ہے تو معلوم ہوا آقا کریم علیہ السلام کے آباؤ اجداد مومن تھے کیونکہ وہ پاک تھے اور کافر پاک و طاہر نہیں ہوتا حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ نسب کی فضیلت ہی حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 362، فیاء القرآن، پہلی کیشنز لاہور۔

تو کیا کافر کا نسب نبوت کے قابل ہوتا ہے؟

کیا کفار و مشرکین کے نسب کی یہ شان ہوتی ہے جو شان ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی ہے؟ ہر قل نے ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب تم سب میں سے کیسا ہے؟

ابوسفیان نے جواب دیا کہ ہم سب میں اچھے نسب والے ہیں۔

تو کیا کفار و مشرکین کا سب سب سے اچھا ہوتا ہے؟

قابل توجہ بات:

ذرا سوچئے! قرآن کی رو سے کافر و مشرک ناپاک بھی ہوں، ہر دور اور ہر زمانے میں زمین پر سات مسلمان بھی موجود رہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اور نسب، آباؤ اہمہات طیب و طاہر بھی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب سب سے افضل و اعلیٰ، مزکی و مصفیٰ بھی ہو، اطیب و اطہر بھی ہو اور پھر بھی والدین کے ایمان میں شک ہو؟
فیما للعجب۔

سدرہ کے مکین بولے:

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کیا

”یا محمد! قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد و قلبت مشارقها و مغاربها فلم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم۔“

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا ہے پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی شخص کو نہیں پایا، اور زمین کے مشارق و مغارب کو الٹ پلٹ کر دیکھا پر کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل نہیں پایا۔

فضائل الصحابہ جلد 2 صفحہ 779 رقم الحدیث 1073، دار ابن الجوزی سعودیہ

معجم الاوسط جلد 4 صفحہ 372 رقم الحدیث 6285، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 176، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند الفردوس جلد 3 صفحہ 187 رقم الحدیث 4516، دار الکتب العلمیہ بیروت

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 283 رقم الحدیث 13729، دار الکتب العلمیہ بیروت

الجامع الصغیر صفحہ 378 رقم الحدیث 6074، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 11 صفحہ 184 رقم الحدیث 31910، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الصواعق المحرقة صفحہ 488، اکبر بک سیلرز لاہور

کفایۃ الطالب اللیب فی حصائص الحبيب جلد 1 صفحہ 66، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع الامار فی مولد النبی المختار جلد 1 صفحہ 336، دار الکتب العلمیہ بیروت

الحاوی للمختاوی جلد 2 صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 360، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 300، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

- البدایۃ والنہایۃ جلد 1 حصہ 2 صفحہ 714، دارالاشاعت کراچی پاکستان
- دحلان کی، السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 20، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
- الوقایا بحوال مصطفیٰ صفحہ 99، حامد اینڈ کمپنی لاہور
- سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 185، زاویہ پبلشرز لاہور
- قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 66، مرکز ادب اسلامی، دارالعرفان لاہور
- جواہر البحار فی فضائل النبی القار جلد 1 صفحہ 65، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- اشرف الوسائل الی الفہم الشمائل صفحہ 60، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- ادریس کاندھلوی دیوبندی، سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 47، مکتبہ عمر فاروق کراچی
- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:
- اس حدیث کی صحت کے نشانات اس کے متن کے صفحات پر موجود ہیں۔
- الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
- امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:
- ”قال بعض الحفاظ: لو ائح الصحه ظاهرة على صفحات هذا المتن“
- اس حدیث کی صحت کے نشانات اس کے متن کے صفحات پر ظاہر ہیں۔
- اشرف الوسائل الی الفہم الشمائل صفحہ 60، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔
- تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 67، مطبوعہ لاہور۔
- مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔
- سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 47، مکتبہ عمر فاروق کراچی۔
- علامہ یوسف بن اسماعیل مہبانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔
- حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 360، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
- علامہ شامی نے بھی عبارت لکھی ہے دیکھیں:
- سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 185، زاویہ پبلشرز لاہور

مندرجہ بالا احادیث پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ یہ صحیح احادیث قطعی طور پر اس بات کا ثبوت ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک صاحب ایمان تھے۔ اس مضمون کے خلاف جو روایات ملتی ہیں۔ اگر تو کمزور ہوں تو ان کا رد کرنا ضروری ہے اور اگر وہ صحیح ہوں تو ان کی تاویل لازم ہے اور جو احادیث اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں، ہمیں انہی صحیح احادیث پر عقیدہ رکھنا چاہیے، ان میں سے اگر (بعض روایات) ضعیف بھی ہوں تو وہ بھی درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہیں۔

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 68، مرکز ادب اسلامی، دارالعرفان لاہور۔

اے ماہ جبیں تیری قسم:

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: سید الکونین وسیلتنا فی الدارین، جد الحسین، امام القبلتین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میری خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مجھے بھیجا۔ میں زمین کے مشرق و مغرب میں گھوما میں نے کنانہ سے عمدہ کسی کو نہ دیکھا۔

پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں کنانہ میں گھوما، میں نے قریش سے بڑھ کر بہتر قبیلہ نہیں دیکھا پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے قریش کی چھان بین کی تو میں نے بنو ہاشم سے بڑھ کر بہتر قبیلہ نہیں دیکھا۔ پھر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں بنو ہاشم سے سب سے بہتر آدمی کا انتخاب کروں تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی افضل نظر نہ آیا۔

سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 185، نزادیہ پبلشرز لاہور پاکستان

انسان العین فی سیرت امین المؤمن جلد 1 صفحہ 44، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

طہارت وعظمت نسب مصطفیٰ سے متعلق احادیث مبارکہ آپ نے پڑھنے کا شرف حاصل کیا، اب ان احادیث پر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ثناء اللہ پانی

ہی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ سیوطی و پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بات معلوم ہے کہ لفظ، خیر (اچھا)، اصطفاء (انتخاب)، اختیار (پسندیدہ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں افضل ہونا شرک کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور بے شک افضل، خیر، اصطفاء اور طاہر کا اطلاق غیر مسلموں کے لیے جائز نہیں ہے (یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین و آباء اصحاب غیر مومن ہوتے تو وہ خیر، افضل، اصطفاء اور طاہر نہ ہوتے کیونکہ غیر مسلم ایسا نہیں ہوتا یہ شان صرف مومن و مسلمین کی ہے)

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 70 مطبوعہ لاہور

اک روز جبرائیل سے کہنے لگے شاہ
تم نے دیکھے ہیں جہاں بتلائے کیسے ہیں ہم
بولے روح امین، اے مہ جبین تیری قسم
آقا قہا گردیدہ ام مہر بتا ور زیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگرے
تیری صورت سے نہیں ملتی کس کی صورت
ہم جہاں بھر میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

تکملہ دلیل دوم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ، اللَّهُ اللَّهُ“

ترجمہ: جب تک ایک شخص بھی اللہ اللہ کرتا رہے گا اس پر قیامت نہیں آئے گی۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ:

آقا کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:-

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جائے۔

مسند احمد جلد 8 صفحہ 173 رقم الحدیث 11982، دارالحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 8 صفحہ 330 رقم الحدیث 12597، دارالحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 8 صفحہ 599 رقم الحدیث 13767، دارالحدیث قاہرہ مصر

صحیح مسلم صفحہ 116 رقم الحدیث 373-374، دارالمعرفہ بیروت لبنان

صحیح ابن حبان صفحہ 1823 رقم الحدیث 6849، دارالمعرفہ بیروت لبنان

مسند ابی یعلیٰ جلد 3 صفحہ 168 رقم الحدیث 3526، دارالفکر بیروت لبنان

مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 540 رقم الحدیث 8514، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح السنہ جلد 7 صفحہ 412 رقم الحدیث 4178، دارالتوفیق للتراث قاہرہ مصر

کنز العمال جلد 14 صفحہ 100 رقم الحدیث 38483، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

البحر الخارنی مسند البزار جلد 13 صفحہ 169 رقم الحدیث 6600، دارالکتب العلمیہ بیروت

مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 488 رقم الحدیث 12599، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کشف الاستار جلد 4 صفحہ 150 رقم الحدیث 3418، مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان

مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 149 رقم الحدیث 5505، دارالتوفیق للتراث قاہرہ مصر

مسند ابی عوانہ جلد 1 صفحہ 101 دارالبازمکہ مکرمہ

مصنف عبدالرزاق جلد 11 صفحہ 403 رقم الحدیث 20847، ادارۃ القرآن کراچی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، حبیب الرحمن اعظمی نے لکھا

ہے کہ صاحب مجمع الزوائد کہتے ہیں کہ بزار کے رجال، رجال صحیح ہیں جبکہ صاحب مجمع

الزوائد کہتے ہیں کہ مسند احمد کے رجال صحیح رجال ہیں۔ احمد شاہ کہتا ہے یہ حدیث صحیح

ہے، امام احمد بن محمد بن حنبل کی کتاب الزیاد میں یہ حدیث حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے، ملاحظہ ہو۔

کتاب الزہد صفحہ 220 ادارہ پیغام القرآن لاہور پاکستان۔

قابل غور بات ہے کہ قرآن یہ فرمائے کہ مسلمان، کافر سے بہتر ہے، دوسرے

مقام پر فرماتا ہے کہ بے شک مشرک ناپاک و نجس ہیں اور احادیث صحیحہ یہ کہتی ہیں کہ روئے زمین پر ہر دور میں مسلمان ضرور رہیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد و امہات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ تک سب کے سب ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ، خیر، چنے ہوئے طیب و طاہر ہیں۔

اس کے باوجود آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین صاحب ایمان نہ ماننا آیت مبارکہ و احادیث صحیحہ سے انحراف کرنے کے مترادف ہے۔ مندرجہ بالا احادیث صحیحہ ہماری دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ امہات تمام کے تمام مومن و مسلم تھے۔

طہارت نسب رسول:

حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نسب شریف کی طہارت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر میرا جو ہر ولادت نکاح سے منتقل ہوتا چلا آیا ہے نہ کہ زنا سے، حتیٰ کہ میں اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوا، جاہلیت کے زنا کا مجھ تک اثر نہیں پہنچ سکا۔

ابو نعیم، دلائل النبوة صفحہ 79، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کفایۃ الطالب الملیب فی حصائص الحییب جلد 1 صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ابو بکر عبد محمد نے، محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”انما خرجت من نکاح لم اخرج من سفاح من لدن آدم لم

یصیبنی سفاح الجاہلیۃ“

بے شک میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور صلب آدم سے لے کر میرا نسلی جوہر

پاک رہا ہے اور میرے نسب کو جاہلیت کی بدی نے کبھی نہیں چھوا۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 307 رقم الحدیث 31632، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسا ہی مضمون اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ملاحظہ ہو۔

کفایۃ الطالب الملیب جلد 1 صفحہ 63، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

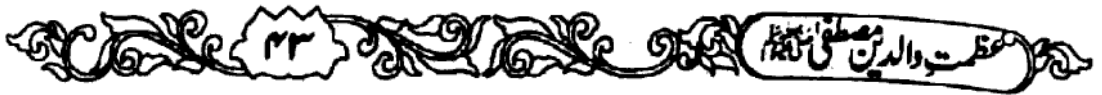
ان تمام احادیث مبارکہ سے بھی حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب طہارت اور خاندانی عظمت و شرف معلوم ہوئی کہ آقا کریم علیہ السلام کا نسب شریف آباؤ امہات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اور حضرت حوا سے لے کر سیدہ آمنہ تک سب کے سب مومن و مسلم تھے۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام خاندان پاک و طیب و طاہر ہے اور کافر و شرک پاک نہیں ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل خاندان خدا کا چنا ہوا ہے، افضل ہے اعلیٰ ہے، روح الامین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان جیسا نظر نہ آیا اور کافر و شرک کبھی بھی مسلمان اور مومن سے بہتر و افضل نہیں ہو سکتا۔

اعتراض: حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے بعد نبوت خاندان بنی اسرائیل میں رہی اور خاندان بنی اسماعیل میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام تمام انسانوں اور فرشتوں سے افضل ہوتے ہیں پھر ان حدیثوں کا کیا مطلب ہے کہ جب بھی کوئی خاندان دو شاخوں میں بٹا، اللہ تعالیٰ عز و جل نے مجھے ان دونوں میں بہتر حصے میں رکھا، اور فرمایا میں اولاد آدم کے بہترین زمانہ میں معبود فرمایا۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام میں تقسیم ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب فرمایا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام سے افضل ہیں۔



اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان دونوں خاندانوں سے ہمارے آقا کریم علیہ السلام کو بہترین خاندان عطا فرمایا، یعنی بنی اسماعیل میں پیدا فرمایا پھر خاندان بنی اسماعیل دو شاخوں میں بٹا۔ تو اللہ کریم جل جلالہ نے آقا کریم علیہ السلام کو ان میں سے بہترین حصے میں رکھا لہذا یہ بات اس پر دلالت نہیں کرتی کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد انبیاء بنی اسرائیل علیہ السلام سے افضل تھے۔

بلکہ یہ کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اجداد اپنے بھائیوں سے افضل تھے اور یہی بات ان کے ایمان کی دلیل ہے، اس لیے کہ کوئی کافر دوسرے کافر سے بہتر نہیں ہوتا بلکہ یا تو وہ دوسرے سے بدتر ہوتا ہے یا پھر برائی میں دوسرے کافر ہی کی طرح ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ اعتراض اور جواب مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 70-69، دارالعرفان لاہور۔

دلیل نمبر: 3

خالق کائنات جل جلالہ نے کتاب لاریب میں ارشاد فرمایا:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرْكَ جِئْنَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلَّبَكَ فِي السَّجْدَيْنِ ۝

اور عزت والے بے حد رحم فرمانے والے پر بھروسہ کیجئے، جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور (دیکھتا ہے) سجدہ کرنے والوں میں آپ کے پلٹنے کو۔

پارہ نمبر 19 سورۃ الشعراء آیت نمبر 217-219

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاد العلماء، حکیم الحکماء، مفسر قرآن، فاضل اجل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی لکھتے

ہیں کہ:

اس آیت میں ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں اور معنی یہ ہے کہ زمانہ حضرت آدم وحواء علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلا ب و ارحام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول و آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

تفسیر خزائن العرفان صفحہ 689، علم دین پبلشرز لاہور پاکستان
مفسر شہیر، شارح کبیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے ماتحت لکھتے ہیں:-

جب آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں میں، پاک رحموں میں گردش کر رہا تھا، ہم دیکھتے تھے، یہی تفسیر قوی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد مومن و موحّد، حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافر فاسق نہ تھا۔

ملخصاً تفسیر نور العرفان صفحہ 815، نعیمی کتب خانہ ہجرات پاکستان
علامہ احمد بن احمد الصاوی المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں:

والمراد بالساجدین المؤمنین: والمعنی: یراک متقلبا فی اصلا ب و ارحام المومنین، من آدم الی عبداللہ فاصولہ جمیعاً مؤمنون،

ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں اور معنی اس کا یہ ہے کہ آپ مومن مردوں کی پشتوں سے مومن خواتین کے ارحام میں منتقل ہوئے آئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک،

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول (یعنی آباؤ اجداد) مؤمنین ہیں۔

حافیۃ الصاوی علی الجلالین جلد 3 صفحہ 150، دارالحدیث قاہرہ مصر

علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1147 لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی سے دوسرے نبی میں منتقل ہوتے آئے، ساجدین کا معنی ہے کہ اصلااب انبیاء و مرسلین سے جیسے آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام کی طرف، ان سے آگے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کی گود میں تشریف لائے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء تمام کے تمام نبی تھے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں انبیاء علیہم السلام بھی آتے ہیں۔ روح البیان فی تفسیر القرآن جلد 6 صفحہ 335، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس المحیط لکھتے ہیں:

وَيُقَالُ فِي أَصْلَابِ آبَائِكَ الْأَوَّلِينَ

اور کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء کی پشتوں میں جلوہ گر ہوئے آئے اور خدا آپ کو دیکھتا رہا۔

تنویر المعباس عن تفسیر ابن عباس صفحہ 396، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ علی بن محمد خازن شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 741 لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام کی پشتوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہونے کو دیکھتا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے آپ کو اس آخری امت میں معبود فرمایا۔

تفسیر خازن جلد 3 صفحہ 398، دارالکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل

کیا ہے ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 593، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 465 لکھتے ہیں:-

”تقبلک فی اصلاب ابا نک من المسلمین الذین عرفو اللہ“
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مسلمان اور اللہ کو پہچاننے والے عارفین آباء کی
اصلاب میں منقل ہوتے آئے۔

تفسیری قشیری جلد 2 صفحہ 407، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”المراد بالساجدین المؤمنون“
ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومن آباء کی پشتوں
میں جلوہ گر ہوتے آئے)

تفسیر روح المعانی جلد 19 صفحہ 184، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں:

ابن جریر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:
ساحدین سے مراد نمازی ہیں (یعنی آپ ہمیشہ نمازیوں میں جلوہ گر ہوتے آئے)
تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشت سے دوسری پشت میں جلوہ گر ہوتے رہے اور وہ
تمام پشتیں پاک تھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا دیا
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد میں ظاہر
ہوتا رہا..... ابو جعفر نحاس نے، معانی القرآن میں اسی آیت کریمہ کے متعلق کہا کہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ مختلف پشتوں میں جلوہ گر ہوتے رہے یہاں تک
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آئے، کیا خوب کہا حافظ شمس الدین بن ناصر

الدین دمشق رحمۃ اللہ علیہ نے:

تنصل احمد نوراً عظیماً تلا لافى جباه الساجدين

تقلب فتيه قرنا فصترنا الى ان جاء خير المرسلين

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ گر ہوتا رہا، اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں اس کی چمک دمک نظر آتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان نورانی سجدہ ریزوں کی پشتوں میں پھرتے پھرتے رہے، یہاں تک کہ سب رسولوں سے شان والے بن کر خود شریف لے آئے۔

الحاوی للملعاوی جلد 2 صفحہ 210، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

شیخ سلیمان بن عمر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1204 لکھتے ہیں:-

”یراک متقلبا فی الاصلاب و اتحام المومنین من لدن آدم و

حواء، الى عبد الله وامنه“

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی پشتوں اور ارحام سے منتقل ہوتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام و حضرت رضی اللہ عنہا سے لے کر جناب حضرت عبد اللہ اور حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا تک“

(تفسیر فتوحات الالبیہ جلد 5 صفحہ 413، قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1225، اس آیت کے تحت

لکھتے ہیں:

اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو سجدہ کرنے والوں کی پاک پشتوں سے اور سجدہ کرنے والیوں کے پاک رحموں میں جلوہ گر ہوتا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے تمام مراد اور تمام عورتیں تو حید پر ایمان رکھنے والے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء مومن تھے (اس کے آگے قاضی صاحب نے علامہ دمشق کے اشعار نقل کیے ہیں جو کہ ہم علامہ سیوطی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں اور قاضی

صاحب نے بھی امام سیوطی کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔
تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 134، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 606 لکھتے ہیں: اس آیت کا مقصد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سجدہ کرنے والوں سے سجدہ کرنے والیوں میں منتقل ہوتا ہے۔

مفتاح الغیب جلد 8 صفحہ 538، مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور

شارح بخاری علامہ احمد بن محمد عسقلانی متوفی ہجری 943 نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر لکھی ہے۔

المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 55، فرید بک سٹال لاہور۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سجدہ کرنے والوں سے سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہوتا آیا،
”قال ففيه دلالة على ان جميع آباء محمد كانوا مسلمين“
امام راز فرماتے ہیں کہ ان میں دلیل ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ
اجداد مسلمان تھے۔

المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 110، فرید بک سٹال لاہور

علامہ نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری
1044 لکھتے ہیں:

اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک نمازیوں
سے نمازیوں میں منتقل ہوتا رہا۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد 1 صفحہ 45، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور
شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ایک نبی کی پشت سے دوسرے

نبی کی پشت میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ میں نبی ہو گیا۔

مجم کبیر جلد 11 صفحہ 287 رقم الحدیث 12021، دار احیاء التراث العربی بیروت، مجمع الروائد جلد 7 صفحہ 142 رقم الحدیث 11247، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، کشف الاستیلاء جلد 3 صفحہ 110 رقم الحدیث 2362، مؤسسة الرسالة بیروت

صاحب مجمع الروائد حافظ الہیثمی کہتے ہیں کہ امام طبرانی اور بزار نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان کی سندوں کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں سوائے شعیب بن بشر کے اور وہ ثقہ ہیں۔

مجمع الروائد جلد 7 صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حبیب الرحمن اعظمی نے بھی حافظ الہیثمی کی توثیق نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔

کشف الاستاد عن زوائد دار جلد 3 صفحہ 110، مؤسسة الرسالة بیروت

اس حدیث کے مندرجہ ذیل مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

تاریخ دمشق الکبر جلد 3 صفحہ 226، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 22، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 184، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

دلائل الغیۃ صفحہ 80، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

سیرت حلبیہ جلد صفحہ 44، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس آیت کریمہ کی مذکورہ تفسیر و استدلال کے روز بھی حوالہ جات پیش کیے جاسکتے

ہیں اور قارئین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ علماء کی ایک کثیر تعداد نے اس آیت سے ایمان

والدین مصطفیٰ پر استدلال کیا ہے جیسا کہ محقق آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، ملاحظہ ہو۔

”واستدل بایۃ علی ایمان ابو یہ صلی اللہ علیہ وسلم کما

ذهب الیہ کثیر من اجلہ اہل السنۃ“

اس آیت کریمہ سے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے

ایمان پر استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ اہلسنت و جماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء

کرام کا مذہب ہے۔

تفسیر روح المعانی جلد 19 صفحہ 184، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

اس آیت کریمہ سے، امام سیوطی، امام ابن حجر، علامہ شامی، علامہ حلبی علامہ پانی پتی، علامہ زرقانی و دیگر علماء اعلام نے استدلال کیا ہے۔ دیوبندی حضرات کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا چنانچہ لکھتے ہیں:

بعض سلف نے کہا ہے کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں، یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔

تفسیر عثمانی جلد 2 صفحہ 820، مکتبہ البشریٰ کراچی پاکستان

مولوی حسین علی واں پھر اں والے کے خلیفہ اور صوفی عبد الحمید سواتی اور دور حاضر کے دیوبندی حضرات کے امام مولوی سرفراز گلکھڑوی کے شیخ و استاد مولوی عبدالحق گھلو صاحب نے بھی اس آیت مقدسہ سے والدین مصطفیٰ کے ایمان پر علامہ سیوطی کے حوالہ سے استدلال کیا، ملاحظہ ہو۔

(رحمۃ اللعالمین کے والدین شریفین جنتی ہیں، صفحہ 19، مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان)

نوٹ: مندرجہ بالا روایات و حوالہ جات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور شہنشاہِ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد سب کے سب نبی تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اس لیے بالخصوص ان کا ذکر کیا گیا۔

اعتراض: بعض حضرات کہتے ہیں کہ آباء مصطفیٰ کے ایمان کا عقیدہ رافضیوں کا ہے وہ اس آیت سے آباء مصطفیٰ کے ایمان پر استدلال کرتے ہیں۔

جواب: رافضی اگر آباء و اجداد رسول کے ایمان کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں تو کیا ہم انکار کر دیں؟ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ رافضی جس کو مانے ہم اس کا انکار کر دیں، جیسا

کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ اہلسنت وجماعت کے اجلہ علماء اعلام و علماء اہل سنت کی ایک کثیر تعداد کا یہ موقف ہے اور انہوں نے استدلال کیا ہے اس آیت کریمہ سے رافضوں کے ماننے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1137 لکھتے ہیں:

مسلمان کا حق یہ ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کے بارے میں ایسی بات کہنے سے اپنی زبان کو روک کر رکھے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضیلت میں کمی آئے اور جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ میں نقصان لازم ہو خصوصاً وہ بات جس سے عوام و ہم میں مبتلا ہو۔

تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 335، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

تو کیا آقا کریم علیہ السلام کے آباء کے غیر مومن ہونے کا قول کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور نسب و خاندانی شرافت و سیادت و عظمت میں کمی لازم نہیں آئے گی؟

کیا لوگ اس سے وہم میں مبتلا نہیں ہوں گے اور کیا جن علماء کرام کے اسماء گرامی مثلاً شامی، سیوطی، قسطلانی، عسقلانی، بیہانی، پانی پتی، دیار بکری، زرقانی، کیا یہ رافضی تھے؟ لہذا یہ استدلال اہل سنت وجماعت کا ہے اور اگر رافضی مانتے ہیں تو مانتے رہیں۔

دلیل نمبر: 4

خالق کائنات جل و علانی ارشاد فرمایا:

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ط

اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

پارہ نمبر 8 سورۃ الانعام آیت 124۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے صراحت کے ساتھ یہ عقیدہ مل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نبوت و رسالت کے لیے سب سے اعلیٰ مقام کا انتخاب فرماتا ہے۔ اسی لیے اس نے کبھی

کسی رذیل کو رسالت نہیں دی اور کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا چیز ہو سکتی ہے۔ کہ اس میں نور رسالت کو رکھے کیونکہ کفار و مشرکین تو محل غضب و لعنت و نجاست ہیں، کافرو مشرک اس قابل نہیں ہوتا کہ نور رسالت و نبوت کا امین بن سکے۔

دلیل نمبر: 5

خالق مصطفیٰ جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں بڑی قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور اچھی طرح خبردار ہے۔

پارہ نمبر 26 سورة الحجرات آیت نمبر 13

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ کریم نے عزت کو مسلمانوں کے ساتھ خاص کر دیا ہے کیونکہ کافر و مشرک نہ متقی ہو سکتا ہے اور نہ ہی عزت والا، جبکہ دوسرے مقام پر احکم الحاکمین نے ارشاد فرمایا:

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

”اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے“

پارہ 28 سورة الممتحن آیت نمبر 8

اب یہاں دوسری آیت میں فرمایا کہ عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں

کے لیے ہے اور کافر و مشرک کتنا ہی شریف القوم ہو اس کو لتیم و رزیل و ذلیل اور اس رسوا ٹھہرایا اور خدا کے بعد سب سے زیادہ عزت والی ہستی ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی ہے، کیونکہ آیت کی ترتیب بھی یہی بتا رہی ہے اور خود نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

”انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر“

”میں اللہ کی بارگاہ میں اولاد آدم سے سب سے زیادہ عزت والا ہوں“

کنز العمال جلد 11 صفحہ 181، رقم الحدیث 31875، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان جامع ترمذی صفحہ 823 رقم الحدیث 3619، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

تو قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صرف عزت والے نہیں بلکہ اولاد آدم میں اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں اور کسی لتیم و ذلیل و پلید کی اولاد سے ہونا کسی عزت و شرف والے کے لیے لائق تعریف نہیں سب سے زیادہ عزت والے کے لیے لائق تعریف ہو۔ لہذا قرآن و حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین و آباء و امہات مومن و مسلم ہیں۔ کافروں اور مشرکوں کا خاندان کیا عزت والا ہوتا ہے؟ لیکن حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سارا خاندان عزت و شرف والا ہے۔

دلیل نمبر: 7

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد پاک ہے:-

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

”بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے ان پر سخت گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو، ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں“۔ پارہ 11 سورۃ توبہ آیت نمبر 128

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک جہالت کی ولادت میں سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لاحق نہیں ہوئی تھی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرعی نکاح کے ذریعے آباء سے امہات کی طرف منتقل ہوتے رہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں سے کوئی بھی سفاح (بدکار) نہیں تھا۔

تفسیر مظہری جلد 4 صفحہ 380 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

”ما ولدنی من سفاح اہل الجاہلیہ شنی، وما ولدنی الا

نکاح کنکاح الاسلام“

”میری ولادت اسلامی نکاح کے ذریعے ہوئی ہے جاہلیت کی کسی بدکاری سے میری ولادت نہیں ہوئی“

معجم کبیر جلد 5 صفحہ 225 رقم الحدیث 10659، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

تفسیر معالم المتزیل جلد 3 صفحہ 133، دار الفکر بیروت لبنان۔

تفسیر مظہری جلد 4 صفحہ 380، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 686، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

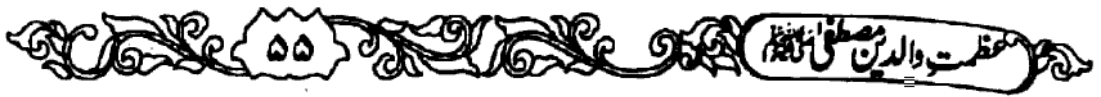
نکاح شرعی بھی دین اسلامی ہی کی خوبی ہے، اس حدیث واثر اور تفسیر سے بھی معلوم ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کے آباء واجداد مسلم و مومن تھے خدا پرست تھے۔

دوسرا استدلال:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت کے تحت لکھتے ہیں،

ابن عباس، زہری اور ابن محصین رحمۃ اللہ علیہ نے من انفسکم کے خاکوزیر کے

ساتھ پڑھا ہے، معنی یہ ہوگا کہ تمہارے پاس رسول تشریف لایا تمہارے اشرف اور افضل



لوگوں میں سے۔

تفسیر مظہری جلد 4 صفحہ 380، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان۔

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اس کی قرأت انفسکم بھی کی گئی ہے اس کا معنی ہوگا کہ

تم میں رسول تشریف لایا تمہارے اشرف و افضل لوگوں میں سے جو کہ نفیس ترین

تھے۔

تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 566، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کی قرأت میں من انفسکم ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ تم

سب سے اشرف و افضل ہیں۔

تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 178، داراحیاء التراث العربی بیروت 1415ھ۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن عباس اور زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے

یہی تفسیر لکھی ہے۔

تفسیر طبرانی جلد 3 صفحہ 369، دارالکتب الشیعی اردن

علامہ احمد بن احمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241ھ لکھتے ہیں

اس کی ایک قرأت فا کی زیر سے ہے، اس کا معنی ہے نفاست

والمغنی: جاءکم رسول من اشرافکم وارفعمکم قدرا

اور اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے درمیان رسول تشریف لائے تمہارے اشرف میں

سے اور تم سے اعلیٰ قدر والے۔

حاشیہ الصاوی علی الجلالین جلد 2 صفحہ 187، دارالحدیث قاہرہ مصر۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں آقا کریم علیہ السلام کو اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے آباء کو اشرف اور افضل اور نفیس ترین فرمایا گیا جبکہ کافر و مشرک ذلیل اور خسیس ترین ہوتا ہے نہ کہ افضل و نفیس ترین۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد مومن و مسلم تھے کیونکہ وہ افضل اور اعلیٰ اور نفیس تھے جبکہ کافر کبھی بھی چاہیے جیسا بھی ہو افضل اور اعلیٰ نہیں ہو سکتا۔

دلیل نمبر: 8

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

البتہ تحقیق احسان فرمایا اللہ نے مومنوں پر جب ان میں اپنا شان والا رسول معبوث فرمایا۔

پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 164

یہ آیت کریمہ واضح طور پر فرما رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں میں تشریف لائے، جن میں آج رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں جب وہ مومن ہیں تو جن میں سے ہو کر آقا کریم علیہ السلام تشریف لائے وہ آباء اجداد کیونکر مومن نہ ہوں گے۔

دلیل نمبر: 9

اللہ کریم جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط

”آپ فرما دیجئے میں تم سے اس (تبلیغ رسالت پر) کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا قریبوں کی محبت کے سوا“۔

پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 23

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں رب العالمین نے حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبوں سے محبت کرنے کا حکم فرمایا اور حضور شاہ خوبان، سرور سرورائ، حامی

نے کسان صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے قریبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین ہیں، ہر مسلمان تو کیا ہر انسان، جس سے آپ پوچھو کہ تمہارے والدین تمہارے قریبی ہیں کہ نہیں؟ تو اگر اس کی ذرا بھی عقل سلامت ہوئی تو وہ فوراً کہے گا کہ اگر والدین قریبی نہیں تو پھر کون قریبی ہے؟

والدین یہ تو انسان کے سب سے پہلے قریبی ہیں، تو جب آپ کے اور ہمارے والدین قریبی ہیں تو آقا کریم علیہ السلام کی ذات والا صفات تو وراء الوریٰ ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کیونکر قریبی نہ ہوں گے۔

اگر کوئی کہے جی والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی نہیں ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ اگر ہم تم سے کہیں کہ تمہارے والدین تمہارے قریبی نہیں ہیں تو کیا تمہارے دل کو دکھ پہنچے گا کہ نہیں پہنچے گا اور ضرور پہنچے گا۔ تو سوچو کہ جب یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں ہیں تو لہجہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو کتنی اذیت پہنچے گی۔

تو جب ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں تو یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن ہمیں قربی سے محبت کا حکم دیتا ہے اور دین اسلام اور شریعت محمدیہ میں مسلمان بھائیوں سے، مومنین سے محبت کا حکم ہے کفار و مشرکین سے نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین مومنین ہیں کیونکہ وہ قریبی ہیں اور قربی سے محبت کا قرآنی حکم ہے۔

دلیل نمبر: 10

یہ ہماری دلیل تین حصوں پر مشتمل ہوگی، پہلے حصہ میں ہم یہ ثابت کریں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نور علیہ السلام تک تمام لوگ موحد تھے۔

دوسرے حصے میں یہ ثابت کریں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک بھی سب لوگ مسلمان تھے اور دلیل کے تیسرے حصے میں یہ ثابت کریں گے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد و اصحاب مومن تھے۔

آدم تا نوح علیہا السلام تک تمام لوگ موحد تھے:
حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ہجری 774، صحیح بخاری، کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:-
بین آدم و نوح عشرة قرون کلہم علی الاسلام
حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس (10) قرن تھے۔ ان تمام زمانوں کے لوگ مسلمان تھے۔

المعجم الکبیر جلد 5 صفحہ 388 رقم الحدیث 11664، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
کشف الاستاد جلد 3 صفحہ 41 رقم الحدیث 2190، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان
تبیح التروائد جلد 7 صفحہ 21 رقم الحدیث 10858، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
البدایۃ النہایۃ، جلد 1 صفحہ 126، دارالاشاعت کراچی
مسند ابی یعلیٰ جلد 2 صفحہ 33 رقم الحدیث 2609، دارالفکر بیروت لبنان
تاریخ ابن کثیر جلد 1 صفحہ 132، دارالاشاعت کراچی
طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 51، مطبوعہ بیروت لبنان
خالق کائنات جل جلالہ کا ارشاد ہے:

”کان الناس امة واحدة“

”تمام لوگ ایک ہی امت تھے“

پارہ نمبر 2 سورۃ بقرہ آیت 213

کی تفسیر کرتے ہوئے محدث جلیل مفسر کبیر، امام، حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 360 لکھتے ہیں کہ حضرت قتادہ اور ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كان الناس امة واحدة على الحق
یعنی تمام لوگ دین حق پر تھے، امام طبرانی علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں کہ
ای كانوا مؤمنين في زمن ادم عليه السلام وبعد وفاته الى
مبعث نوح عليه السلام
یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ اور ان کے ظاہری وصال باکمال کے بعد
حضرت نوح علیہ السلام تک تمام لوگ مومن تھے۔
التفسير الكبير تفسير القرآن العظيم، جلد 1 صفحہ 363، دارالکتب الشیعی اردن 2008ء
مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے، علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسخی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 701 لکھتے ہیں:
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک تمام لوگ صرف
دین اسلام پر متفق رہے۔

تفسیر مدارک التزیل وحقائق التاویل جلد 1 صفحہ 217، فرید بک شال لاہور پاکستان
امام شیخ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1147 لکھتے ہیں
ایک جماعت واحد تھی جو کہ ایمان اور اتباع حق پر متفق تھی، حضرت آدم علیہ السلام سے
لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک۔

روح البیان فی تفسیر القرآن جلد 1 صفحہ 333، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
علامہ امام جلال سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں
تمام لوگ ایمان پر قائم تھے۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر جلالین مع صادی جلد 1 صفحہ 181، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

شیخ علامہ احمد بن احمد صاوی مالکی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک تمام لوگ حق پر تھے، اگرچہ بعض نے کفر پر اتفاق کا قول کیا ہے۔ لیکن صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے

حاشیہ الصاوی علی الجلالین جلد 1 صفحہ 181، دارالحدیث قاہرہ مصر۔

صدرالافاضل، فخرالامثال، استادالعلماء، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی متوفی ہجری 1367، اپنی مشہور زمانہ اور اردو زبان کی سب سے جامع تفسیر میں آیت مندرجہ بالا کے تحت لکھتے ہیں کہ:

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح علیہ السلام تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے، پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو محبوب فرمایا اور یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں۔

خزائن العرفان فی تفسیر قرآن صفحہ 69، علم دین پبلشر لاہور پاکستان

دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں:

جمہور مفسرین کے نزدیک رائج یہ ہے کہ مراد عقائد صحیحہ توحید و ایمان پر سب کا متحد ہونا ہے۔

تفسیر معارف القرآن جلد 1 صفحہ 504، ادارۃ المعارف کراچی پاکستان

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام کے دور تک تمام کے تمام لوگ دین اسلام پر قائم تھے، حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں اختلاف اور بگاڑ پیدا ہوا تو اس وقت بھی حضرت نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے کیونکہ ان کے ایمان پر قرآن گواہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا مانگی۔

”وجعلنا ذریئہ ہم الباقین“

اور ہم نے ان ہی کی اولاد کو باقی رکھا

الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

نقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 73، مرکز علم و ادب دارالعرفان لاہور پاکستان

ہماری مندرجہ تحقیق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام تک تمام کے تمام لوگ مومن تھے جب ان کے درمیان فرق آیا تو عذاب خداوندی نے ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ کر وہ لوگ پھر بچ گئے جو صاحب ایمان تھے۔ یہاں تک کہ ہماری دلیل نمبر 10 کا پہلا حصہ مکمل ہوا۔ اب چلتے ہیں دوسرے حصے یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

اللہ عزوجل کے نبی اور رسول حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے قابیل خاندان کی ایک عورت سے شادی کی، اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام یوناٹن رکھا گیا۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی اور بھی اولاد ہوئی۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اپنی اولاد کو لے کر بابل، تشریف لے گئے، وہاں اپنے رہنے کے لیے مکانات بنا لیے۔ فرات کے کنارے 144 مربع میل پر یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ اس آبادی کے مکانات کا دروازہ کوفہ کے پل کی بائیں طرف تھا، جس جگہ کا نام دوران تھا۔ پھر ان میں اضافہ ہوا حتیٰ کہ ان کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ ”وہم علی الاسلام“ اور وہ سب کے سب اسلام پر تھے، بابل میں رہتے ہوئے نمرود ان کا حکمران بن گیا یہ بت پرست تھا اس نے لوگوں کو بھی بت پرستی کی دعوت دی۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 42، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نوح علیہ السلام تک اور نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک تمام کے تمام آباء رسول مسلمان تھے کیونکہ نمرود کے عہد کے حکومت تک اولاد نوح اسلام پر تھی اور نمرود کے

عہد میں ہی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام معبود ہوئے۔

اب یہاں سے آگے بعض حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام آباء رسول کا ایمان ہم کلام مبین سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبْنَيْهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۖ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ۖ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَُرْجِعُونَ ۝

”اور جب فرمایا ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، سوائے اللہ کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہ عنقریب مجھے ہدایت پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا اور ابراہیم نے اس کلمہ توحید کو اپنی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا تاکہ اہل مکہ دین ابراہیمی کی طرف رجوع کریں۔“

پارہ نمبر 25 سورۃ زخرف آیت 28 تا 26

یعنی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں قیادت تک ایسے لوگ ضرور رہیں گے جو عقیدہ توحید پر قائم رہیں گے، چنانچہ امام حافظ ابی بکر احمد بن حسین بن علی السہتمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 458 لکھتے ہیں:

”الكلمة لا اله الا الله“

یعنی وہ کلمہ جو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ باقی رہے گا وہ کلمہ توحید لا اله الا اللہ ہے۔

کتاب الاسماء والصفات جلد 1 صفحہ 166، دارالکتب العربی بیروت لبنان بلکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے توپور باب قائم کیا ہے۔

باب: ما جاء في فضل الكلمة الباقية في عقب ابراهيم عليه

السلام وہی کلمۃ التقویٰ ودعوة الحق لا اله الا الله
حوالہ مندرجہ بالا:

مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آباد علیہ الرحمۃ الہادی متوفی
ہجری 1367 مندرجہ بالا آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

تو آپ کی اولاد میں موحداور توحید کی داعی ہمیشہ رہیں گے
تفسیر خزان العرقان صفحہ 890 علم دین پبلشرز لاہور پاکستان

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ آیت مندرجہ بالا کے تحت لکھتے ہیں کہ:
حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وجعلها کلمۃ باقیۃ قال شہادۃ ان لا اله الا الله والتوحید لم
یزل فی ذریئہ من یقول لها من بعدہ .

اس کلمہ سے مراد لا اله الا اللہ کی گواہی دینا ہے اور اس کلمہ توحید کے قائل ابراہیم علیہ
السلام کی اولاد میں ہمیشہ رہے۔

حضرت سدی سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔

تفسیر طبری جلد 25 صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جناب عکرمہ، ضحاک
قتادہ اور سدی رضی اللہ عنہا سے یہی تفسیر بیان کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں کلمہ باقیہ سے مراد،
اللہ واحد کی عبادت اور تمام نبیوں سے بیزاری ہے اور یہ لا اله الا اللہ کا کلمہ ہے۔

اسے اللہ نے ابراہیم کی اولاد میں دائمی طور پر باقی رکھا، آپ کی اولاد میں جسے اللہ
ہدایت دے گا وہ اس کلمہ میں ان کی اقتدا کرے گا۔

جناب عکرمہ، ضحاک، قتادہ اور سدی وغیرہ حضرات نے اس کلمہ کے بارے میں
فرمایا، وہ لا اله الا اللہ ہے اور ابراہیم کی اولاد میں ہمیشہ ہر دور میں اس کلمہ کے قائل موجود
رہیں گے، اس طرح کی روایت حضرت ابن عباس سے بھی ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ

اس کلمہ سے مراد، کلمۃ الاسلام ہے لیکن ان کے قول اور دیگر حضرات کے قول کا مرجع ایک ہی ہے۔

تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 159، مکتبہ حقانیہ لبنان۔

الحافظ، الامام، العلامة ابی قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360 ہجری لکھتے ہیں کہ:

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ رہیں گے جو کلمہ توحید بلند کرنے والے ہوں گے اور اس کلمہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

تفسیر طبرانی جلد 5 صفحہ 468، دار الکتاب اشعاعی اردن۔

مفتی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:-

مطلب یہ کہ اپنے عقیدہ توحید کو انہوں نے اپنی ذات تک ہی محدود ہی نہیں رکھا بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی عقیدے پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی چنانچہ آپ کی اولاد میں ایک بڑی تعداد مؤحدین کی ہوئی اور خود مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک ایسے سلیم الفطرت حضرات موجود تھے جو صدیاں گزرنے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اصلی دین پر ہی قائم رہے۔

تفسیر معارف القرآن جلد 7 صفحہ 726، ادارۃ المعارف کراچی

مندرجہ بالا چند تفسیری حوالہ جات سے سورت زخرف کی مذکورہ آیت، طیبہ اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی یہ دعا قبول فرمائی کہ اے اللہ! لا الہ الا اللہ کو ہمیشہ ہمیشہ میری اولاد میں باقی رکھ۔

اس کی قبولیت کے پیش نظر آپ علیہ السلام کی اولاد کو ہم دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ دور جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ تک پھیلا ہوا ہے اور دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قیامت قائم ہونے تک کا ہے، پہلے دور کے لوگوں کے لیے صرف اس کلمہ کا اجمالی طور پر ایمان کافی تھا کیونکہ ان کے پاس کوئی بنی

یا رسول نہ آیا۔

اور نہ ہی کسی اور طریقہ سے ان کو ایمان کی تفصیل معلوم ہو سکی، لہذا اس دور کا کوئی فرد اگر اللہ تعالیٰ کو وحد لا شریک تسلیم کرتا ہو۔ تو وہ مومن تھا اور ایسے لوگ ہر دور میں حضرت خلیل علیہ السلام کی دعا کی مظہر رہے ہیں۔ ان خوش نصیب حضرات میں وہ لوگ بطریقہ اولیٰ داخل ہیں۔

جن کا تعلق ابراہیم سے خونی یا نسبی ہے۔ یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین تک ان کے تمام آباء واجداد و امہات اس خداداد نعت سے بہرہ ور ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی اپنے دور کے ان چیدہ چیدہ افراد میں سے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل اور اس کے مبلغ تھے۔ اس لیے قرآن کریم کی ان آیات کے مقابلہ میں اُن دوزخی ثابت کرنے کے لیے ضعیف احادیث کا سہارا لینا کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا، دوسرے دور کے لوگوں کے لیے چونکہ اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود فرمادیا اس لیے کلمہ وہی کافی ہے۔

لیکن اس کے ساتھ رسالت محمدیہ پر ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں لہذا اب اور قیامت تک اہل اسلام کا کلمہ یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس توحید و رسالت کے اقرار میں تمام تر عقیدے داخل ہیں جن میں سے کسی ایک کا انکار دراصل توحید یا رسالت کا انکار ہو جاتا ہے۔

بعض مفسرین نے اس کلمہ باقیہ سے مراد قیامت تک جاری رہنے والا کلمہ لیا ہے۔ بہر حال ولا تشئل عن اصحاب الجحیم کے تحت کمزور اور ضعیف احادیث کا سہارا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو کافر یا مشرک ثابت کرنا اور اوپر ذکر کردہ آیت شریفہ ہے روگردانی کرنا، یہ نہ تو انصاف کا تقاضا ہے اور نہ ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما حقہ عقیدت و محبت کی جھلک ہے۔

نور العین فی ایمان آبادی سید الکوین صفحہ 175 فرید بک ٹال لاہور

آیت نمبر 2:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا ضَنَامًا ۝

اور جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امان والا بنادے اور مجھے اور میرے (خاص) بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچا۔
پارہ نمبر 13 سورت ابراہیم آیت 35۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور دعا کا ذکر ہے جو کہ سابقہ دعا سے مختلف نظر آتی ہے۔ اس دعا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹوں کے لیے بتوں کی پوجا کرنے سے بچاؤ کا سوال کیا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس دعا کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ عربی زبان میں، بیٹے کا استعمال وسیع مضمون میں ہوتا ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ بالواسطہ اور بلاواسطہ اولاد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

اس لیے عقلی قرینہ کے پیش نظر ہمیں یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے کچھ افراد ہی مراد ہیں۔ اس لیے غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت شریفہ کا ترجمہ کرتے وقت ہلالین میں لفظ خاص، لکھا تھا اور ان خاص اور بعض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد یقیناً شامل ہیں۔ علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ جناب مجاہد کہتے ہیں کہ: جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی، اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے محفوظ فرما۔

تو اللہ تعالیٰ جل جلال نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دعا کے بعد آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بتوں کی پوجا نہیں کی اور آپ کی

اولاد میں اقامت الصلوٰۃ رکھی۔

تفسیر طبری جلد 13 صفحہ 270، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان
محدث کبیر، مفسر جلیل، فاضل اجل، عارف کامل، عاشق رسول، علامہ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں:

ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ کسی نے ان سے
پوچھا کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بتوں کی پوجا کی؟
تو سفیان بن عیینہ نے فرمایا: نہیں کیا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو نہیں
جانتے، یا اللہ! مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھ، سائل نے پھر سوال
کیا:

تو اس دعا میں ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ
السلام اور دوسرے بیٹوں کی اولاد کیونکر داخل نہیں؟ سفیان بن عیینہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا:
دوسرے صاحبزادوں کی اولاد اس لیے شامل نہیں ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا
شہر مکہ کے رہنے والوں کے لیے فرمائی تھی کہ جب یہ شہر ان کی رہائش اور سکونت بن
جائے تو وہ بتوں کی پوجا نہ کریں اور عرض کی:

اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دے۔ آپ نے تمام شہروں کی دعا نہیں فرمائی تھی،
امام سیوطی فرماتے ہیں۔ جناس سفیان بن عیینہ کا بیان وجواب غور سے پڑھو۔
آپ متجددین کرام میں سے ہیں اور ہمارے شیخ جناب امام شافعی کے استاذ اور شیخ
ہیں۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
شیخ الحدیث والتفسیر، قاطع خارجیت ورافضیت، محسن اہلسنت حضرت شیخ علامہ
مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جناب مجاہد کی روایت اور وہب بن منبہ کی طویل حدیث سے جو دراصل دعائے

خلیل الرحمن کی تفسیر ہیں سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

- (1) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی گئی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں۔
- (2) ان دعاؤں میں سے ایک دعایہ تھی، اے اللہ! میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھنا۔
- (3) آپ علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد میں سے صرف ان لوگوں کے لیے تھی جو مکہ مکرمہ میں آباد ہوئے یعنی اولاد اسماعیل علیہ السلام۔
- (4) اولاد آدم میں سے کسی نے بت پرستی نہ کی اور بیت اللہ شریف کی دیکھ بھال کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں پسند فرمایا۔

جب اسماعیل علیہ السلام اولاد کو بالعموم یہ شرف حاصل رہا کہ وہ موحد تھے نماز کی اقامت ان کا معمول تھا۔ بیت اللہ کی مجاوری ان کے سپرد تھی تو پھر ان حضرات میں سے بلا واسطہ جن کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہو (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین) ان کے موحد اور دنیدار ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترتے ہی ابراہیم اور اولاد ابراہیم کی خوبیاں بیان کر دی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین میں وہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ نے پہلے سے جمع فرمادی تھیں۔

اس لیے ان کے لیے یہی عقیدہ درست ہے کہ وہ جنتی ہیں اور مومن ہیں اور موحد

ہیں

نور العینین صفحہ 182

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ دوسری دعا کی تھی کہ مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش کرنے سے محفوظ رکھ۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ وہ پیدائشی مومن ہوتے ہیں اور تاحیات ایمان پر قائم رہتے ہیں

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعائیں کی کہ مجھے بت پرستی سے محفوظ رکھ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے پہلے بتوں کی پرستش سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائی اس طرح آئندہ بھی مجھے اس سے اجتناب پر قائم و دائم رکھ۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو واضح اور عاجزی و انکساری کے طور پر یہ دعا فرمائی اور اللہ کی طرف سے اپنی احتیاج کو ظاہر کیا کہ انہیں ہر حال میں اور ہر وقت اس کے فضل و کرم کی ضرورت ہے، چنانچہ حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ المہادی متوفی ہجری 1367 لکھتے ہیں کہ:-

انبیاء علیہم السلام بت پرستی اور تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ دعا کرنا بارگاہ الہی میں تو واضح و اظہار احتیاج کے لیے ہے کہ باوجود کہ تو نے اپنے کرم سے محفوظ کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دست احتیاج دراز رکھتے ہیں۔

تفسیر خزان العرفان صفحہ 481، علم دین پبلشرز لاہور پاکستان

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اصل مقصود تو اپنی اولاد کو شرک و بت پرستی سے بچانے کی دعا کرنا تھا۔ اولاد کو اس کی اہمیت بتانے اور سمجھانے کے لیے اپنے آپ کو بھی اس دعا میں شامل کیا۔

چوتھا جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کے آداب میں سے ہے کہ جب کسی کے لیے دعا کرو تو اپنے لیے بھی کرو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کے آداب سے اچھی طرح واقف ہیں خدا کے رسول ہیں تو اس لیے آپ نے خود کو بھی دعا میں شامل کر لیا۔

اعتراض:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹوں کو بھی بت پرستی سے محفوظ رکھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول نہیں کی کیونکہ کفار قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے حالانکہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ ان کی صلب سے جو بیٹے پیدا ہوں ان کو اللہ تعالیٰ بتوں کی پرستش سے محفوظ رکھے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ان یہ دعا ان کی اولاد میں سے مومنین کے ساتھ مخصوص تھی کیونکہ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ جو میری پیروی کرے وہ میرا ہے سب کے لیے یہ دعا نہیں تھی بعض کے لیے تھی، جیسا کہ ہم پہلے اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اولاد ابراہیم میں سے کسی نے بت پرستی نہیں کی بلکہ جس وقت مکہ کی قوم جرہم کے لوگوں نے قبضہ کر کے اولاد اسماعیل کو حرم سے نکال دیا۔ تو یہ لوگ حرم سے انتہائی عظمت و محبت کی بناء پر یہاں کے چھ پتھر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ان کو حرم اور بیت اللہ کی یادگار کے طور پر سامنے رکھ کر اس کے گرد طواف کیا کرتے تھے جس میں غیر اللہ کی طرف کوئی رخ نہ تھا بلکہ جس طرح بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا یا بیت اللہ کے گرد طواف کرنا اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت ہے، اسی طرح وہ بھی اس پتھر کی طرف رخ اور اس کے گرد طواف کو اللہ کی عبادت کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔

یہ جواب حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

آیت نمبر 3:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب! کر دے ہم دونوں کو خاص اپنے لیے (مزید) فرمانبردار اور ہماری اولاد میں سے ایک امت مسلم خاص اپنے لیے اور بتا ہمارے حج کے احکام اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔

بے شک تو ہی رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا ہے، اے ہمارے رب!



ان میں ایک (عظمت والا) رسول بھیج انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں قرآن اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کر دے بے شک تو ہی بڑا غالب ہے بہت حکمت والا۔

پارہ نمبر 1 سورت البقرہ آیت 128-129

مندرجہ بالا آیت مقدسہ میں خلیل الرحمن علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ یا اللہ! ہم دونوں باپ بیٹا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خالص اپنے لیے اور بھی فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو بھی اپنا فرمانبردار بنا اور پھر عرض کیا: انہی فرمانبرداروں میں سے اپنا شان والا رسول معبوث فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا۔

آئمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ خدا کو ماننے والے موجود رہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے دعا کی تھی اور آپ کی دعا قبول ہوئی۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کی دعا رد کی جاتی تو اس کی تصریح ہوتی۔ لہذا جب رد کرنا ثابت ہوا تو تو ہمیں اس بات کا پتہ چلا کہ دعارب کائنات نے قبول فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ مسلمان موجود ہے، امت مسلمہ موجود رہی، خدا کو ماننے والے موجود رہے اور انہی ماننے والوں میں سے آقا کریم علیہ السلام تشریف لائے۔ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الغفاجی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1069 ہجری لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا: ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا“ کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت مسلمہ سے حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمایا۔

نیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 1 صفحہ 158، دارالکتب العلمیہ بیروت

حکیم الامت، مفسر قرآن، شارح بخاری و مشکوٰۃ، محسن اہلسنت حضرت علامہ مفتی

احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آیت مندرجہ بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد مومن تھے، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباؤ اجداد کو شرک، کفر اور زنا سے پاک و صاف رکھا۔

تفسیر نور العرقان صفحہ 24۔ نعیمی کتب خانہ مہجرات

مفسر قرآن، محدث جلیل، الحافظ، علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 360 آیت مندرجہ بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ای وابعث فی ذریتنا الامۃ المسلمۃ“

یعنی اس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی میری ذریت مسلمہ میں معبوث فرما۔

التفسیر الکبیر تفسیر القرآن العظیم جلد 1 صفحہ 247، دارالکتب الشافعی الاردن

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں:

وقد اجاب الله دعاءه بمحمد صلى الله عليه وسلم
(یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا مانگی کہ یا اللہ! میری ذریت مسلمہ سے
نبی آخر الزماں کو معبوث فرما)

تو اللہ کریم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور آقا کریم علیہ السلام کو معبوث فرمایا۔

تفسیر جلالین مع حاشیہ الصاوی، جلد 1 صفحہ 119، دارالحدیث قاہرہ مصر

مفتی شفیع دیوبندی کراچی والے لکھتے ہیں کہ:-

حضرت خلیل اللہ کی یہ دعا بھی قبول ہوئی کہ آپ علیہ السلام کی ذریت (یعنی اولاد) میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو دین حق پر قائم اور اللہ کے فرماں بردار بندے تھے، جاہلیت عرب میں جبکہ پوری دنیا میں خصوصاً عرب کو بت پرستی و شرک نے گھیر لیا تھا اس وقت اولاد ابراہیم میں ہمیشہ کچھ لوگ عقیدہ توحید و آخرت کے مقتدا اور اطاعت شعار رہے۔

تفسیر معارف القرآن جلد 1 صفحہ 327، ادارۃ المعارف کراچی

معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بھی قبول ہوئی اور اس پر مفسرین کا اجماع



ہے کہ اس جگہ رسول سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے چنانچہ خود
بجہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

دعائے خلیل:

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی 241 ہجری نے اپنی سند کے ساتھ
روایت کیا ہے کہ:

صحابی رسول حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور جان
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ
السلام اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں۔

”دعوة ابی ابراہیم“

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا سے ہوں۔

میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی امی جان کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں
نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے ان کے لیے
شام کے محلات روشن ہو گئے۔

مسند احمد جلد 10 صفحہ 294 رقم الحدیث 6-17085، دارالحدیث قاہرہ مصر کشف الاستار عن زوائد
الہمرار جلد 3 صفحہ 113 رقم الحدیث 2365 مؤسسۃ الرسالہ بیروت، المعجم الکبیر جلد 7 صفحہ 326 رقم الحدیث
15033، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، المسند رک علی النجی جلد 2 صفحہ 656 رقم الحدیث 4175،
دارالکتب العلمیہ بیروت، مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 600 مکتبہ دارالباز مکہ مکرمہ عرب شریف، موارد الظلمان عن
زوائد ابن جہاں صفحہ 512، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، مجمع الروائد جلد 8 صفحہ 290 رقم الحدیث 13845،
دارالکتب العلمیہ بیروت، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان صفحہ 1698 رقم الحدیث 6404 دارالمعرفۃ بیروت
حلیۃ اولیاء و طبقات الاصفیاء جلد 6 صفحہ 82 رقم الحدیث 7892، مکتبہ التوفیق مصر دلائل النبوة جلد 2 صفحہ 130،
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

شرح السنہ جلد 7 صفحہ 12 رقم الحدیث 4199، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان



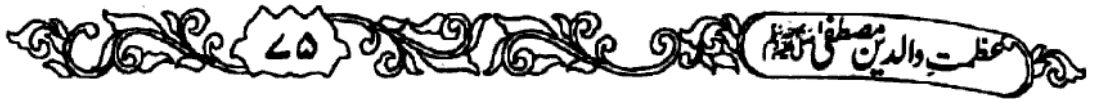
البحر الزخار بمسند ابن اربجلہ 10 صفحہ 135 رقم الحدیث 18172، دارالکتب العلمیہ بیروت
جامع الآثار فی مولد النبی الختار جلد 2 صفحہ 741، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
مسند ابی داؤد الطیلسی جلد 2 صفحہ 126 رقم الحدیث 1236، پروگریسو بکس لاہور
مسند الفردوس جلد 1 صفحہ 46 رقم الحدیث 113، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال جلد 11 صفحہ 173 رقم الحدیث 31826، دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان

المعجم الکبیر جلد 4 صفحہ 298 رقم الحدیث 7631، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
مشکاۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 198 رقم الحدیث 5743، مکتبۃ التوفیق مصر۔
شعب الایمان جلد 2 صفحہ 134 رقم الحدیث 1385، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 71، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
دلائل النبوة صفحہ 73، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تاریخ دمشق الکبیر جلد 3 صفحہ 3 صفحہ 222، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان
کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 7، دارالکتب العلمیہ بیروت
مقاصد الحکمة صفحہ 377 تحت الرقم 855، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب تفسیر کے حوالہ جات:

تفسیر جامع البیان جلد 1 صفحہ 643، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان
تفسیر بحر العلوم المعروف سرمدی جلد 1 صفحہ 159، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر معالم التنزیل جلد 1 صفحہ 78، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر زاد المیسر جلد 1 صفحہ 113، وحید کتب خانہ پشاور
تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 286، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 182، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
تفسیر غرائب القرآن جلد 1 صفحہ 403، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر سراج منیر جلد 1 صفحہ 107، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر ملا علی قاری جلد 1 صفحہ 120، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر الجامع الاحکام القرآن جلد 2 صفحہ 89، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر کشف والبیان جلد 1 صفحہ 195، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان



حاشیہ شیخ زادہ علی البیہاوی جلد 1 صفحہ 305، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر کشاف جلد 1 صفحہ 187، مرکزی الہنت برکات رضا گجرات ہند۔
تفسیر روح المعانی جلد 1 صفحہ 526، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان
تفسیر ابی سعود جلد 1 صفحہ 193، دارالفکر بیروت لبنان
تفسیر ابن عربی جلد 1 صفحہ 75، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد 1 صفحہ 91، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل علی حاشیہ خازن جلد 1 صفحہ 91، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
تفسیر مظہری جلد 1 صفحہ 220، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 549، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

مختلف فیہ:

فتح الباری شرح صحیح جلد 6 صفحہ 724، قدیمی کتب خانہ کراچی
الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 212، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
لطاف المعارف صفحہ 113، دارالحدیث قاہرہ مصر۔

کتب سیرت کے حوالہ جات:

مواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 36 فرید بک سنال لاہور
مولد رسول اللہ ابن کثیر صفحہ 17، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 61، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
المورد الدروی فی مولد النبوی صفحہ 35، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
اشرف الوسائل الی فہم الشماک صفحہ 33، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الوقایا بحوال مصطفیٰ صفحہ 52، حامد اینڈ کمپنی لاہور
ماثبت بالذات صفحہ 76، دارالاشاعت کراچی
تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 39، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 112، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 3 صفحہ 35، دارالکتب العلمیہ بیروت
شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 377، دارالکتب العلمیہ بیروت
انسان العمیون فی سیرت امین المامون جلد 1 صفحہ 70، دارالکتب العلمیہ بیروت

حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 368، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور
 الانوار الحمدیہ صفحہ 9، مکتبہ الحقیقہ ترکی استنبول۔
 مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 13، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
 شواہد النبوة قاری صفحہ 12، حقیقت کتابوی ترکی استنبول
 شواہد النبوة اردو صفحہ 28، مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان پاکستان۔

کتاب تاریخ کے حوالہ جات:

المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد 1 صفحہ 52، دار الفکر بیروت لبنان
 بخاری، تاریخ الکبیر جلد 5 صفحہ 342 رقم الحدیث 7807، دار الکتب العلمیہ بیروت
 البدایہ والنہایہ جلد 1 صفحہ 758، دار الاشاعت کراچی
 سیر اعلام النبلاء جلد 1 صفحہ 160، دار الحدیث قاہرہ مصر

کتاب الہدیث:

صدیق بھویالوی، فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد 1 صفحہ 210، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 تفسیر مواہب الرحمن جلد 1 صفحہ 322، مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان
 وحید الزماں، تفسیر وحیدی صفحہ 26 لاہور
 وحید الزماں، اشرف الحواشی صفحہ 24، شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید لاہور
 وحید الزماں، تجویب القرآن صفحہ 546، شیخ احمد تاجر کتب مطبع احمدی کشمیری بازار لاہور
 عبدالستار دہلوی، فوائد ستاریہ صفحہ 30، ادارہ اشاعت القرآن والحدیث کراچی تفسیر احسن البیان صفحہ 4
 دار السلام لاہور

شلمۃ العہد یہ من مولد الخیر ابرہہ صفحہ 10، فاران اکیڈمی لاہور
 صفی الرحمن مہار کپوری، الریحۃ المنخومہ صفحہ 83، مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
 مختصر سیرت الرسول صفحہ 16، دار الحمیاد مشق ودار اسلام ریاض
 تیسر الرحمن فی بیان القرآن، جلد 1 صفحہ 73، دار الکتب السنہ لاہور۔

کتاب دیوبند:

تھانوی، نشر الطیب صفحہ 7، تاج کمپنی لاہور، کراچی لاہور
 مفتی شفیع، معارف القرآن جلد 1 صفحہ 331، ادارۃ المعارف کراچی

مفتی شفیع ختم نبوت، صفحہ 278، ادارۃ المعارف کراچی
 مفتی جمیل تھانوی، مقالات جمیل صفحہ 59، المیزان ناشران کتب لاہور
 تھانوی، مختصر بیان القرآن صفحہ 26، تاج کتب لاہور کراچی پاکستان
 کاندھلوی، معارف القرآن جلد 1 صفحہ 291، مکتبہ قرآن محل
 کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 56، مکتبہ عمر فاروق کراچی
 تفسیر انوار القرآن جلد 1 صفحہ 170، ادارہ قالیغات اشرفیہ ملتان
 سیرت کبریٰ جلد 1 صفحہ 259، کتب خانہ مجیدیہ ملتان
 خصوصیات مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 98، دارالاشاعت کراچی پاکستان۔
 سیرت النبی پر علماء دیوبند کی شاہکار تقاریر جلد 1 صفحہ 8، المشرق لاہور
 عبدالتین نعمانی خطبات اسلام صفحہ 54، ادارہ اُمّ القریٰ خانوال پاکستان
 ارسلان اختر، حضور کا مثالی بچپن صفحہ 40، مکتبہ الارسلان کراچی
 خطبات حق نواز خالد جلد 1 صفحہ 34، مکتبہ عشرہ مبشرہ لاہور
 منتخب تقریریں، حصہ اول صفحہ 115، انجمن خدا اسلام لاہور
 شرف المصطفیٰ صفحہ 20 شعبہ نشر و اشاعت مجلس مہاجر المسلمین مدرسہ تعلیم اشرفیہ مدنی مسجد عباس ضلع بہاول

معارف الحدیث صفحہ 141 جلد 4 صفحہ 141 دارالاشاعت کراچی
 ترجمان اللہ جلد 1 صفحہ 358، دارالاشاعت کراچی
 جمیل تھانوی، سیارہ ذابجست، رسول نمبر جلد 2 صفحہ 235
 صاحب مجمع الزوائد علامہ محدث، ثبتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مسند احمد کی اس
 حدیث کی سند صحیح ہے، امام حاکم صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے،
 مسند ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی توثیق کو تسلیم کیا۔

اور سیر اعلام النبلاء میں اس کی سند کو حسن قرار دیا، حافظ ضیاء المقدسی لکھتے ہیں کہ
 اس حدیث کی سند صحیح ہے، ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے،
 ناحبان کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔

حبیب الرحمن اعظمی نے بھی اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، لطائف المعارف کے

محقق نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا۔ احمد شاہ نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔ محمد قارئین! آپ نے تقریباً ایک سو حوالہ جات اس حدیث شریف کے ملاحظہ کیے کہ حضور شہنشاہ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت یہ دعا مانگی کہ مولا! میری اولاد میں ایک گروہ ہمیشہ مسلمان رکھنا اور ان سے ہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا۔

مندرجہ بالا تحقیق طویل سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک بھی تمام لوگ مومن تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک بھی مومن تھے اور تین آیات طیبات سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا خلیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اہل توحید یعنی خدا کو ماننے والے معبود برحق کو سجدہ کرنے والے ہمیشہ رہے اور انہی میں سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اصحاب مومن و مؤحد و مسلم تھے، خدا پر ایمان رکھنے والے تھے اور اس کی وحدہ لا شریک ماننے والے تھے۔

اعتراض:

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ جو کہ آپ نے دلیل نمبر 10 کے تحت لکھی، سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔

اے اللہ! ہم کو مسلم بنادے، و جعلنا: وہ تو پہلے ہی مسلمان تھے اور نبی تھے تو پھر اس دعا کا مطلب کیا؟

جواب: (1) اسلام کا معنی ہے، اطاعت اور ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا اطاعت میں اضافے اور زیادتی کی دعا ہے، یعنی مولا کریم! ہم کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنادے۔
(2) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اطاعت خداوندی اور احکام الحاکمین کی اطاعت و فرمانبرداری میں دوام کی دعا ہے، یعنی اے خالق کائنات جل جلالہ! جس طرح ہم اب

اس وقت تیرے فرماں بردار ہیں اسی طرح ہمیں آئندہ بھی اپنا مطیع و فرماں بردار رکھنا۔
(3) تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یا اللہ جل جلالہ! ہم تجھ پر ایمان رکھتے ہیں بس تو ہمارا نام مسلمان رکھ دے تو دعائے خلیل کو رب جلیل نے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمایا۔

دلیل نمبر: 11

اللہ جل جلالہ کے نبی اور پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے:
ان میں سے تین مومن تھے جو آپ علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے،
جن کے نام سام، حام اور یافث تھے۔
اور ایک آپ کا بیٹا منافق تھا جس کا نام کنعان تھا۔ وہ کشتی میں سوار نہیں تھا جو غرق ہو گیا چونکہ وہ منافق تھا یعنی ظاہری طور پر مومن تھا اور حقیقت میں کافر تھا۔ کافروں سے ملا ہوا تھا۔

اس کے غرق ہونے کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی نافرمان قوم کے خلاف دعا کی۔ اللہ جل جلالہ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور ان پر پانی کا عذاب بھیجا۔ جب عذاب آنے لگا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اس بیٹے کو بلایا جبکہ وہ دوسرے کنارے پر تھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا:
اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ اس کشتی میں سوار ہو جا کافروں کے ساتھ نہ ہو،
خدا کا عذاب آنے والا ہے، وہ کہنے لگا میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: آج قہر خداوندی سے بچانے والا کوئی نہیں وہ ہی بچے گا جس پر وہ رحم فرمائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ بیٹا گھوڑے پر سوار تھا۔
بڑا مغرور ہو کر کہہ رہا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر خود کو بچا لوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے سمجھا رہے تھے کہ آجا، اللہ عز و جل کے نبی کا دامن تھام لے بچ جائے گا۔
یہی بات ان دونوں کے درمیان چل رہی تھی کہ طوفان سے اٹھنے والی لہریں ان دونوں

کے درمیان حائل ہو گئیں اور نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان غرق ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ اے پیارے نوح! میں تیرے گھر والوں کو غرق نہیں ہونے دوں گا۔ ان کو بچالوں گا۔ تو جب کنعان، غرق ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کی۔

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ ۝

اور نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکار عرض کی: اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ہے۔

پارہ نمبر 12 سورہ صافات آیت نمبر 45

چونکہ وہ نوح علیہ السلام کے سامنے مومن بن کر رہتا تھا پر اندر سے کافر تھا اور اس بات کی طرف توجہ نوح علیہ السلام نے نہیں دی تھی، تو جب وہ غرق ہوا تو نوح علیہ السلام نے مومن سمجھ کر اس کے لیے دعا کی کہ یا اللہ! تیرا وعدہ تھا کہ تیرے گھر والوں کو بچاؤں گا، تو مولا! اس کو بچالے۔ اگر آپ علیہ السلام کی توجہ اس طرف ہوتی کہ یہ کافر ہے تو آپ علیہ السلام کبھی اس کے بچنے کی دعا نہ فرماتے کیونکہ کفار پر عذاب کی دعا تو خود آپ علیہ السلام نے کی تھی۔ خیر جب نوح علیہ السلام نے دعا کی، کنعان کے لیے تو جو جواب ملا رب کی طرف سے جس کے لیے ہم نے مندرجہ بالا واقعہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھا، ملاحظہ ہو۔

ارشاد رب کریم ہے:

قَالَ يَنْفُخُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں۔ بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔

پارہ نمبر 12 سورۃ صود آیت 46

یہاں عمل غیر صالح سے مراد بد عقیدگی ہے چونکہ وہ بد عقیدہ تھا، کافر تھا، تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا: یہ تیرے گھروالوں میں سے نہیں ہے، اس آیت کریمہ نے مومن اور کافر کا نسب قطع فرمایا دیا ہے۔

لہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں مل سکتا، کافر بیٹا مومن باپ کی وارثت حاصل نہیں کر سکتا، قرابت نسبی اگرچہ قرابت دینی سے قوی ہے لیکن بغیر قرابت دینی کے قرابت نسبی بیکار ہے۔

تفسیر نور العرفان صفحہ 273، نعیمی کتب خانہ مہجرات

دین کے اختلاف سے انسان وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ یعنی کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہی فیصلہ ہے۔

الشرعیۃ: شرح، السراجیہ، صفحہ 14 مطبوعہ پشاور

بہار شریعت جلد 3 صفحہ 113 مکتبہ المدینہ کراچی

حدیث شریف میں بھی یہی ہے چنانچہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لا یتوارث اہل ملتین شتی“

دو مختلف مذہبوں کے آدمی ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

سنن الداری صفحہ 503 رقم الحدیث 3043-3044 مکتبہ الطبری قاہرہ مصر

معلوم ہوا کہ مومن اور کافر کا نسب منقطع ہو جاتا ہے، ٹوٹ جاتا ہے، اس کو ذہن میں رکھیے اب پڑھیے شانِ نسب رسول کہ میرے آقا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک کا کیا مقام ہے۔

حضرت الشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں کندہ کے وفد میں شامل ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

یہ لوگ مجھے اپنے میں بہتر سمجھتے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبیلے سے نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

”نحن بنو انضر بن کنانة، ولا نقفو امتنا، ولا نستضي من ابينا“

ہم نصر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ باپ سے اپنا نسب جدا کرتے ہیں۔

مسند احمد جلد 12 صفحہ 340 رقم الحدیث 21736، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند احمد جلد 12 صفحہ 342 رقم الحدیث 21742، دار الحدیث قاہرہ مصر
سنن ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 138 رقم الحدیث 2612، فرید بک شال لاہور
معجم الکبیر جلد 1 صفحہ 181 رقم الحدیث 644، دار الکتب العلمیہ بیروت
احادیث المختار جلد 8 صفحہ 275 رقم الحدیث 32044، دار الکتب العلمیہ بیروت
کنز العمال جلد 12 صفحہ 199 رقم الحدیث 35508، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مسند ابوداؤد طباطبائی جلد 2 صفحہ 59 رقم الحدیث 1145، پروگریسو بکس لاہور
دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 173، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت
البدایہ والنہایہ جلد 1 صفحہ 657، دار الاشاعت کراچی
معرفۃ الصحابہ جلد 1 صفحہ 266، رقم الحدیث 940، دار الکتب العلمیہ بیروت
جمع الجوامع جلد 13 صفحہ 583 رقم الحدیث 8961، دار الکتب العلمیہ بیروت
مصنف عبدالرزاق جلد 11 صفحہ 75 رقم الحدیث 19552، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ کراچی
جامع المسانید جلد 1 صفحہ 79 رقم الحدیث 120، مکتبہ الرشید ریاض

نوٹ: حافظ ضیاء المقدسی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، احمد شاہ کرنے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حماد بن سلمہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے، یہ سند نہایت عمدہ اور قوی ہے اور اس باب میں فیصلہ کن

ہے۔

مندرجہ بالا حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب قائم رکھا، جدا نہ کیا اور قرآن مجید سے بحکم احکم الحاکمین کفار نسب منقطع ہے تو پھر جدا نہ کرنے کا کیا محل؟ لہذا معلوم ہوا کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اصحاب مومن ہیں، اگر ان میں کوئی بھی غیر مومن ہوتا تو نسب قائم نہ رہتا بلکہ ٹوٹ جاتا: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب مبارک قائم رکھ کر یہ واضح فرما دیا میرے آباء اجداد مومن و مؤحد ہیں۔

دلیل نمبر: 12-13

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اور شرک کرنے والے (سب) جہنم کی آگ میں ہوں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

پارہ نمبر 30 سورۃ البینہ آیت 6

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر و مشرک دوزخی اور ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

اب ہم ان لوگوں سے سوال کرتے ہیں جو کہ ایک کافر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور جناب عبدالمطلب کو بھی۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور حضور علیہ السلام کے دادا جان ساری مخلوق سے.....؟
کیونکہ کافر اور مشرک تو بھص قطعی ساری مخلوق سے بدتر ہوتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ساری کائنات سے بہتر ہوں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں

آپ نے احادیث مبارکہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ارشاد خداوندی ہے:-
 اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِیَّةِ
 بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہی ساری مخلوق
 سے بہتر ہیں۔

پارہ 30 سورۃ البیہ آیت 7

اب ذرا غور فرمائیں تو مسئلہ بے غبار ہو جائے گا کہ قرآن نے فیصلہ کر دیا مومن
 صاحب اعمال صالحہ ہی ساری مخلوق سے بہتر ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میں تم سے حسب و نسب اور آبا کے لحاظ سے بہتر ہوں میرا خاندان، میرا قبیلہ، میرا گھر
 اور میرے آباء تم سب سے بہتر ہیں۔

ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 133، دارالحدیث قاہرہ مصر۔

اور قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ مومن ہی سب سے بہتر ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آقا
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اجداد و اصحاب مومن تھے تبھی تو ہر لحاظ سے کائنات سے
 بہتر تھے۔

کفار و مشرکین تو ساری مخلوق سے بہتر ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ نے 13 دلیلیں
 پڑھیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء
 اصحاب، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام سے لے کر جناب سیدنا عبد اللہ
 رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تک سب کے سب مومن تھے، اگر ان کو مومن تسلیم
 نہ کیا جائے تو مندرجہ بالا تمام آیات و احادیث کا انکار لازم آتا ہے اور طہارت نسب رسول
 میں فرق لازم ہے لہذا ثابت ہوا کہ تمام آباء رسول مومن تھے

ان میں سے دو حضرات پر اعتراض کیا جاتا ہے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 والد محترم کے حوالے سے اور دوسرے جناب عبدالمطلب کے والے سے ہم ان دونوں
 کے بارے میں الگ الگ باب قائم کر کے تفصیل سے گفتگو کریں گے۔ انشاء اللہ

ورسولہ۔

دلیل نمبر: 14

حضرت ہند بن ابی حلتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الله ابى لى ان اتزوج او ازوج الا اهل الجنة
بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل نے میرے لیے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانا یا
نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر جنتی دونوں کے ساتھ۔

کنز العمال جلد 11 صفحہ 186 رقم الحدیث 31936، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
المجامع الصغیر صفحہ 104 رقم الحدیث 1660، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جب اللہ کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کے لیے یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ کوئی غیر
جنتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنتی کو نکاح میں
دیں۔ تو وہ رب کریم بھلائیہ کیسے پسند فرمائے گا اپنے محبوب اعظم و نائب اکبر صلی اللہ علیہ
وسلم کا نور مبارک محل کفر میں رکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر عیاذ باللہ خون کفار
سے بنانے کو پسند فرمائے۔

دلیل نمبر: 15

محدث کبیر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 947 لکھتے ہیں:

ان ابناء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامہاتہ
الی آدم وحواء لیس فیہم کافر لان الکافر لا یقال فی حقہ انہ
مختار ولا کریم ولا طاهر بل نجس وصرحت الاحادیث
بانہم مختارون وان الاءاء کرام والامہات طہرات وایضاً
قال تعالیٰ وقلبت فی السجدين علی احد التفاسیر فیہ ان
المراد تنقل نورہ من ساجد الی ساجد وحينئذ فہذا صریح

فی ان الہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة و عبد اللہ
من الہل الجنة لانہما اقرب المختارین لہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و هذا هو الحق ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنے بھی آباء و امہات آدم علیہ السلام و حوا علیہا
السلام تک ہیں۔ ان میں سے کوئی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا
پاک نہیں کیا جاسکتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و امہات کی نسب
حدیثوں میں تصریح فرمائی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الہی ہیں آباء کرام،
مائیں، سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ و تقلبک فی السجدین کی بھی
ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد سے
دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور
شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین حضرت سیدنا عبد اللہ و سیدہ
آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہما جنتی ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنہیں اللہ کریم نے
حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں
اور یہی حق ہے۔

افضل القری لقرآن ام القری، شعر نمبر 6 جلد 1 صفحہ 151، الجمع الشفانی ابو ظہبی جواہر الجہار جلد 2
صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

شمول الاسلام صفحہ 23، رضا اکیڈمی لاہور 1993ء

طہارت نسب مصطفیٰ:

مفسر قرآن علامہ شیخ احمد بن احمد الصاوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری
1214 لکھتے ہیں:

قالہ المحققون ان نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
محفوظ من الشک فلم یسجد احد من ابائہ من عبد اللہ الی

آدم لکنم قط ۔

علماء سے محفوظ ہے، حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت سیدنا م آدم علیہ السلام تک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و امہات میں سے کسی نے بھی قطعاً بت کو سجدہ نہیں کیا۔

آیت مقدسہ، **وَتَقْلِبُكُ فِي السَّجْدِ** ۵ کی علماء نے یہی تفسیر کی ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہمیشہ ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے میں منتقل ہوتا رہا۔

حاشیہ الصادق علی اہلین جلد 1 صفحہ 585، دارالحدیث قاہرہ مصر

مندرجہ بالا دلائل سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و امہات از حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ و سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا تا حضرت آدم علیہ السلام و سیدہ حوا رضی اللہ عنہا سب کے سب مؤحد اور مومن تھے۔

خدا کو وحدہ لا شریک ماننے والے تھے۔ ان میں کوئی بھی کافر یا مشرک نہیں تھا اور اسی سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے ایمان کا مسئلہ بھی واضح ہوا کہ وہ بھی مومن تھے کیونکہ وہ اجداد محمد عربی میں شامل ہیں تو پھر وہ مشرک کیسے؟ ہم انشاء اللہ آنے والے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کے حوالے سے تفصیلی اور مدلل گفتگو کریں گے۔

لیکن اس سے قبل اتنا یاد رہے کہ مندرجہ بالا چودہ دلیلیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے صاحب ایمان ہونے کو شامل ہیں، ان چودہ دلائل میں درج آیات و احادیث میں سے ہر کسی کا علیحدہ علیحدہ ایک ایک دلیل تصور کیا جائے تو شاید ان دلائل کی تعداد ڈبل ہو جائے، مندرجہ بالا آیات و احادیث کا تقاضا ہے اور یہ اس بات کی پرزور تائید کرتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مومن و مؤحد تھے۔

باب نمبر دوم:

خلیل الرحمن علیہ السلام کے والد کون؟

ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی روئے زمین پر جلوہ گری کے بعد تقریباً سوا تین ہزار سال، طوفانِ نوح کے 1709 سال بعد اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً 2300 برس قبل نمرود لعین کے دورِ پرفتن میں ابو الانبیاء خلیل الرحمن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کون تھے؟

اس سلسلے میں مفسرین، مؤرخین، اصحاب سیر اور علماء انساب کا اختلاف ہے، یہ اختلاف کیوں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کے پیچھے ایک اور اختلاف ہے جو کہ اس اختلاف کا پیش خیمہ اور سبب ہے وہ یہ کہ آیا کسی بھی نبی علیہ السلام کے والدین کافر ہو سکتے ہیں کیا؟ اس سلسلے میں علماء متاخرین و محققین کا یہی نظریہ ہے کہ کسی بھی نبی علیہ السلام کے والدین کافر و مشرک نہیں ہو سکتے۔

دوسری وجہ اس اختلاف کی یہ بھی ہے کہ بعض مؤرخین و مفسرین کے بقول کہ نمرود لعین کو کاہنوں نے خبر دی تھی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی و نمرودی کا مخالف ہوگا، بتوں کو توڑے گا، نمرود نے یہ خبر سن کر لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

جب حضرت خلیل الرحمن کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السلام کی والدہ

محترمہ نے ایک غار میں تشریف لے جا کر آپ علیہ السلام کو جنم دیا۔ آپ علیہ السلام اسی غار میں پرورش پاتے رہے، آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ روزانہ وہیں تشریف لے جاتی اور دودھ پلا آتی، آپ علیہ السلام کی ولادت کو پوشیدہ رکھا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن میں اتنے بڑے ہوتے جتنے عام بچے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں، تھوڑے ہی دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے بعد شام کے وقت غار سے نکل کر آبادی میں تشریف لائے۔ ایسی صورتحال میں ظاہر ہے کہ نمرود جیسے ظالم حکمران کے خوف سے آپ علیہ السلام کے والدین کے نام بھی خفیہ رکھے گئے ہوں گے اور عام لوگوں پر یہ ظاہر نہ ہوگا کہ آپ علیہ السلام کے والدین کون ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر بتا دیا اور بعض نے تاریخ۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے لیے کتابوں میں دو نام سامنے آتے ہیں۔ 1۔ آزر 2۔ تاریخ۔ دونوں کے بارے میں اقوال بھی ملتے ہیں اور حوالہ جات بھی۔

اب فیصلہ کیسے ہو؟ تو اس کے لیے ہمارے پاس قرآن وحدیث موجود ہے، دیکھنا ہوگا کہ قرآن وحدیث سے تائید کس کی ہوتی ہے۔ آزر کی یا تاریخ کی؟ جس کی تائید قرآن وسنت سے ہو وہی موقف صحیح اور رائج قرار پائے گا۔ قرآن وسنت کی عدالت میں یہ مسئلہ پیش کرنے سے قبل ان دونوں کا تعارف ہونا ضروری ہے۔

کہ آزر کون تھا اور تاریخ کون؟ اس سے بات کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

آزر کون؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے لیے جو پہلا نام پیش کیا جاتا ہے وہ آزر، اور آزر کا کافر و مشرک ہونا قرآن سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ إِزْرَ اتَّخِذْ أَصْنَامًا لِلَّهِ ۖ إِنِّيَ آرَاكَ فِي قَوْمِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو الہ مانتا ہے؟ میں تجھ کو اور تیری قوم کو گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

پارہ نمبر 7 سورة الانعام آیت نمبر 74۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ آزر کے مشرک اور بت پرست ہونے پر قطعی الثبوت بھی ہے اور قطعی الدلالة بھی۔

تو آزر کے بارے بھی معلوم ہو گیا کہ وہ مشرک و بت پرست تھا بتوں کو الہ مانتا تھا۔

تاریخ کون؟

مفسر قرآن علامہ احمد بن احمد انصاری المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں:

وتاریخ، ابوہ مات فی الفترة ولم یثبت سجودہ لصنم

اور تاریخ، وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے اور ان کا وصال ایسے زمانہ میں ہوا جب کوئی نبی نہ تھے اور ان سے بتوں کو سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے۔

حاشیہ الصادی علی الجلالین جلد 1 صفحہ 585، دارالحدیث قاہرہ مصر۔

تو جی قارئین! مندرجہ بالا تعارف سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ آزر کا فرد مشرک و بت پرست تھا اور بتوں کو الہ مانتا تھا۔

اور دوسری کہ جناب تاریخ مؤحد تھے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو لا شریک مانتے تھے۔ علماء محققین کی تحقیق کے مطابق حضرت تاریخ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اقوال کا سہارا لئے بغیر جناب تاریخ کو والد تسلیم کرنا ہی صحیح رائج اور حق ہے کیونکہ وہ مؤحد تھے کافر و مشرک نہیں اور ہمارا بھی یہی موقف ہے کہ تاریخ ہی والد ہیں۔ اس پر قرآن و حدیث سے شواہد و براہین پیش کریں گے اور اس کے بعد اقوال و حوالہ جات۔

دلیل نمبر: 1

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا ایک نافرمان اور منافق بیٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے اس کا نسب منقطع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

قَالَ يَنْوُحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اس کے کام برے ہیں۔

پارہ 12 سورت ہود آیت 46

اگر بیٹا نافرمان اور کافر و مشرک و منافق ہو تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ عظمت نبوت کی خاطر، نبی سے اس کا نسب منقطع فرما دیتا ہے اور اعلان فرما دیتا ہے کتاب مبین میں،

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ

جب کافر و منافق شخص نبی کا بیٹا نہیں ہو سکتا تو ایک مشرک شخص جس کا مشرک ہونا نص قطعی سے ثابت ہے، آزر، جلیل القدر نبی خلیل الرحمن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا والد کیسے ہو سکتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ جل شانہ نے یہ فرما ہی دیا تھا کہ اے پیارے نوح! یہ تیرے اہل سے نہیں تو قرآن مجید میں یہ کیوں بیان فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اور صرف عظمت نبوت کے لیے کہ کل کو کوئی بد باطن اعتراض نہ کرے کہ دیکھو جی اللہ کے نبی کا بیٹا کافر تھا۔

اس لیے رب کریم نے اس کا نسب منقطع فرما دیا۔ تو جب ایک کافر، نبی کا بیٹا کہلائے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو پسند اور گوارا نہیں تو رب کریم کو یہ کیسے پسند آئے گا اور گوارا ہوگا کہ ایک کافر، نبی کا باپ ہو؟

جب کافر نبی کا بیٹا نہیں ہو سکتا تو والد کیسے؟

قرآن مقدس کی یہ آیت کریمہ بھی جناب تاریخ کے والد ہونے کی دلیل ہے کہ کیونکہ وہ موجد تھے کافر نہیں، جبکہ آزر کافر و مشرک و بت پرست اور بتوں کا الہ مانتا تھا۔

دلیل نمبر: 2

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت فرمائی، قرآن کریم میں اس دعا کا ذکر اس طرح ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

پارہ 13 سورت ابراہیم آیت 41

حضرت خلیل الرحمن علیہ السلام کی یہ دعا تقریباً تمام مسلمانوں کو یاد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے والدین کی بخشش و مغفرت کی دعا مانگی جبکہ آزر تو مشرک تھا اور مشرکین کے لیے دعا کرنا جائز ہی نہیں چنانچہ خالق مصطفیٰ جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:-

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا

أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝

نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں خواہ وہ ان کے قرابت دار ہوں جبکہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہو کہ وہ (مشرکین) دوزخی ہیں۔

پارہ 11 سورة التوبة آیت 113

مندرجہ بالا آیت سے واضح ہوا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے کیونکہ وہ مشرک تھا اور مشرک پر ہی اس کی موت ہو چکی تھی اور ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے جیسا کہ قرآن گواہ ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ آزر جو کہ مشرک تھا بت پرست تھا۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے اس کو فرمایا کہ اسلام قبول کر لے میں تیرے لیے بخشش کی دعا کروں گا۔ قبول اسلام کی

امید پر حضرت خلیل علیہ السلام اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے کہ میرا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ یہ اسلام بھی قبول کرے لیکن اس نے اسلام قبول نہ کیا اور نہ ہی اپنا وعدہ پورا کیا آخر کار شرک پر ہی اس کی موت ہو گئی۔

جب وہ مشرک مر گیا اور واصل جہنم ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس برات کا اعلان کر دیا اور اس کے لیے دعا کرنا چھوڑ دی، یاد رہے کہ اس وقت تک مشرکین کے لیے دعا نہ کرنے کا حکم نہیں تھا۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهٖمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَ هَا اِيَّاهُ ؕ

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّآ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ لَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ؕ

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش طلب کرنا صرف اس وعدے کی بنا پر تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے پھر جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے، بے شک ابراہیم بہت نرم دل نہایت حلم والے تھے۔

پارہ نمبر 11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 114

معلوم ہوا کہ آزر کفر پر مر چکا تھا، ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہو چکا تھا اور آپ اس اعلان برات فرما چکے تھے تو اس کے مرنے کے تقریباً 50 سال بعد کی یہ دعا یا اللہ میرے والدین کو بخشش دے، کس کے لیے؟

معلوم ہوا یہ دعا آزر کے لیے نہیں والد کے لیے تھی اور وہ مشرک نہیں بلکہ موحّد تھے جن کا تاریخ تھا۔

دلیل نمبر: 3

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا تو فرمایا: قرآن کہتا ہے:-

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ لِاَبِيْهِ اَزَّرَ اتَّخِذْ اَصْنَامًا الْهٖةَ ؕ اِنِّىْۤ اَرَاكَ وَا

قَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

اور ابراہیم کا اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے؟ بے شک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت 74

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے چند امور سامنے آتے ہیں۔

(1) اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو

اس کا نام لے کر بلایا۔

(2) اس کو کھلی گمراہی میں پڑا ہوا کہا اور سخت سست کہا۔

(3) والد کے ساتھ اس طرح کا انداز تکلم جائز و درست نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی

ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، اور والدین سے حسن سلوک کرو اور فرمایا شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین کا۔ اور ایک مقام پر فرمایا ان کے لیے اپنے بازو جھکا دو اور انہیں اُف تک نہ کہو۔

اور یہ حکم بھی عام ہے والد چاہے کافر یا مسلمان۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو انہیں حکم فرمایا:-

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ۝

تو اس سے نرم انداز میں بات کہیں اس امید پر کہ وہ نصیحت مان لے یا کچھ

ڈرے۔

پارہ 16 سورت طہ آیت 44

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نرمی کا حکم اس لیے دیا گیا کہ ایک تو وہ آپ کی بات مانے

اور دوسرا اس لیے کہ فرعون نے آپ علیہ السلام کی پرورش کی تھی تو جب تربیت کرنے

والے کے لیے نرمی کا حکم ہے تو ابراہیم علیہ السلام جن کے حکم کا قرآن گواہ ہے اپنے والد کو

اس طرح کا جملہ کہہ سکتے ہیں کیا؟

اس سے تو الزام آئے گا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ بھی نہیں پتہ کہ والدین کو مخاطب کیسے کیا جاتا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) آپ علیہ السلام کا انداز گفتگو یہ بتاتا ہے کہ آپ اپنے والد سے نہیں کسی اور سے بات کر رہے ہیں۔
تو انہیں آیت کریمہ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد تاریخ ہیں آزر نہیں۔ آپ علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل کے ادب والد کا قرآن گواہ ہے۔
بقول اقبال

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندِ
تو جن کا لخت جگر اتنا با ادب ہے اپنے والد محترم کا تو کیا وہ جلیل القدر والد اپنے
والد سے اس طرح کلام کریں گے کہ نام لے کر بلائیں گے۔ گمراہ کہیں گے وغیرہ وغیرہ۔
معلوم ہوا آزر والد نہیں ہے کیونکہ خطاب آزر سے ہے۔ تو اس سے بھی تاریخ کے والد
ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

دلیل نمبر: 4

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
لَمْ يَزَلِ اللَّهُ يَنْقُطْنِي مِنْ أَصْلَابِ طَيْبَةِ الْإِرْحَامِ طَاهِرَةِ صَافِيَا
مَهْدِيَا تَشْعَبِ شُعْبَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِ هُمَا
ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل
فرماتا رہا، میں پاک اور مطہر مہذب پیدا ہوا ہوں۔ جب نسل انسانی کے
دو حصوں ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر حصہ میں رکھا۔

دلائل النبوة صفحہ 80 خفاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 199، دارالکتب العلمیہ بیروت

مواہب الدنیہ جلد 1 صفحہ 55، فرید بکسٹال لاہور

اور ارشاد فرمایا:-

”لم ازل انقل من اصلاّب الطاهرين الى ارحام الطاهرات“
میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے ارحام میں منتقل
ہوتا رہا۔

مواہب اللدین مع زرقانی جلد 1 صفحہ 327، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 199، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
تفسیر غرائب القرآن جلد 3 صفحہ 301، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان،
اور ارشاد فرمایا:-

لم یزل الله تعالى ينقلني من الاصلاب الكريمة والارحام
الطاهرة حتى اخرجني من ابوي لم يلتقيا على سفاح قط
مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ عزت و کرامت والی پشتوں سے پاکیزہ اور طیب و
طاہر رحموں میں منتقل کیا۔ یہاں تک کہ میں اپنے والدین کے پیدا ہوا اور مجھ
تک جاہلیت کی سفاہت نہیں پہنچی۔

الشفاء بتصرف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
شرح الشفاء للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 206، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
نیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت
کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص الحبيب جلد 1 صفحہ 66، دارالکتب العلمیہ بیروت
تاریخ الحمیس فی احوال نفیس جلد 1 صفحہ 104، دارالکتب العلمیہ بیروت

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام ہمیشہ پاک مردوں
عورتوں میں سفر فرماتے رہے، اب اگر آزر کو حضرت خلیل علیہ السلام کا والد قرار دیا جائے تو
ان احادیث کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔

کیونکہ آزر کا مشرک ہونا قرآن سے ثابت ہے اور مشرک کا پلید و نجس ہونا بھی
قرآن سے ثابت ہے لہذا مندرجہ بالا احادیث شریفہ کا مصداق جناب تاریخ ہی ہو سکتے

ہیں آزر نہیں۔

قابل غور بات:

خود سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ میں پاک لوگوں کی اولاد ہوں، میں ہمیشہ پاک اور طیب پشتوں سے طاہر و مہذب و کریم شکموں میں منتقل ہوتا آیا ہوں، میری تمام مائیں بھی پاک ہیں اور تمام آباء بھی۔

اور امتی یہ کہے اور اپنا زور و دماغ اس پر صرف کرے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آزر جیسے مشرک کی اولاد ہیں تو کیا وہ آدمی اس قابل ہے کہ اسے امتی کہا جائے؟ دوسری بات یہ کہ اگر آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ نسب مصطفیٰ شرک سے آلودہ ماننا پڑے گا بلکہ حضرت خلیل علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیاء اکرم علیہما السلام تشریف لائے ہیں سب کو ہی ایک مشرک کی اولاد ماننا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ایک امتی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان سے، اپنے مال سے اور اپنے علم سے عظمت و ناموس مصطفیٰ کا دفاع کرے، ہم ایسے علم سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، جسے پڑھ کر مقام مصطفیٰ کا تحفظ نہ کیا جاسکے۔

دلیل نمبر: 5

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو وعظ و نصیحت فرمائی، دعوت توحید و رسالت دی تو آزر بولا:-

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنِ الْاِلٰهِيَّتِ يٰ اِبْرٰهِيْمُ ؕ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ
وَاَهْجُرْنِي مَلِيًّا۝

اس نے کہا تو میرے معبودوں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم؟ بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا ورنہ تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے بے تعلق

ہو جا۔

پارہ نمبر 16 سورہ مریم آیت 46

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں دیوبندی مکتب فکر کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

معلوم ہوتا ہے کہ تو ہمارے سارے معبودوں سے بد عقیدہ ہے، بس اپنی بد اعتقادی اور وعظ و نصیحت کو رہنے دو، ورنہ تجھ کو کچھ اور سننا پڑے گا بلکہ میرے ہاتھوں سنگسار ہونا پڑے گا۔ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو میرے پاس سے ایک مدت (عمر بھر) کے لیے دور ہو جا۔ میں تیری صورت نہیں دیکھنا چاہتا، اس سے پہلے کہ میں تجھ پر ہاتھ اٹھاؤں یہاں سے روانہ ہو جا۔

تفسیر عثمانی جلد 2 صفحہ 684، مکتبہ البشرى کراچی پاکستان

یہ گفتگو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی۔ اس انداز گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتنی گفتگو اور نظروں سے دور کرنا اور مارنے اور سنگسار کرنے کی دھمکی دینا، یہ سب کہنے والا والد نہیں کوئی اور ہی ہے۔

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز بیان سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام والد سے نہیں کسی اور سے بات کر رہے ہیں۔ یونہی اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مارنے اور سنگسار کرنے والا والد نہیں کوئی اور ہی ہے۔ اور وہ آزر ہے جو کہ والد نہیں کیونکہ آپ علیہ السلام کے والد تاریخ میں اور یہ آیت بھی اس کی تائید کر رہی ہے اشارتاً۔

دلیل نمبر: 6

مفسر قرآن، حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1225 لکھتے ہیں کہ:-

فمن المحال ان يكون بعض اباء النبي مع كونه محبوبا لله

کافرا

یعنی یہ محال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں سے کوئی کافر بھی ہو۔

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 293، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

آزر چونکہ کافر و مشرک ہے تو اگر اس کو جناب خلیل علیہ السلام کا والد مانا جائے تو مندرجہ بالا تصریح کے مطابق محال لازم آئے گا اور جس وجہ سے محال لازم آئے وہ وجہ باطل ہے۔ جب آزر کا خلیل الرحمن علیہ السلام کا والد ہونا باطل ہو تو ہمارا موقف ثابت ہو گیا کہ آزر نہیں بلکہ جناب حضرت تارخ ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم ہیں۔
توحی قارئین! اب ہم آپ کی خدمت میں چند حوالہ جات پیش کریں گے جن سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ ہیں آزر نہیں۔

حوالہ نمبر: 1

الامام، الحافظ، شیخ الاسلام عبدالرحمن ابن ابی حاتم محمد بن ادريس رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 347،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:-

ان ابا ابراہیم لم یکن اسمہ آزر و انما کان اسمہ تارخ
بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کا نام آزر نہیں تھا بلکہ
آپ علیہ السلام کے والد گرامی کا اسم گرامی تارخ تھا۔

تفسیر ابن ابی حاتم جلد 3 صفحہ 375 رقم الحدیث 7523، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 81، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تفسیر روح المعانی جلد 7 صفحہ 254، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 254، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان



الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دارالعرفان لاہور

حوالہ نمبر: 2

امام ابن شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم بعض صحیح طرق کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:-

لیس ازراہ ابراہیم
آزراہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں ہے۔
تفسیر ابن ابی حاتم جلد 3 صفحہ 375 رقم الحدیث 7524، دارالکتب العلمیہ بیروت
تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 81، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تفسیر طبری جلد 7 صفحہ 281، دارحیاء للتراث العربی بیروت لبنان
تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دارالعرفان لاہور

حوالہ نمبر: 3

امام ابن المذنب صحیح سند کے ساتھ حضرت جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:-

لیس اذربا بیہ انما هو ابراہیم ابن قارخ
ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کے والد تاریخ ہیں۔
تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 83، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تفسیر روح المعانی جلد 7 صفحہ 254، مکتبہ رشید کوئٹہ
الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دارالعرفان لاہور

حوالہ نمبر: 4

امام حافظ عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادريس رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 347 صحیح سند کے ساتھ حضرت سدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان
سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر ہیں۔

فقال بل اسمه قارخ

فرمایا: نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ ہیں۔
تفسیر ابن ابی حاتم جلد 3 صفحہ 375 رقم الحدیث 7522، دارالکتب العلمیہ بیروت
الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 203، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دارالعرفان لاہور
تفسیر طبری جلد 7 صفحہ 282، دارحیاء للتراث العربی بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 5

مفسر قرآن علامہ احمد بن احمد الصاوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 1241 لکھتے ہیں کہ:-

تورات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ ہے۔
حافیۃ الصاوی علی الجلائین جلد 1 صفحہ 585، دارالحدیث قاہرہ مصر۔

حوالہ نمبر: 6

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں:

واسمه قارخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ ہے۔
تفسیر ملا علی قاری جلد 2 صفحہ 41، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 7

فقہیہ ابواللیث علامہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و کان اسم ابیہ تارخ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔

تفسیر سرقدی جلد 1 صفحہ 445، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 8

علامہ نظام الدین غیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 728 لکھتے ہیں:

والد ابراہیم کان تارخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔

تفسیر غرائب القرآن جلد 3 صفحہ 103، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 9

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔

حاشیہ جلالین صفحہ 118، مکتبہ الحسن لاہور

حوالہ نمبر: 10

پہلے سیرت نگار محمد بن اسحاق، سیرت کی پہلی کتاب میں لکھتے ہیں:

ابراہیم بن تارخ

سیرت ابن اسحاق صفحہ 65، مکتبہ نبویہ لاہور

حوالہ نمبر: 11

مشہور سیرت نگار علامہ عبد الملک بن ہشام لکھتے ہیں

ابراہیم بن تارخ.....

سیرت ابن ہشام معروض الالف جلد 1 صفحہ 44، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حوالہ نمبر: 12

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1144 لکھتے ہیں:

لیس آزر ابا ابراہیم انما هو ابراہیم بن تارخ

آزر ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں ہے۔ بے شک وہ ابراہیم بن تارخ ہیں۔
زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 331، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 13

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی متوفی ہجری 774 لکھتے ہیں:

ابراہیم بن تارخ.....

البدیۃ والنہایہ جلد 1 صفحہ 178، دارالاشاعت کراچی پاکستان

حوالہ نمبر: 14

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

ابراہیم بن تارخ.....

المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد 1 صفحہ 148، دارالفکر بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 15

دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم دین جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

علماء انساب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام تارخ لکھا ہے۔

تفسیر عثمانی جلد 1 صفحہ 288، مکتبہ البشرى کراچی۔

حوالہ نمبر: 16

مفتی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:-

مشہور یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے اور اکثر مؤرخین

نے ان کا نام تارخ بتلایا ہے۔ امام رازی اور علماء سلف میں سے ایک جماعت کا کہنا ہے

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے۔

معارف القرآن جلد 3 صفحہ 379، ادارۃ المعارف کراچی

سوال:

اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کا نام تارخ ہے تو پھر آزر کون؟

جواب:

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں کہ:

امام ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سلمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ:

جب کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو وہ لکڑیاں جمع کرنے لگے، حتیٰ کہ ایک بوڑھی عورت بھی لکڑیاں جمع کرنے لگی، جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال چکے تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:-

يَنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرٰهِيْمَ ۝ (سورة الانبياء آیت 69)

اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا (جب آپ علیہ السلام آگ سے سلامت رہے تو)

فَقَالَ عَمُّهُ ابراهيم من اجلى رفع عنه

ابراہیم علیہ السلام کے چچا نے کہا کہ میری وجہ سے ان کا عذاب دور کیا گیا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے آگ کی ایک چنگاری بھیجی جو اس کے پیر پر لگی اور اس کو جلا دیا۔

اس اثر صحیح میں یہ تصریح ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور اس اثر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر اس وقت ہلاک کیا گیا جب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آگ والا معاملہ پیش آیا۔ اللہ کریم جل جلالہ نے قرآن میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ آزر اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس کے لیے استغفار کرنا چھوڑ دیا اور احادیث مبارکہ میں ہے کہ وہ حالت شرک میں مر گیا تو ابراہیم علیہ السلام کو اس کا دشمن خدا ہونا معلوم ہو گیا اور پھر اس کے استغفار نہیں کیا اور انہوں نے محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

آزر کی زندگی میں اس کے ایمان کی امید رکھتے تھے پھر جب وہ مشرک پر مگر گیا تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

پھر آگ میں ڈالے جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے، پھر ہجرت کے کافی عرصہ بعد وہ مصر میں داخل ہوئے اور وہاں حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہ کے سبب سے ظالم بادشاہ کے ساتھ ان کا واقعہ پیش آیا اور انجام کار حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کی باندی بنادی گئیں۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام شام کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ آپ حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ شریف منتقل کر دیں تو مکہ شریف جا کر ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی:-

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخشش دے اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب ہوگا۔

پارہ نمبر 13 سورۃ ابراہیم آیت 41

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر کے فوت ہونے کے طویل عرصہ بعد اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن مجید میں جس شخص کے کفر اور اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیزار ہونے کا ذکر ہے وہ ان کا چچا تھا والد نہیں۔

امام محمد بن سعد نے الطبقات میں کلبی سے روایت کیا ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت کی تو ان کی عمر شریف 37 برس تھی پھر انہوں نے کچھ عرصہ جران میں قیام کیا، پھر کچھ عرصہ اردن میں قیام کیا پھر وہاں سے

مصر چلے گئے اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔

پھر وہاں سے شام کی طرف لوٹ آئے اور ایلیا اور فلسطین کے درمیان چلے گئے، پھر وہاں کے لوگوں نے آپ کو ستایا تو پھر آپ علیہ السلام رملہ اور ایلیا کے درمیان چلے گئے، امام محمد بن سعد نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ 90 برس کی عمر پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، اور ان دونوں اثرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ میں ڈالے جانے والے واقعہ کے بعد جب آپ نے بابل سے ہجرت کی اور مکہ مکرمہ میں جو آپ نے دعا کی تھی ان کے درمیان 50 سال سے زائد کا عرصہ ہے۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

الحادی للعتاوی جلد 2 صفحہ 203، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا منسل تحقیق سے معلوم ہوا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جو کہ شرک کی حالت میں مر گیا۔ آپ اس سے بیزار ہو گئے، اس کے لیے دعا کرنا چھوڑ دی تو پھر 50 سال سے زائد عرصہ بعد جو آپ علیہ السلام دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! میرے والدین کو بخشش دے یہ کس کے لیے؟

آزر کے لیے تو آپ علیہ السلام دعا کرنا چھوڑ چکے تھے اور نہ ہی کسی نبی کے لیے جائز ہے کہ وہ مشرک کے لیے بخشش کی دعا کرے تو پھر یہ دعا کس کے لیے تھی؟ تو ماننا پڑے گا کہ 37 سال کی عمر شریف میں دعا چھوڑ دی تھی اپنے چچا آزر کے لیے اور 90 سال کی عمر پاک میں دعا کی تھی اپنے والدین کے لیے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کے والد مومن تھے تب ہی تو آپ علیہ السلام نے ان کی بخشش کی دعا فرمائی تھی اور آزر چچا تھا اور مشرک تھا۔

حوالہ نمبر 1:

شارح بخاری، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 943، امام فخر الدین رازی

رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر، اسرار التنزیل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان از ر لم یکن والد ابراہیم بل کان عمہ، واجتجوا علیہ
بوجوہ، منها: ان اباء الانبیاء ما کانوا کفاراً، ویدل علیہ
وحوہ.....

بے شک آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے، بلکہ وہ آپ علیہ
السلام کا چچا ہے اور اس پر امام رازی نے متعدد وجوہ سے استدلال کیا ہے ان
میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آباء کافر نہیں ہو سکتے اور
اس پر بھی امام رازی علیہ الرحمۃ نے کئی وجوہات سے استدلال کیا ہے۔

مواہب اللدین مع زرقانی جلد 1 صفحہ 326، دار الکتب العلمیہ بیروت

حوالہ نمبر 2:

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1144 لکھتے ہیں:

واضح قول یہی ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے جیسا کہ امام رازی نے کہا کہ
لا ابوہ وہ اُن کا والد نہیں ہے، جیسا کہ ہم سے پہلے اسلاف کی ایک پوری جماعت کا یہ
موقف ہے اور ہم نے اسانید کے ساتھ ابن عباس، مجاہد، ابن خریج اور سدی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا:-

لیس آزر ابا ابراہیم انما هو ابراہیم ابن تارخ
آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے بلکہ وہ تو ابراہیم بن تارخ ہیں۔
اور میں ایسے اثر صحیح سے واقف ہوں جسے ابن منذر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور
اس میں صراحت ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے۔

اور اس کی ایک دلیل تو سورج کی طرح واضح اور روشن ہے جس کی صراحت و
وضاحت شہاب یثربی نے کی ہے اور تمام اہل کتاب اور اہل تاریخ کا اس بات پر اجماع
ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی باپ نہیں ہے، بے شک وہ آپ علیہ السلام کا چچا ہے

اور اہل عرب چچا کو باپ کہتے ہیں۔
زر قانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 301-300، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر 3:

مفسر قرآن، حضرت علامہ قاصی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی حنفی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ہجری 1225 لکھتے ہیں کہ:

آزر حقیقت میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، امام رازی نے کہا کہ
آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، وہ باپ نہیں تھا یہی قول اسلاف کی ایک جماعت
کا ہے۔ زر قانی نے مواہب کی شرح میں کہا ہے کہ اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ آزر ابراہیم
علیہ السلام کا چچا تھا وہ شہاب یثمی کی وضاحت ہے کہ اہل کتاب اور مؤرخین کا اجماع ہے
کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جس طرح امام رازی نے فرمایا:

امام سیوطی نے کہا کہ ہم نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس، مجاہد، ابن جریر اور
سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا بلکہ
آپ علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ تھا، سیوطی نے کہا کہ تفسیر ابن منذر میں ایک ایسے
قول پر آگاہ ہوا جس میں یہ تھا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، قاموس میں ہے کہ آزر
ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ آپ علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تاریخ تھا۔

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

حوالہ نمبر 4:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں مندرجہ بالا تحقیق قلمبند فرمانے
کے بعد لکھتے ہیں کہ آزر کے متعلق راجح قول یہ ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دارالعرفان لاہور

حوالہ نمبر 5:

مفسر قرآن علامہ شیخ احمد بن احمد الصاوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری

1241 لکھتے ہیں کہ:

انہ کان عمہ

بے شک وہ (آزر) ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

حاشیہ الصادی علی الجالین جلد 1 صفحہ 585، دار الحدیث قاہرہ مصر

حوالہ نمبر 6:

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن حمد بن محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 710 لکھتے ہیں کہ نسب بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ بلاشبہ آپ علیہ السلام کے باپ کا نام تاریخ تھا۔
تفسیر مدارک المتزیل جلد 1 صفحہ 674، فرید بک شال لاہور۔

حوالہ نمبر 7:

صدر الفاضل، فخر الاماثل، استاذ العلماء حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ السلام الہادی اپنی مشہور زمانہ اور اردو زبان کی سب سے جامع اور مستند تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسالک الحففاء میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے، بالخصوص عرب میں.....

تفسیر خزائن العرفان صفحہ 258، علم دین پبلی کیشنز لاہور پاکستان

حوالہ نمبر 8:

حکیم الامت، مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: یہاں باپ سے مراد چچا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ ہے عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن حکیم میں بھی بہت جگہ چچا کو باپ فرمایا ہے.....

تفسیر نور العرفان صفحہ 165، نعیمی کتب خانہ ہجرات پاکستان

حوالہ نمبر 9:

علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 728 لکھتے ہیں:- حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ تھا اور آزر تو آپ علیہ السلام کا چچا تھا اور عربی میں چچا پر آب کا اطلاق عام طور پر ہوتا ہے۔

تفسیر غرائب القرآن و رغائب العرفان جلد 3 صفحہ 103، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا تحقیق سے اور ایک درجن سے زائد حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آزر حضرت سیدنا خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

اعتراض:

قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا، تو جب قرآن باپ کہہ رہا ہے تو پھر ہم اس کو چچا کیوں مانیں؟ اور ایک بھی نہیں کئی مقامات پر کہا۔

جواب:

اس الجھن کو سلجھانے کے لیے ہمیں قرآن و حدیث اور اصول کو سمجھنا ہوگا۔ لفظ ”آب“ عربی ہے اور اس کا استعمال بکثرت قرآن مجید میں ہے، کہیں قرآن کریم میں سگے باپ یعنی والد کے لیے استعمال ہوا ہے، کہیں چچا اور کہیں دادا کے لیے جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ یہ میرا قیص لے جاؤ اور میرے باپ یعنی والد محترم کے چہرے پہ ڈال دو ان کی بصارت لوٹ آئے گی۔

فَالْقُوَّةُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بِصِغْرَةٍ

تو اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

پارہ نمبر 13 سورۃ یوسف آیت 93

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ”آب“ سگے باپ یعنی والد جس کی صلب سے انسان پیدا ہوا کے لیے آیا ہے اور کہیں یہ لفظ ”آب“ والد، دادا، پردادا کے لیے استعمال



ہوا ہے جیسے :-

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ

اور نہ نکاح کرو ان سے جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا۔

پارہ 4 سورت نساء آیت 22

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ”أَب“ باپ، دادا، پردادا کے لیے استعمال ہوا ہے اور کہیں یہی لفظ، ”أَب“، والد، دادا، اور چچا کے لیے استعمال ہوا ہے جیسے :-

قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَالِلهُ آبَاؤُكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهِهَا وَاحِدًا

انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ، دادا اور اسماعیل اور اسحق کے معبود ایک معبود کی.....

پارہ 1 سورۃ بقرہ آیت 133

مندرجہ بالا آیت میں لفظ، أَب، چچا کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ اس آیت میں ہے کہ اولاد یعقوب نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے آباء میں شامل کیا اور کہا حالانکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ نہیں، چچا ہیں۔

تو مسئلہ واضح ہو گیا اور قرآن کریم سے معلوم ہو گیا کہ لفظ ”أَب“ صرف اور صرف والد کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ باپ، دادا، پردادا اور چچا کو بھی ”أَب“ کہنا قرآن سے ثابت ہے۔ لہذا یہ سمجھنا کہ لفظ ”أَب“ صرف والد معنی میں استعمال ہوتا ہے یہ خالص جہالت اور بے علمی اور قرآن کریم سے ناواقفی اور عدم مطالعہ کی واضح دلیل ہے۔

جس طرح قرآن کریم میں ”أَب“ یعنی باپ سے تعبیر کیا گیا اسی طرح حدیث شریف سے بھی اس کی مثال ملتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے بھی چچا کو باپ یعنی ”أَب“ فرمایا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

نبی مکرم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عظیم چچا حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنا باپ فرمایا، ایک جگہ فرمایا کہ میرے چچا عباس میرے آباء میں سے باقی ہیں اور ایک حدیث شریف تو واضح طور پر باپ فرمایا ملاحظہ ہو۔
حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

احفظونی فی العباس، فانه بقیۃ ابائی

کنز العمال جلد 11 صفحہ 320 رقم الحدیث 33395، دارالکتب العلمیہ بیروت

اب دیکھئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا چچا بھی فرمایا اور باپ بھی اور کچھ بھی دینی معلومات رکھنے والا انسان جانتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آقا کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔
اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

العباس عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وان عم

الرجل صنوا بیه

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔

کنز العمال جلد 11 صفحہ 320 رقم الحدیث 33380، دارالکتب العلمیہ بیروت

تو قرآن و سنت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ لفظ ”أَب“ ابی، صرف سگے باپ کے لیے ہی نہیں بلکہ دادا، پردادا اور چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جب ایک لفظ اتنے مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے تو پھر اس لفظ ”أَبی“ سے استدلال کرنا اور ابراہیم علیہ السلام کا والد مراد لینا کوئی خاص علمی جلالت معلوم ہوتی ہے ہم کو تو:-

اعتراض:

یہ تو معلوم ہو گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کا نام تاریخ تھا اور آزر آپ علیہ

اسلام کا چچا تھا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ عربی زبان میں چچا کو بھی باپ کہا جاتا ہے لیکن تراجم قرآن پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ علماء نے ترجمہ باپ ہی کیا ہے،

حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماء اہلسنت بھی نے ترجمہ باپ ہی کیا ہے تو ایسے میں ہم آپکی بات کو کیسے مانیں؟

جواب: جسے عربی زبان میں لفظ ”أَب“ کو سمجھنے کی ضرورت تھی اس طرح اُردو میں باپ کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اُردو زبان میں بھی باپ کا استعمال ولد اور چچا اور تایا وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔

جیسا کہ تایا ابو، بڑے ابو، چھوٹے ابو عام طور پر بولا جاتا ہے اس کا انکار وہی کریگا جو اُردو محاورہ سے نا بلد ہوگا یا پھر تجاہل عارفانہ کا شکار ہوگا اس لیے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یا دیگر علماء اہلسنت کے تراجم کو دلیل بنانا کہ انہوں نے ترجمہ باپ کیا ہے، غلط ہے، لفظ أَب کی طرح لفظ ”أُم“ کا استعمال کہیں والدہ کے لیے ہوا ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ فَلَا مِثْلَ الثَّلْثِ تُوَاسِ کی ماں کے تہائی ہے۔

پارہ 4 سورت نساء آیت 11

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ”أُم“ سگی والدہ کے لیے استعمال ہوا ہے، اور کسی مقام پر یہی لفظ والدہ، دادی، پردادی، نانی، پر نانی وغیرہ کے استعمال ہوتا ہے جیسے:-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ

پارہ 4 سورت نساء آیت 23

اور کہیں یہی لفظ دودھ پلانے والی یعنی رضاعی ماں کے لیے استعمال ہوا ہے جیسے

وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ

اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا

پارہ 4 سورت نساء آیت 23

الغرض لفظ، اَب اور لفظ اُم یہ صرف سکے حقیقی ماں باپ کے لیے نہیں بلکہ باپ، چچا، دادا، پردادا، سگی ماں، دادی، پردادی، نانی، پر نانی وغیرہ سب کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس طرح واضح ہو گیا کہ یہ لفظ، اَب قطعی الدلالت نہیں ہے۔

جبکہ ماں باپ کے لیے ایک اور لفظ بھی استعمال ہوا ہے قرآن مجید میں والد، والدہ، والدین، چند آیات ہم پیش کرتے ہیں۔

(1) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفَصَّلَتْهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝
اور ہم نے آدمی کو اس کے والدین کے بارے میں (نیک کی) حکم فرمایا اس کی ماں نے اسے (پیٹ میں) اٹھایا کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اور اس کا دودھ چھوٹا دو برس کی عمر میں ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر میری طرف لوٹنا ہے۔

پارہ 21 سورت لقمان آیت 14

(2) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ
اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا۔
پارہ نمبر 20 سورت العنکبوت آیت 8

(3) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ
اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔
پارہ 26 سورہ الاحقاف آیت 15

(4) وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝
وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور نہ سرکش اور نافرمانی کرے والے۔

پارہ 16 سورت مریم آیت 32

(5) اَنعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ.....

جو تو نے انعام کیا مجھ پر اور میرے والدین پر

پارہ نمبر 19 سورت النمل آیت 19

(6) وَالَّذِي قَالَ لِيَا أَلِدْنِيهِ أَفِئَتُكُمْ.....

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اف

پارہ 26 سورة الاحقاف آیت نمبر 17

(7) وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ

يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال یہ اس کے لیے ہے جو

دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہتے۔

پارہ نمبر 2 سورت البقرہ آیت نمبر 223

(8) وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

اور میری والدہ نے مجھے نیکی کرنے والا بنایا، اور مجھے نافرمان نہیں کیا۔

پارہ 16 سورت مریم آیت 32

(9) إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ

وَالِدَتِكَ ۝

جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کرو میرا وہ احسان اپنے اوپر

اور اپنی ماں پر۔

پارہ نمبر 7 سورت المائدہ آیت 110

(10) رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین کو بخشش دے اور سب ایمان والوں

کو جس دن حساب ہوگا۔

پارہ نمبر 13 سورت ابراہیم آیت 41

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ.....

مندرجہ بالا دس آیات طیبات پڑھنے کا آپ نے شرف حاصل کیا ان تمام آیات میں لفظ، والد، وَالِدَات، والدیہ، والدیک، والدی، والدہ، والدنی وغیرہ الفاظ جہاں بھی قرآن پاک میں آیا ہے صرف حقیقی ماں باپ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ جن کے صلب اور بطن سے انسان پیدا ہوا ہے جیسے فقہی اصطلاح میں اس اصل قریب کہتے ہیں یہ لفظ، چچا، دادا، پردادا وغیرہ کے لیے کہیں بھی استعمال نہیں ہو۔ مندرجہ بالا تحقیق سے لفظ أَب اور لفظ والد کا فرق معلوم ہوا اب رہی بات یہ کہ آزر کو قرآن مجید میں لفظ أَب سے تعبیر کیا یا کہ والد سے۔

تو آئیے کلام مجید کو پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں:-

(۱) وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أَزْرًا اتَّخِذْ أَصْنَامًا آلِهَةً

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا تو بتوں کو معبود بناتا ہے؟

پارہ نمبر 7 سورة الانعام آیت 74

(2) إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ

جب انہوں نے اپنے اور اپنے (مخاطب) لوگوں سے فرمایا کیا ہیں وہ جن کی تم

عبادت کرتے ہو؟

پارہ نمبر 23 سورة الصافات آیت 85

(3) وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ

اور جب ابراہیم نے باپ اور اپنے (مخاطب مشرک) لوگوں سے فرمایا بے شک

میں ان سب سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

پارہ نمبر 25 سورة الزخرف آیت 26

(4) إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي

عَنْكَ شَيْئًا ہارہ نمبر 16 سورة مريم آیت 42

جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ کیوں ایسی چیز کو پوجتا

ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آئے

(5) اِذْ قَالَ لِأَبْنَيْهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝

جب انہوں نے اپنے باپ اور مشرکین سے فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

پارہ نمبر 19 سورۃ الشعراء آیت 70

(6) وَاعْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝

اور میرے باپ کو بخش بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے۔

پارہ نمبر 19 سورۃ الشعراء آیت 86

(7) قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبْنَيْهِ لَا اسْتَغْفِرَنَّ لَكَ ۝

ابراہیم کا یہ قول اپنے باپ سے کہ میں تیرے لیے ضرور بخشش چاہوں گا۔

پارہ نمبر 28 سورۃ الحجۃ آیت 4

(8) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبْنَيْهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ ۝

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب کرنا صرف اس وعدے کی بنا پر تھا جو

وہ انس سے کر چکے تھے۔

پارہ نمبر 11 سورۃ التوبہ آیت 114

مذکورہ بالا آیات طیبات میں کہیں بھی آزر کو والد نہیں کہا گیا بلکہ پورے قرآن پاک میں کہیں بھی آزر کے لیے والد کا لفظ نہیں بولا گیا جو کہ سکے کے لیے بولا جاتا ہے، مذکورہ تمام آیات میں اب کا لفظ موجود ہے جو کہ چچا کے معنی میں ہے اور ان تمام آیات میں آزر ہی مراد ہے۔

اگر وہ والد تھا تو کم از کم ایک بار تو اس کے لیے وہ لفظ بولا جاتا جو کہ عربی زبان میں سکے والد کے لیے بولا جاتا ہے پر وہ والد ہوتا تو کہا جاتا نہ وہ تو والد ہے ہی نہیں بلکہ چچا ہے۔

اعتراض:

وَاعْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝

سورۃ الشعراء آیت 86 پارہ 19

آزر کے لیے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا منقول ہے جس کی تعبیر لابی سے کی گئی ہے اور آزر ہی کے لیے دوسری دعا یہ ہے کہ واغفر لی ولوالدی، یہاں والدی تعبیر ہے، لہذا یہ کہنا کہ آزر کو قرآن میں والد نہیں کہا گیا ہے کہاں تک درست ہے اور والدی سے مراد کون ہے؟

جواب:

یہ دعا سورت شعراء میں ہے اور لابی، کے ساتھ منقول ہے وہاں پر آزر مراد ہے جو کہ گمراہ تھا اور ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور سورت ابراہیم کی آیت 41 میں لوالدی کے ساتھ جو دعا منقول ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والدین یعنی حضرت تارخ اور ان کی زوجہ محترمہ مراد ہے۔

آزر جس کو قرآن نے اَب فرمایا اس کے لیے آپ علیہ السلام نے دعا کرنا چھوڑ دی جبکہ وہ مر گیا اور اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف 37 برس تھی، پھر وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر 99 سال تھی اس کے 13 برس بعد حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر 112 سال تھی۔

اس کے بعد خلیل علیہ السلام نے اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے، والدین کے لیے اور مومنین کے لیے دعا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ بعد والی دعا چچا آزر کے لیے نہیں والد تارخ اور والدہ محترمہ کے لیے تھی پہلی دعا جو آزر کے لیے تھی اور دوسری دعا جو والدین کے لیے تھی اس میں چند طرح فرق سے ملاحظہ ہو۔

(1) آزر کے لیے دعائے مغفرت آزر کی زندگی میں فرمائی جبکہ اس کے ایمان کی امید تھی اور دوسری دعا بڑھاپے میں حقیقی والدین کے لیے فرمائی اور اس وقت تک تو آزر کا کفر محقق ہو چکا تھا اور اس سے متنفر ہو چکے تھے اور نص قطعی سے کافر کے لیے دعا مغفرت منع ہے۔

(2) آزر کے لیے یہ لفظ مفرد لا بسی، کا لفظ استعمال فرمایا جو کہ چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس دعا میں صرف آزر شامل ہے کیونکہ صیغہ مفرد ہے اگر اس سے والد ہی مراد لیا جائے تو کہا ابراہیم علیہ السلام نے والدہ کے لیے دعا نہیں کو بھی باپ یعنی ابا کہہ دیتے ہیں تاکہ ان کی طرف خصوصی توجہ قائم رہے اور چچا کا لفظ اگر کسی بڑے کے لیے کوئی استعمال کرتا ہے تو اس کو نہایت ہی مہذب سمجھا جاتا ہے اور لفظ ابا میں تو چچا سے بھی زیادہ اظہار عظمت ہے، جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب آپ اس بات کو غور سے سنیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ آزر بہت بڑا پجاری اور بت پرست و بت تراش ہے اور ان کا قوم پر بڑا اثر و رسوخ ہے۔

اور قوم کا سردار ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے درجہ کا چچا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کو یسابت (اے میرے باپ) کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے۔

سورت مریم میں چار مقامات پر اس لفظ سے خطاب و یاد فرمایا، ملاحظہ ہو

(1) اِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۚ

(2) يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۚ

(3) يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۚ

(4) يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۚ

(1) جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ کیوں ایسی چیز کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے نہ تیرے کچھ کام آئے۔

(2) اے میرے باپ بے شک میرے لیے وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں لہذا تو میری پیروی کر اور میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں۔

- (3) اے میرے باپ شیطان کی پوجا نہ کرے شیطان رحمان کا نافرمان ہے۔
 (4) اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمان کا عذاب پہنچے پھر تو ہو جائے شیطان کا ساتھی۔

پارہ نمبر 16 سورت مریم آیات 42-45

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آزر کو اس طرح مخاطب کرنا یعنی باپ کہنا محض اس کے دل کو خوش کرنے کے لیے اس امید پر تھا اگر یہ ایمان لے آیا تو اس کے ساتھ اس کی قوم بھی دعوت اسلام قبول کر لے گی۔ اسی لیے آپ علیہ السلام نے آزر کے ایمان اور مغفرت کے لیے دعا کا وعدہ بھی فرمایا۔ اور اسی لیے اس کو باپ بھی کہتے کیونکہ چچا ہونے کی صورت میں باپ کی جگہ پر تو تھا ہی پر آپ علیہ السلام چچا کی جگہ باپ ہی فرماتے تاکہ یہ متاثر ہو کر اسلام قبول کر لے، اور قرآن کریم نے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا تو اللہ کریم نے اپنے خلیل علیہ السلام کے اندازِ تکلم کو قائم رکھا تاکہ نقل و حکایت واقع کے مطابق ہو۔

اور ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے آزر کو بھی والد نہیں کہا اور لفظ والد سے خطاب نہیں کیا کیونکہ والد وہ ہوتا تو آپ لفظ والد استعمال فرماتے اور قرآن کریم نے بھی کسی بھی مقام پر آزر کو ابراہیم علیہ السلام کا والد قرار نہیں دیا۔ اس طرح چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو کبھی چچا نہیں کہا اس لیے قرآن کریم نے بھی نہیں کہا۔ ابراہیم علیہ السلام نے صرف لفظ آب استعمال کیا اور قرآن نے بھی لفظ آب ہی استعمال کیا۔ اس طرح آزر کی تالیف قلب بھی ہوتی رہی اور والد بھی قرار نہ پایا بلکہ چچا تھا اور چچا ہی رہا۔

دلیل مخالف سے استدلال:

معرضین جس آیت سے استدلال کرتے ہیں حق تو یہ ہے کہ وہ آیت کریمہ بھی ہمارے موقف پر دلالت کرتی ہے، ملاحظہ ہو۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبْنَيْهِ أَزَّر.....

سے اشارہ ملتا ہے کہ آزر باپ یعنی والد نہیں بلکہ چچا تھا کیونکہ جب باپ کہہ دیا تو تعین مراد تو ہو چکی تو آزر کے نام کی پھر کیا ضرورت تھی کیونکہ باپ تو انسان کا ایک ہی ہوتا ہے تو اللہ کریم نے آزر کا نام اس لیے ذکر کیا تا کہ پڑھنے کا والے کا دماغ کہیں سکے والد کی طرف نہ چلا جائے جو کہ مومن تھے بلکہ ساتھ نام کا ذکر کیا کہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ اس سے مراد والد نہیں بلکہ آزر ہے جو کہ چچا تھا اور اس کو آپ باپ کہتے تھے وہ مراد ہے، ورنہ اگر آیت یوں ہوتی کہ۔ ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا، تو مطلب واضح تھا لیکن قاری سوچتا کہ ظاہر ہے۔ پھر والد ہی مراد ہے تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ نام ذکر کر دیا یہ اعتراض پیدا ہی نہ ہو۔

اعتراض:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ آزر سے ملاقات ہوگی۔ اگر آزر والد نہیں بلکہ چچا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت تو فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آزر کو باپ کیوں فرمایا؟

جواب:

اس اشکال کو دور کرتے ہوئے محقق اعلیٰ لا طلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء شرک و کفر کی آلودگی سے پاک اور منزہ ہیں ان کے نزدیک آزر کے چچا ہیں، ان کو مجازاً باپ کہا گیا ہے اور ان کے باپ کا نام تاریخ ہے، اسی وجہ سے، مطلقاً نہیں فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ سے ملاقات ہوگی تا کہ ان کے حقیقی والد کی طرف ذہن متوجہ نہ ہو اور ان کے باپ کے ساتھ آزر کا ذکر کیا، تا کہ معلوم ہو کہ یہاں مجازی باپ

مراد ہے۔

احضار المصنفات جلد 4 صفحہ 368، مطبع تاج کمار لکھنؤ

اس سے جناب تاریخ کا والد ہونا، آزر کا چچا ہونا، اس کو مجازاً باپ کہنا اور معترضین کے اعتراض کا جواب معلوم ہوا۔

دیوبندی مکتب فکر کے عالم دین اور لیس کاندھلوی صاحب متوفی ہجری 1394، اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:-

تحقیق یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، اس مجاز کو متعاف کے طور پر باپ کہا گیا ہے اور آپ کے باپ کا نام تاریخ ہے، بعض محققین علماء جنہوں نے آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء سے کفر کی نفی ہے ان کی یہی تحقیق ہے۔ اس بناء پر اس حدیث میں آزر کا ذکر اس لیے ہے کہ اگر یوں کہا جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ سے ملاقات ہوگی۔ تو اس سے ان کے حقیقی والد کی طرف ذہن چلا جاتا اور جب آزر کی قید لگائی تو ان کے حقیقی والد کی طرف ذہن نہیں جائے گا۔

التعلیق الصبح جلد 6 صفحہ 301، مکتبہ نعمانیہ لاہور

کاندھلوی صاحب کے مندرجہ بالا اقتباس سے بھی جناب تاریخ کا والد ہونا، آزر کا چچا ہونا اور باپ کہنے کی توجیح معلوم ہوئی۔

راقم الحروف کا جواب:

بندہ ناچیز کے ذہن میں جو جواب آیا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام آزر کو اپنا باپ فرماتے تھے تو جب حضور آقا کریم علیہ السلام نے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے جد امجد علیہ السلام کے اس لفظ کو قائم رکھا اور باپ ہی فرمایا والد نہیں۔

اعتراض:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے (عربی) باپ (یعنی چچا) سے ملاقات کریں گے اور آزر کے چہرے پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے کہیں گے:

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو، ان کا باپ (یعنی چچا) کہے گا پس آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے رب! تو مجھ سے وعدہ کیا تھا تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا تو اس سے بڑھ رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ (یعنی چچا) تیری رحمت سے بہت زیادہ دور ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے، پھر کہا جائے گا، اے ابراہیم! آپ کے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے تو وہاں ایک ذبح شدہ جانور خون میں لتھڑا ہوا پڑا ہوگا۔ پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

صحیح بخاری رقم الحدیث 3350

جب ابراہیم علیہ السلام کو علم تھا کہ آزر کفر و شرک کی حالت میں مر چکا تھا اور میں نے اس کے لیے بیزاری کا اعلان کر دیا تھا اور دعا کرنا چھوڑ دیا تھا تو پھر بروز حشر آپ علیہ السلام اس کی شفاعت کیوں کریں گے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے دن جو ابراہیم علیہ السلام آزر کے لیے دعا کریں گے وہ دعائے شفاعت نہیں ہوگی بلکہ اس سے آزر کے سامنے عذر پیش کرنا مقصود ہوگا جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں ہے کہ ابراہیم فرمائیں گے میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کر؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ! اس سے بڑھ کر

رسوائی کیا ہوگی کہ میرا چچا تیری رحمت سے دور ہے اور تو نے فرمایا تھا کہ میں تجھے رسوا نہیں کروں گا۔ اب اگر خلیل علیہ السلام اس کی شفاعت کریں اور آپ علیہ السلام کی شفاعت قبول نہ ہو تو ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی ماننی پڑے گی اور یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے اللہ کریم اپنے خلیل علیہ السلام کو رسوا کرے یعنی ان کی شفاعت قبول نہ کرے؟

لہذا ماننا پڑے گا یہ دعا خلیل صرف عذر پیش کرنے کے لیے ہوگی تو جواب میں اللہ وہی فرمائے گا کہ میں نے خلیل علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی تو اللہ کریم نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔

دوسرا جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ بروز قیامت ابراہیم علیہ السلام کی توجہ اس کے کفر کی طرف جائے گی ہی نہیں اور اسے چچا سمجھ کر اسے کی شفاعت فرمائیں گے اور رب کریم کی طرف جواب آئے گا میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے تو آپ کی توجہ مبارک فوراً اس طرف جائے گی کہ یہ تو کفر کی حالت میں مرا تھا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام دوبارہ دعا شفاعت نہیں کریں گے۔

قابل غور بات:

معتزین نے اس حدیث سے ابراہیم علیہ السلام کے چچا کے آزر کے والد ہونے پر استدلال تو کر لیا لیکن اس بات کو نہ سمجھ سکے کہ یہ حدیث نبی کریم علیہ السلام کی وسعت علم کی دلیل ہے کہ بروز قیامت جو ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ جناب خلیل علیہ السلام کی آزر سے ملاقات ہوگی اور جو بات ہوگی اس کو بیان فرما دیا، تو یہ حدیث تو نبی کریم علیہ السلام کے علم غیب کی واضح دلیل ہے۔

آخر میں ہم مکملہ کے طور پر ایک حوالہ اور پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ عماد الدین ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی یعنی بہو سارہ اور اپنے پوتے لوط بن ہاران کو لے کر بابل چلے گئے اور کنعانیوں کی زمین میں آباد ہوئے

اور وہاں مقام حران میں اترے اور وہیں تاریخ نے وفات پائی جبکہ ان کی عمر دو سو پچاس سال تھی۔

البدایۃ والنہایۃ جلد 1 صفحہ 178، دارالاشاعت کراچی پاکستان

اسی طرح ابن خلدون اور طبری میں بھی ہے۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: ابراہیم بن تاریخ

اکمال فی تاریخ جلد 1 صفحہ 76، مکتبۃ التوفیق مصر

دیوبندی مسلک کے ترجمان میں لکھا ہے۔

ابراہیم بن تاریخ

ماہنامہ حق نوائے احتشام مئی 2015ء صفحہ 66، ماہنامہ حق نوائے احتشام اپریل 2015ء اندرون ٹائٹل

آخر میں قارئین کی ضیافت طبع کے لیے مزید ایک دیوبندی حوالہ پیش کیا جاتا ہے

جس سے واضح ہوتا ہے کہ والد کا لفظ تو صرف حقیقی باپ کے لیے بولا جاتا ہے لیکن اب کا

لفظ حقیقی باپ کے غیر پر بھی بولا جاتا ہے۔

جس سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے جامع خیر المدارس کا ترجمان کہتا ہے کہ

والد تو ایک ہی ہوگا جس کے صلب سے کسی شخص کا جنم ہوا ہو مگر (اب) باپ کئی ہو سکتے ہیں۔

والد فوت ہوا، ماں نے دوسرا نکاح کیا تو یہ نیا شخص سویتلا باپ ہوگا سویتلا والد کہنا

غلط ہے۔ اسی طرح حدیث پاک کا مفہوم ہے سر اور استاد بھی آدمی کا باپ ہوگا لیکن

اسے ”والد“ نہیں کہا گیا۔ آباء کا معنی باپ دادا پر دادا وغیرہ مگر وہ سارے والد نہ

کہلائیں گے، والد صرف وہ اکیلا شخص ہی ہوگا جو اس شخص کی ولادت کا ذریعہ بنا۔

ماہنامہ الخیر شوال المکرم 1435ھ صفحہ 47، جامع خیر المدارس لبنان۔

اعتراض:

آپ کی بات درست، آپ کا موقف تسلیم لیکن اگر لفظ ”أَب“ کو باپ کے معنی

میں ہی لیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔

جواب:

حرج اس میں یہ ہے کہ لفظ ”آب“ کو والد کے معنی میں لیں گے تو قرآن کریم کی دیگر آیات کے خلاف ہوگا۔ احادیث مبارکہ میں ہم نے نقل کیں، ان کے خلاف ہوگا، طہارت نسب رسول کے خلاف ہوگا،

نبی کریم علیہ السلام کی شان محبوبیت اور ابراہیم علیہ السلام کی شان خلت کے خلاف ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، آقا کریم علیہ السلام اور انبیاء کرام جو کہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، مثلاً اسحاق یعقوب، یوسف اور باقی انبیاء کرام سب کو مشرک کی اولاد ماننا پڑے گا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ جی بلا وجہ لفظ آب کو اس کے معنی سے پھیرنے والی بات ہے اس کا معنی یہی ہے کہ آزر والد ہے، ایک صاحب بولے کہ جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کو مومن و مؤحد قرار دینے پر زور دینا شروع ہوا ہے تب سے آزر کی بجائے تاریخ کو والد قرار دینا شروع ہوا ہے۔

صد افسوس کہ ایسے لوگ بھی خود کو مفسر قرآن کہلاتے ہیں، کاش کہ حالات سازگار ہوتے تو ہم ان خوب کا تعاقب کرتے لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ جیسا کہ گزر چکا ہے کہ سیرت کی پہلی کتاب سیرت ابن اسحاق میں ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ لکھا ہے۔

الغرض حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی باپ کا ایمان اور اسلام اور ان کا نجات یافتہ ہونا تسلیم کرنا ضروری ہے اور آزر آپ کا حقیقی باپ نہیں بلکہ چچا ہے اور چچے کو مجازی طور پر باپ کہنا جائز اور صحیح ہے اور آپ علیہ السلام کے والد محترم کا نام تاریخ ہے۔ ہم نے دلائل قاطعہ و براہین واضحہ سے اس بات کو روز روشن کی طرح صاف اور واضح کر دیا۔

امید ہے کہ قارئین کو اس عنوان پر اتنا باحوالہ مواد یکجا کسی اور جگہ نہیں ملے گا۔

فالحمد لله على ذلك .

باب نمبر 3:

ایمان جد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد یعنی دادا جان کا نام نامی اسم گرامی ہے ”شیبہ“ اور ان کو شیبۃ الحمد، بھی کہا جاتا ہے اور عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہیں چنانچہ شیخ الحدیث علامہ عبدالمطلبی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ”عبدالمطلب“ کا اصلی نام ”شیبہ“ ہے یہ بڑے ہی نیک اور عابد و زاہد تھے۔ ”غار حرا“ میں کھانا ساتھ لے جاتے اور کئی کئی دنوں تک خدا کی عبادت میں مصروف رہتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں اکثر غار حرا میں اعتکاف کرتے تھے اور خدا کے دھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

اہل عرب خصوصاً قریش کو ان سے بڑی عقیدت تھی، مکہ والوں پر جب بھی کوئی مصیبت آئی یا قحط پڑ جاتا تو لوگ عبدالمطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ کرچہ جئے اور بارگاہِ خداوندی میں ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے تو دعا قبول ہو جاتی تھی۔ یہ لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے لوگوں کو بڑی سختی کے ساتھ روکتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے اپنے دسترخوان سے پرندوں کو بھی کھلایا کرتے تھے۔ اس لیے ان کا لقب ”مطعم الطیر“ (یعنی پرندوں کو کھلانے والا) ہے شراب اور زنا کو حرام جانتے تھے اور عقیدہ کے لحاظ سے مؤحد تھے۔ زم زم شریف کا کنواں جو بالکل پٹ گیا تھا آپ ہی نے اسے نئے سرے

سے کھود کر درست کیا اور لوگوں کو آب زم زم سے سیراب کیا۔ آپ بھی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے۔ اصحاب فیل کا واقعہ آپ ہی کے وقت پیش آیا ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔

شرح الرزقانی علی المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 138-135، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
مواہب اللدنیہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 155، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
دحلان مکی السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 34، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
سیرت مصطفیٰ صفحہ 53-54، مکتبہ المدینہ کراچی پاکستان
سیرت رسول عربی صفحہ 48، مکتبہ حنفیہ پنج بخش روڈ لاہور
اور لیس کاغذ حلوی، سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 42، مکتبہ عمر فاروق کراچی
الانوار الحمد یہ صفحہ 18، حقیقت کتابوی ترکی استنبول
مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 19، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
کیا ایسی سیرت کسی کافر کی ہو سکتی ہے؟

نام کی وجہ:

آپ کے نام ”شبیۃ الحمد“ کی دو وجہیں علماء نے لکھی ہیں۔
(1) جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے سر پر سفید نشان تھا اس لیے نام شبیہ رکھا گیا۔
(2) ان کے والد ہاشم نے ان کی والدہ کو یہ نام رکھنے کی وصیت کی تھی کہ نام شبیہ رکھنا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 219، پروگریسو بکس لاہور

شبیۃ الحمد کی وجہ:

علامہ سید احمد بن ذہبی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:
شائد انہیں ”الحمد“ کی طرف اس لیے مضاف کیا گیا کہ لوگ ان کی عظمت بڑائی اور تعریف کریں گے۔ رب تعالیٰ نے ان کی بات سچ کر دکھائی لوگوں نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی۔

سیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 34، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

عبدال مطلب کی وجہ تسمیہ:

علامہ سید دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

آپ کے والد ہاشم نے مدینہ طیبہ میں بنو عدی بن نجار کے ہاں شادی کی تھی، وہیں شیبۃ الحمد کی ولادت ہوئی اور اس وقت ہاشم کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ اپنی والدہ کے پاس تھے۔ ایک شخص بچوں کے پاس سے گزرا جو تیر اندازی کر رہے تھے۔ ان میں ایک ایسا من موہنا بچہ بھی تھا کہ اس کا تیر جب بھی نشانے پر لگتا تو وہ کہتا، میں بطحا کے سردار کا فرزند ہوں۔

اس شخص نے اس بچے سے پوچھا، تمہارا تعلق کس کے ساتھ ہے؟ اس نے کہا میں شیبۃ الحمد بن ہاشم بن عبد مناف ہوں، وہ شخص مکہ مکرمہ پہنچا۔ اس نے مطلب کو حجرہ میں بیٹھے ہوئے پایا۔ اس نے یہ سارا واقعہ اسے سنایا۔ مطلب مدینہ طیبہ گئے شیبہ کو ان کی شکل و صورت سے پہچان لیا جو ہاشم سے ملتی تھی۔

انہیں دیکھ کر مطلب کی آنکھوں سے چھم چھم موتی گرنے لگے۔ انہیں اپنے سینے سے لگایا اور کہا بھیجے! میں تمہارا چچا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے اپنی قوم کے پاس لے جاؤں، مطلب نے اپنی اونٹنی بٹھائی، ان کو سوار کیا اور ان کی والدہ سے اجازت لیتے گئے اور کہا، شیبہ دوسری قوم میں اجنبی ہے۔ ہم اہل بیت ہیں، ہم اپنی قوم میں معزز ہیں۔ اس کی قوم، قبیلہ اور شہر دوسری جگہ قیام کرنے سے بہتر ہے۔ ان کی والدہ نے اجازت دے دی، مطلب نے شیبہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ یمانی حلہ زیب تن کیا۔

جب انہیں لے کر مکہ مکرمہ پہنچے تو قریش نے کہا یہ ”عبدال مطلب“ ہے (یعنی مطلب کا غلام) مطلب نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو یہ میرا بھتیجا ہے جو ہاشم کا فرزند ہے۔ (اس لیے عبدال مطلب ہی مشہور ہو گئے)

ایک قول یہ ہے کہ انہیں عبدال مطلب اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ یتیم تھے اور انہوں

نے مطلب کی کفالت میں پرورش پائی تھی۔ وہ یتیم کو اس شخص کا عبد (یعنی غلام) کہتے تھے جس کی وہ زیر کفالت ہوتا تھا۔

سیرۃ النبویہ جلد صفحہ 35-34، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مدارج النبوت جلد 1 صفحہ 19، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سیرت ابن ہشام معروض الالف جلد 1 صفحہ 312، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 219، پروگریسو بکس لاہور

سیرت رسول عربی صفحہ 47، مکتبہ حنفیہ لاہور پاکستان

سیرت کے چند گوشے:

علامہ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

حضرت عبدالمطلب نے اعلیٰ صفات پر نشوونما پائی مطلب کی وفات کے بعد یہ اپنی قوم کے سردار بن گئے۔ یہ اپنی اولاد کو ظلم و بغاوت ترک کرنے کا حکم دیتے تھے۔ انہیں مکارم اخلاق پر ابھارتے تھے۔ انہیں گھٹیا امور سے روکتے تھے، یہ فرماتے تھے، ظالم اس دنیا سے نہیں جاتا کہ رب تعالیٰ اس سے انتقام لے لیتا ہے۔ اسے سزا مل جاتی ہے حتیٰ کہ سرزمین شام میں ایک ظالم شخص مر گیا جسے ظلم کی سزا نہیں ملی تھی۔

اس شخص کے جارے میں حضرت عبدالمطلب کو بتایا گیا کہ انہوں نے غور و فکر کر کے کہا، جہان دنیا کے علاوہ ایک اور بھی جہان ہے، جہان محسن کو اس کے احسان کی جزا دی جائے گی۔ برے کو اس کی برائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ ظالم کو لازماً اس کے ظلم کی سزا ملتی ہے اگر اسے دنیا میں سزا نہیں ملتی تو یہی سزا اسے آخرت میں مل کر رہے گی۔

حضرت عبدالمطلب سے بہت سی ایسی باتیں روایت ہیں جو بعد میں قرآن پاک اور احادیث مطہرہ میں بیان ہوئیں، مثلاً نذر کو پورا کرنا، محارم سے نکاح کرنے کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت، شراب اور بدکاری کی ممانعت، حرمت بیت اللہ شریف کا عریاں طواف کرنے کی ممانعت۔

سیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 35، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت عبدالمطلب کافر نہیں بلکہ ایک سلیم الفطرت، سلیم القلب اور رب کریم اور یوم آخرت جزا و سزا پر ایمان رکھنے والے انسان تھے۔

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

ابن سعد طبقات میں روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین و جمیل، سب سے زیادہ قوی اور جسم سب سے زیادہ برابر اور حلیم، سب سے زیادہ سخی اور کریم، اور سب سے زیادہ شراور فتنہ سے دور بھاگنے والے تھے اور قریش کے مسلم سردار تھے۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 45-46

عبدالمطلب کا جو دو کرم اپنے باپ ہاشم سے بھی بڑا ہوا تھا۔ عبدالمطلب کی مہمان نوازی انسانوں سے گزر کر چرند پرند تک پہنچ چکی تھی۔ اسی وجہ سے عرب کے لوگ ان کو فیاض اور مطعم طیر اسماء (آسمان پر پرندوں کو کھانا کھلانے والا) کے لقب سے یاد کرنے لگے تھے۔

شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو خاص طور پر پر فقراء اور مساکین کو کھانا کھلاتے، غار حرا میں سب سے پہلے خلوت و عزلت عبدالمطلب ہی نے کی۔

سیرت المعطف جلد 1 صفحہ 42، مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی

ابوالقاسم رفیق دلاوری دیوبندی لکھتے ہیں:-

عبدالمطلب سید قوم اور شیخ بطحاء کہلاتے تھے، فسق و فجور، ظلم و ستم، بے وفائی و خسر کشی اور طواف برہنہ سے لوگوں کو روکتے تھے۔ مدت العمر بادہ خواری کے پاس نہ پھٹکتے، لوگوں کو ہمیشہ اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتے، مکہ معظمہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے دوڑھائی میل کی مسافت پر ایک پہاڑ واقع ہے۔ (یہ وہی پہاڑ ہے جس کے غار میں ہمارے رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے پہلے کئی مہینے مصروف عبادت رہے تھے) عبدالمطلب نے اس پہاڑ پر اپنے طریقہ عبادت کے چلہ کشی کی۔

عبدالمطلب انتہا درجہ کے فیاض و کم گستہ تھے۔ ان کا معمول تھا کہ ماہ رمضان المبارک میں کوہ حرا پر چڑھ کر بیٹھ جاتے اور وہاں مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔ ان کا دسترخوان بنی آدم کے لیے مخصوص اور دائرہ انسانیت تک محدود نہ تھا بلکہ جنگلی جانور اور ہوا کے پرندے اس سے متمتع ہوتے تھے۔ اس کی یہ صورت تھی کہ ان کے وسیع دسترخوان کا تمام پسند ماندہ جمع کر کے کوہ حرا و صحرا کے طیور و وحوش کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچا دیا جاتا تھا۔ عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ اپنے غم زاد بھائی کے لڑکے کا اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک اس سے غیر قوم کے مقتول کا خون بہانہ دلا دیا۔

سیرت کبریٰ جلد 1 صفحہ 230، کتب خانہ مجیدیہ ملتان

ایمان عبدالمطلب پر پہلی دلیل:

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241، حضرت ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نئی کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

مَنْ اَنْتَسَبَ اِلَى تِسْعَةِ اَبَاءٍ كُفَّارٍ يَرِيدُ بِهِمْ عَذَابًا وَكُرْمًا، فَهُوَ عَا
شِرْهَمُ فِي النَّارِ.....

ترجمہ: جو شخص عزت و اکرام کے لیے اپنی نو کافر پشتوں کا ذکر کرے کہ فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔

مسند احمد جلد 10 صفحہ 313 رقم الحدیث 17146، دارالحدیث قاہرہ مصر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نبی اسرائیل کے دو آدمیوں نے اپنے نسب کا ذکر کیا، ان میں سے ایک کافر تھا اور دوسرا مسلمان تھا۔ پس کافر نے اپنے نو آباد

واجداد کا ذکر کیا اور مسلمان نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اور ان کے سوا (کافر باپ دادا) سے بری ہوں۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور ان دونوں کو آواز دے کر فرمایا: اے اپنے باپ دادا کی طرف نسبت کرنے والوں! تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہے پھر فرمایا: کافر! تو اپنے نوکافر باپ دادا کی طرف نسبت کا ذکر کیا تو ان میں دسواں دوزخ میں ہے۔ اور تو اے مسلم! تو نے اپنے صرف دو مسلم آباء پر اقتصار کیا اور ان کے ماسوا سے برأت کا اظہار کیا تو سوا اہل اسلام سے ہے اور ان کے ماسوا سے بری ہے۔

شعب الایمان جلد 4 صفحہ 228 رقم الحدیث 5134، دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ان باپ دادا پر فخر نہ کرو جو زمانہ جاہلیت میں مرچکے ہیں کیونکہ اگر اس ناک میں سیاہ کیڑا بیگلتا رہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے ان باپ دادا پر فخر کرے جو زمانہ جاہلیت میں مرچکے ہیں۔

شعب الایمان جلد 4 صفحہ 226 رقم الحدیث 5129، دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے عیوب کو اور (جاہلیت) باپ دادا پر فخر کرنے کی خصلت کو دور کر دیا ہے۔ تمام لوگ اولاد آدم ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے مومن متقی ہے اور فاجر شقی ہے لوگ ان پر فخر کرے سے باز آ جائیں وہ جہنم کے کونلوں میں کونکہ ہیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے۔

شعب الایمان جلد 4 صفحہ 226 رقم الحدیث 5127، دارالکتب العلمیہ بیروت

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حضرت عبدالمطلب کے نسب پر فخر کیا اس سے متعلق یہ حدیث ہے:-

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا: کیا تم غزوہ حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کچھ نوجوان نکلے جو بے سرو سامان تھے ان کے پاس کسی قسم کا سامان نہیں تھا وہ البتہ میدان چھوڑ گئے تھے۔ ان کا ہوازن اور بنو نضیر کے بہترین تیر اندازوں سے مقابلہ ہوا وہ اس قدر ماہر تیر انداز تھے کہ ان کا کوئی تیر بمشکل ہی خطا ہوتا تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد حضرت سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اس خچر کو ہنکار رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے مدد کی دعا کی پھر یہ شعر پڑھا۔

انا النبی الکذب..... انا ابن عبدالمطلب

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے..... میں (حضرت) عبدالمطلب کا پوتا ہوں

صحیح بخاری جلد 2، صفحہ 120 رقم الحدیث 2930، فرید بک سٹال لاہور

صحیح مسلم صفحہ 483 رقم الحدیث 4593، دارالعرفہ بیروت لبنان

جامع ترمذی صفحہ 426 رقم الحدیث 1687، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند احمد جلد 11 صفحہ 67 رقم الحدیث 18387، دارالحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 11 صفحہ 65 رقم الحدیث 18380، دارالحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 11 صفحہ 87 رقم الحدیث 18449، دارالحدیث قاہرہ مصر

حلیۃ الاولیاء جلد 7 صفحہ 126 رقم الحدیث 9915، المکتبۃ التوفیقہ مصر

سنن الکبریٰ بیہقی جلد 9 صفحہ 288 رقم الحدیث 18472، دارالحدیث قاہرہ مصر

کنز العمال جلد 10 صفحہ 244 رقم الحدیث 30205، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مختلّوۃ المصنّاع جلد 3 صفحہ 42 رقم الحدیث 4884، دارالتوفیقہ للتراث قاہرہ مصر

مجمع الزوائد جلد 6 صفحہ 194 رقم الحدیث 10276، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 6 صفحہ 196 رقم الحدیث 10284، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 77-13، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوة جلد 5 صفحہ 135-134-133، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

چار عدد احادیث مبارکہ آپ نے پڑھیں جن میں حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر آباء پر فخر کرنے سے منع فرمایا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالمطلب پر فخر فرمایا: تو اگر جناب عبدالمطلب کافر ہوتے تو حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر فخر نہ فرماتے۔

لہذا یہ حدیث جناب عبدالمطلب کے صاحب ایمان اور موحد پر واضح دلیل ہے ایک حدیث شریف اور ملاحظہ ہو،
حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

نحن بنو عبدالمطلب سادات اهل الجنة

ہم ہو عبدالمطلب سادات اہل جنت ہیں۔

متدرک حاکم جلد 3 صفحہ 333 رقم الحدیث 4933، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

سبل الہدی والارشاد جلد 11 صفحہ 7، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ بھی ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے کہ حضور امامِ الانبیاء، نبی انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کی اولاد ہونے پر فخر فرمایا، معلوم ہوا کہ جناب عبدالمطلب مومن و موحد تھے۔

دیگر روایات جو کہ تقریباً سیرت کی تمام کتب میں ہیں ان سے بھی آپ کے ایمان کی تائید و ثبوت ملتا ہے ہم مختصر اُن کا ذکر کرتے ہیں۔
واقعہ اصحابِ فیل، ایمان عبدالمطلب کی دلیل:

یمن کا بادشاہ ابرہہ جب بیت اللہ شریف کو گرانے کے لیے آیا اور اس کی خبر قریش کو ملی تو انہیں جناب عبدالمطلب نے کہا، ابرہہ اس گھر تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس گھر کا مالک اس کی حفاظت فرمائے گا۔ پھر ابرہہ نے قریش کے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہانک لیں، ان میں چار سو اونٹ جناب عبدالمطلب قریش کے ساتھ سوار ہو کر شبیر پہاڑ پر

جڑھے۔

فاستد انور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جبینہ
کالہلال و انعکس شعاعہ علی البیت الحرام.....
تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ان کی پیشانی میں چاند کی طرح
پھر اور اس کی شعاعیں بیت الحرام پر پڑیں، جب جناب عبدالمطلب کے یہ
ماجرادیکھا تو کہا:-

اے جماعت قریش، واپس ہو جاؤ، تمہارے لیے یہ واقعہ کفایت کرے گا۔ خدا کی
قسم! اس کا نور مجھ سے نکل کر چکر لگانا اس بات کی دلیل ہے کہ کامیابی اور فتح ہماری
ہوگی۔ وہ ٹولیوں میں واپس آ گئے۔ پھر ابرہہ نے اپنی قوم کا ایک آدمی بھیجا۔ وہ آدمی جب
مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو اور جناب عبدالمطلب کے چہرہ پر نظر پڑی تو کانپ اٹھا اور اس
کی زبان تھتھلا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے ذبح کرتے
وقت بیل کی نکلتی ہے۔ پھر جب اسے آفاقہ ہوا تو جناب عبدالمطلب کے سامنے سجدہ میں
گر گیا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم قریش کے سچے سردار ہو۔ مروی ہے کہ
جناب عبدالمطلب ابرہہ کے پاس پئے تو ابرہہ کے سفید عظیم ہاتھی نے ان کے چہرہ کو
دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کے سامنے سجدہ میں گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے
اسے قوت گویائی عطا فرمائی اور وہ بولا:-

السلام علی النور الذی فی ظہرک یا عبدالمطلب
سلام ہواے عبدالمطلب اس نور پر جو تمہاری پشت میں جلوہ فرما ہے۔

الانوار الحمدیہ صفحہ 18-19، حقیقت کتابوی استنبول

زرقاتی علی المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 159-160، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اوصاف نور محمدی کا ان میں قیام پذیر
ہونا اور اس کی برکات تفصیل سے لکھی گئیں۔ جن کو قریش قحط سالی کے وقت بارش کے

لیے اللہ کریم جل جلالہ کے حضور وسیلہ بنائیں تو بارش مل جائے۔ جن کی جبین اقدس سے نکلنے والی نورانی شعائیں فتح و کامرانی کا پیغام سنائیں جنہیں نور محمدی کے حامل ہونے کی وجہ سے جانور تک سجدہ کریں۔ جو شراب تک کو اپنے اوپر حرام کر لیں، بتوں سے نفرت فرمائیں اور ان کی دعائیں درجہ قبولیت پائیں۔

ایسے برگزیدہ انسان کے مومن و موحد ہونے میں کونسا شک باقی رہ جاتا ہے؟ اگر جناب عبدالمطلب کے فضائل و مناقب جو اوپر مذکور ہوئے، کو بنظر انصاف دیکھا جائے تو جناب سردار مکہ حضرت عبدالمطلب کا مومن و موحد ہونا ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح اور ثابت ہو جاتا ہے لیکن مزید روایات و حوالہ جات و تحقیقات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو جائے گا۔

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے ابرہہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے ضعاء نامی شہر میں ایک کلیسا بنایا تھا۔ اس نے شاہ حبشہ کو خط لکھا: میں نے آپ کے لیے ایک گر جاتعمیر کیا ہے میری خواہش ہے کہ آئندہ عرب کے لوگ کعبہ کو چھوڑ کر اس کے معبد میں حج اور طواف کیا کریں جب یہ خبر مکہ میں پہنچی تو نبی کنانہ کے ایک شخص نے غضب میں آکر اس گرجا میں بول و براز کر دیا۔ یہ دیکھ کر ابرہہ آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے کہا: اگر میں نے کعبہ نہ گرایا تو میرا نام بھی ابرہہ نہیں۔

وہ اسی وقت ہاتھیوں کی ایک فوج کے ساتھ کعبہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ وہ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر ٹھہرا، اس نے اپنے ایک سردار کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرے تو وہ سردار قریش کے اونٹ اور دوسرے جانور چھین کر لے آیا، جن میں دو اونٹ جناب حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے اس کے بعد ابرہہ نے کسی کو بھیج کر انہیں بلوایا، ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کی بہت عزت کی اور ترجمان کے ذریعے ان کی بات چیت ہوئی ابرہہ نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟

حضرت عبدالمطلب نے کہا: تم میرے اونٹ واپس کر دو، ابرہہ نے تعجب سے کہا کہ تم کو اونٹوں کی فکر ہے اور خانہ کعبہ کی کوئی فکر نہیں جس کو میں گرانے آیا ہوں، حضرت عبدالمطلب نے کہا: میں اونٹوں کا مالک ہوں، اس لیے اپنے اونٹ مانگ رہا ہوں۔ ولہذا البیت ربہو یمنعہ، خانہ کعبہ کا مالک اللہ ہے وہ اپنے گھر کو خود بچائے گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر مکہ مکرمہ میں لوٹ آئے اور قریش سے کہا: تم لوگ شہر مکہ سے نکل جاؤ اور پہاڑوں کے درمیان پناہ لے لو اور خود چتر آدمیوں کے ساتھ خانہ کعبہ گئے اور وہاں یہ دعا کی ”اے اللہ! ہر شخص اپنا گھر بچاتا ہے تو بھی اپنا گھر بچا، ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور تدبیر، تیری تدبیر پر غالب آجائے اور اگر تو ہمارے قبلہ کو ان پر چھوڑنا چاہتا ہے تو جو چاہتا ہے۔“

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 120-119، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 288، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان

حضرت عبدالمطلب کی ابرہہ سے گفتگو اور آپ کی دعا آپ کے موحد ہونے کی واضح دلیل ہے اور اس سے روز روشن کی طرح یہ بات سامنے آگئی کہ آپ یعنی حضرت عبدالمطلب خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے آپ کا شرک سے اجتناب اور ایمان و توحید سے لگاؤ مندرجہ ذیل اشعار سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

یا رب لا ارجو لہم سواک یا رب فامنع منہم حماکا

ان عدو البیت من عادا کا فامنعہم ان یخربو اقرکا

اے اللہ! تیرے بغیر ان ظالموں کو دور کرنے کے لیے میری کوئی امید نہیں

ہے۔ اے میرے پروردگار! اپنے گھر کی غیر آبادی ان سے روک لے

اور اس کی حفاظت فرما۔ بے شک خانہ کعبہ کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے۔

تو اپنے گھر کے دشمنوں کو اپنے گھر کی غیر آبادی برپا کرنے سے روک لے۔

تاریخ انجیس جلد 1 صفحہ 346، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 121، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 36، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
 سل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 173، پروگریسو بکس لاہور پاکستان
 مندرجہ بالا اشعار کتنی وضاحت سے حضرت عبدالمطلب کے موحد ہونے پر
 دلالت کر رہے ہیں۔

نام مصطفیٰ رکھنے سے استدلال:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جناب عبدالمطلب نے عورتوں سے کہا: اس نومولود کی حفاظت کرنا کیونکہ میں امید
 کرتا ہوں کہ یہ خیر کثیر کو پہنچے گا پھر جب ساتواں دن آیا تو اس کی طرف سے ذبح کیا گیا
 اور قریش کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب سب کھا چکے تو انہوں نے پوچھا اے
 عبدالمطلب! یہ نومولود جس کی تو نے ہمیں دعوت کھلائی ہے اس کا نام کیا رکھا ہے؟
 قال سمیتہ محمد ا کہا کہ میں نے اس کا نام نامی ”محمد“ رکھا ہے (صلی اللہ
 علیہ وسلم) کہنے لگے خاندانی ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا ہے؟

قال اردت ان یحمدہ اللہ تعالیٰ فی السماء و خلقہ فی الارض
 کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی تعریف کرے اور
 مخلوق زمین پر اس کی تعریف کرے۔

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 113، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 115، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 جامع الآثانی مولد النبی الخمار جلد 2 صفحہ 852، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 سل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 374، زاویہ پبلشرز لاہور
 الہدیۃ النہایہ جلد 1 صفحہ 722، دارالاشاعت کراچی پاکستان
 جناب عبدالمطلب نے لوگوں کے سوال کے جواب میں فرمایا: کہ میں نے اپنے

پوتے کا نام ”محمد“ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق ان کی تعریف کرے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کا اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان تھا اور آسمان کا خالق و مالک اسی کو سمجھتے تھے۔ یہی توحید ہے، جناب عبدالمطلب کا یہ فرمانا کہ، یہ خیر کثیر کو پہنچے گا اور انا اعطینک الکونین، یہ غور کرو تو نگاہ عبدالمطلب کی رسائی کہاں تک ہے؟ پتہ چل جائے گا کہ ان کا ایمان کتنا اعلیٰ ہے۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری روایت سے استدلال:

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

جب سیدہ آمنہ بنت وہب کے ہاں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو انہوں نے جناب عبدالمطلب کی طرف ایک خوشخبری دینے والے کو بھیجا جب وہ آپ کے پاس آیا تو اس اس وقت حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ارد گرد آپ کے بیٹے اور قوم کے کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

تو آنے والے نے خوشخبری دی کہ آمنہ کے گھر بیٹے کی ولادت ہوئی ہے، یہ سن کر عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ اٹھے اور جوان کے ساتھ وہاں لوگ تھے سبھی اکٹھے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ (خرق عادت) دیکھا۔ جوان سے کہا گیا اور جن باتوں کا ان کو حکم دیا گیا وہ سب حضرت عبدالمطلب سے کہہ دیں۔

عبدالمطلب سرکار علیہ السلام کو لے کر کعبہ میں آئے۔

وقام عندها يدعو الله ويشكر ما اعطاه

اور وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی عطا پر شکر گزار ہوئے اور پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

هذا الغلام الطيب الاردن

الحمد لله الذي اعطاني

اعيذه بالله ذي الاركان

قدسا دفي المهد على الغلمان

تمام تعریفیں اس اللہ پاک جل جلالہ کی جس نے ہمیں یہ نئی بچہ عطا فرمایا۔
پنگوڑھے میں ہی اس نے تمام بچوں کی سرداری حاصل کر لی۔ میں اسے اللہ تعالیٰ
جل جلالہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو تمام ارکان کا مالک ہے۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت
حافظ ابن کثیر نے دو اشعار اور بھی نقل کیے ہیں: ملاحظہ ہوں۔

دی همہ لیس له عینان حتی اراه رافع اللسان
انت الذی سمیت فی القرآن فی کتب ثابتہ المثنی
احمد مکتوب علی اللسان

ترجمہ اشعار: صاحب ہمت ہیں، ان کا کوئی سردار نہیں، میں انہیں کا چرچہ
لوگوں کی زبان پر سنوں۔

تم وہ ہو کہ جن کا تذکرہ سابقہ کتابوں میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی
آخری کتاب قرآن میں ان کا نام احمد عام و خاص کی زبان پر جاری ہوگا۔

البدایہ والنہایہ ترجمہ نام تاریخ ابن کثیر جلد 1 صفحہ 721، دارالاشاعت کراچی

جی قارئین! مندرجہ بالا اشعار آپ نے پڑھے جو کہ جناب حضرت عبدالمطلب
کے ہیں۔ ان اشعار سے حضرت عبدالمطلب کا موحّد ہونا، اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک
ماننا، اس پر ایمان رکھنا، اللہ کی بارگاہ میں دست دعا پھیلاتا واضح طور پر ثابت ہوا

ایک عام آدمی بھی مندرجہ بالا اشعار کو پڑھے گا تو با آسانی اس نتیجے پر پہنچ جائے گا
کہ یہ کلام کسی ایسے انسان کا ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے چہ
جائیکہ کوئی خود کو عالم کہلانے یا سمجھنے والا اس بات کو نہ سمجھے یا پھر اسے سمجھنے کی توفیق نہ ہو
کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا کردہ توفیق سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

اللہ کی گر توفیق نہ ہو انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں

حضرت عبدالمطلب کے اشعار ملاحظہ فرمائیں اور غور فرمائیں:-
 اللهم انت الملك الحمود ربى انت المبدى المعيد
 ترجمہ اشعار:

(1) اے اللہ تو بادشاہ اور قابل تعریف ہے۔ میرے پروردگار تو ہی ابتداء میں
 سب کو پیدا کرنے والا ہے اور پھر ان کا اعادہ کرنے والا ہے۔
 (2) تو چاہے جیسے بھی مجھے الہام سے نواز دے اور اس جگہ اگرچہ لوہا اور سونا
 رکاوٹ کیوں نہ ہو۔

(3) بلاور آج کے دن تو اپنے ارادے کو واضح کر دے میں نے تو پختہ نذر مانی
 ہوئی ہے اور مجھے اس سے پھر جانے کی ہمت ہی نہ دے۔

الہدیۃ النحلیۃ جلد 1 صفحہ 704، دارالاشاعت کراچی پاکستان

واقعہ چاہ زمزم سے استدلال:

حضرت امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-
 حضرت عبدالمطلب حطیم کعبہ میں سوئے ہوئے تھے۔ ان کے پاس کوئی آیا اور ان
 سے کہا گیا۔ برہ کھودو۔ انہوں نے کہا کہ برہ کیا ہے؟ وہ آدمی چلا گیا۔ دوسرے روز جب
 وہ سوئے ہوئے تھے تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور انہیں کہا: مضمونہ کھودو۔ انہوں نے
 پوچھا مضمونہ کیا ہے؟ وہ شخص پھر چلا گیا۔ تیسرے روز آپ اپنے بستر میں سوئے تو اس
 نے کہا: وہ چشمہ ہے جو نہ تو کبھی خشک ہوگا اور نہ اس کی مذمت کی جائے گی۔ حاجیوں
 کے بڑے بڑے گروہ اس سے سیراب ہوں گے۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب قریش
 کے پاس گئے اور انہیں فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ مجھے زم زم کی کھدائی کا حکم دیا گیا ہے؟
 قریش نے کہا: کیا تمہارے لیے بیان کر دیا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے؟

آپ نے کہا: نہیں، قریش نے کہا: اپنے بستر پر لوٹ جائیں جب تم نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اگر یہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہوا تو عنقریب یہ تفصیل تم سے بیان کر دی جائے گی۔ اگر یہ شیطان کی طرف سے ہوا تو پھر یہ خواب دوبارہ نہیں آئے گا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بستر کی طرف آگئے تو پھر خواب آیا اور ان کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا گیا۔

سل البدی والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 141، پروگریسو بکس لاہور

البدلیۃ والصلیۃ جلد 1 صفحہ 702، دارالاشاعت کراچی

سیرت ابن ہشام معروض الالف جلد 1 صفحہ 322، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ہاتھ غیبی کے ذریعے جناب عبدالمطلب کو چاہ زم زم کی کھدائی کا حکم دینا بھی آپ کے موحّد و صاحب ایمان ہونے کی واضح دلیل ہے۔ پھر جب قریش مکہ نے اعتراض کیا اور ایک کاہنہ کو اپنا منصف مانا اور فیصلہ کروانے کے لیے چل پڑے۔ شام اور حجاز کے درمیان ریگستان تھا۔ جب وہ اس ریگستان تک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے پانی ختم ہو گیا حتیٰ کہ ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اپنی قوم سے پانی مانگا۔ انہوں نے کہا: ہم تمہیں پانی نہیں دے سکتے۔

ہمیں بھی تمہاری طرح پانی کی قلت کا خطرہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: ہماری وہی رائے ہے جو آپ کی رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی قبر کھودے۔ تم میں سے جب کوئی مرجائے تو اس کے ساتھی اس کی قبر میں اس کو دفن کر دیں گے حتیٰ کہ تم میں سے آخری شخص اپنے ساتھی کو دفن کر دے گا۔ ایک شخص ضائع ہو جانا سب کے ضائع ہو جانے سے بہتر ہے۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ پھر انہوں نے کہا: بخدا خود کو یوں موت کے آگے پھینک دینا اور پانی تلاش نہ کرنا کمزوری ہے۔ پانی تلاش کرو! شاید اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب کر دے، روانہ ہو جاؤ۔

سارے ساتھی بھی عازم سفر ہوئے اور جناب عبدالمطلب بھی روانہ ہونے لگے جب آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے اور اسے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے قدموں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور آپ کے ساتھیوں نے تکبیر کہی۔ سب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ عبدالمطلب کے حق میں دیا ہے۔

سل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 142، پردگریو بکس لاہور پاکستان

البدایہ والنہایہ جلد 1 صفحہ 703، دارالاشاعت کراچی پاکستان

دیکھئے! اللہ کریم کی رحمت کس طرح جناب عبدالمطلب کے شامل حال رہی اور تائید ربانی ہر موڑ پر جناب عبدالمطلب کے ساتھ رہی۔ یہ بھی آپ کے مؤحد ہونے کی دلیل ہے۔

تائید ربانی کی پھر ہدایت:

چونکہ حضرت عبدالمطلب اس پانی (یعنی زم زم) کو انتہائی متبرک سمجھتے تھے اس لیے پینے کے علاوہ کسی اور ضرورت میں صرف کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، لیکن عام لوگوں نے اس کے تقدس کو ملحوظ نہ رکھا اور دیگر ضرورت میں بھی استعمال کرنے لگے۔

ایک دن جناب عبدالمطلب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس پانی سے نہا رہا ہے۔ انہیں بے حد غصہ آیا..... ایسا مبارک پانی اور اسے غسل و طہارت کے کام میں لایا جائے! دن بھر کڑھتے رہے اور اسی پریشانی کے عالم میں سو گئے..... خواب میں حکم ملا۔

قل! انی لا حلہا لمغتسل، وہی لشارب حل وبل..... ثم

کفتہم

لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں اس پانی سے نہانے کی اجازت نہیں دے سکتا، یہ تو صرف پینے والوں کے لیے حلال و مباح ہے..... پھر آپ بے فکر ہو جائیں..... جناب حضرت عبدالمطلب کی یہ پریشانی بھی دور ہو گئی..... انہوں نے حرم شریف میں تمام لوگوں کے سامنے اعلان کیا۔

انی لا احلها المغتسل وهی لشارب حل وبل

یہ ایک خدائی اعلان تھا..... پھر اس کی مخالفت کرنے والوں کو سزا کیوں نہ ملی؟
پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص بھی اس پانی کی حرمت پامال کرتا، کسی نہ کسی بیماری
میں مبتلا ہو جاتا، تھوڑے ہی عرصے میں آب زم زم کی حرمت و نظافت لوگوں کے ذہن
نشین ہو گئی اور انہوں نے دیگر ضرورتوں کے لیے استعمال کرنا چھوڑ دیا۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد 1 صفحہ 53، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
البدایہ والنہایہ جلد 1 صفحہ 704، دارالاشاعت کراچی

انتخاب حلیمہ اور عبدالمطلب پر عنایت کریمہ:

جب حضور جان کائنات، فخر موجودات، فخر کائنات، شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی اور پھر جب حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے وجود مقدس سے اپنی گود کو شرف بخشنے کے لیے شہر مکہ میں داخل ہوئیں تو
بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

بنی تو محمد کی دائی حلیمہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آگے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سینے:-

ان عبدالمطلب سمع وقت دخول حلیمہ ہا تنفا یقول
حضرت عبدالمطلب نے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ کے مکہ شریف میں
داخل ہوتے وقت ایک غیبی آواز سنی۔

ترجمہ اشعار: سیدہ آمنہ کا نور نظر جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) امین اور تمام لوگوں
سے بہتر اور اچھوں سے اچھا ہے۔ حلیمہ سعدیہ کے علاوہ ان کی کوئی دودھ پلانے والی
نہیں، جو صاف لباس والی اور صاف چادر والی ہے۔ ہاں سیدہ آمنہ بڑی نیکی کی مالک
ہیں۔ حلیمہ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں اور شرم و حیا کی پیکر ہیں ان کے سوا کسی اور
کے سپرد نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو غالب اور قدرت والا ہے۔

زرقانی علی الموابہ جلد 1 صفحہ 264، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

عبداللہ، نام رکھنے سے استدلال:

جناب عبدالمطلب نے اپنے پیارے صاحبزادے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کا نام ”عبداللہ“ رکھنا بھی آپ کے موجد ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ نے یہ نام بھی ہدایت خداوندی سے رکھا تھا۔ چنانچہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ایک مرتبہ جناب عبدالمطلب گھر سے نکلے تو ان کے ساتھ ان کے بیٹے جناب عبداللہ بھی تھے۔ خاندان قریش میں سب سے زیادہ حسین اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ جناب عبدالمطلب کی اولاد میں سے جناب عبداللہ کامل ترین، خوبصورت ترین اور محبوب ترین شخص تھے۔

وقد هدى الله تعالى والده فسماه باحب الاسماء الى الله

تعالیٰ

اور اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو ان کا نام رکھنے کی خصوصی ہدایت و رہنمائی فرمائی کیونکہ ان کا نام وہ نام ہے جو از روئے حدیث اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو تمام ناموں سے زیادہ محبوب ہے یعنی عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

انسان الیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 48، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دعوت غور و فکر:

مندرجہ بالا تحقیق و روایات و احادیث سے جناب عبدالمطلب کے بارے میں جو کچھ سامنے آیا وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جناب عبدالمطلب نے کہا۔ وہ مالک ہے، وہ محمود ہے۔ وہ میرا پروردگار ہے، وہ تمام کو ابتدا پیدا کرنے والا ہے، پھر وہی اعادہ کرنے والا ہے۔

اس کا حکم اٹل ہے وہ میری طرف الہام کرتا ہے۔ ہدایت خداوندی سے چاہ زم زم کی کھدائی، الہام زبانی سے حضرت عبداللہ کا نام۔ غیبی تائید و توثیق سے آقا کریم علیہ

السلام کا نام، ابرہہ بادشاہ سے گفتگو کے دوران کریم جل جلالہ کو کعبہ کا مالک قرار دینا۔
 پھر کعبہ میں آکر بارگاہ رب العالمین میں دعا کرنا۔ ان خیالات کا اظہار ان کے پختہ
 مسلمان ہونے کی صراحت کرتا ہے۔ کفر و شرک سے بیزاری ظاہر ہوتی ہے۔ 360 بتوں
 کے درمیان کھڑے ہو کر پھر بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا کرنا کیا یہ کسی کافر سے متوقع ہے؟
 لہذا معلوم ہوا کہ جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سچے مسلمان اور پکے موحّد تھے۔
 کفر و شرک سے بالکل بری اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے مخلص بندے تھے۔ ان خیالات
 اللہ سے دعا، زم زم کی کھدائی کے بعد دعا، عبد اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب افعال و
 خیالات کا اظہار ان سے کسی نے زبردستی نہیں کروایا اور نہ ہی کوئی ان پر زبردستی کر سکتا ہے
 کیونکہ مکہ کے سردار تھے جو ابرہہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے ہیں تو ان کو
 ذرا اور خوف کس کا۔

معلوم ہوا انہوں نے جو کیا اور جو کہا سب دل کی گہرائیوں سے کیا اور کہا اور یہ سب
 ان کے موحّد و مومن و مسلم ہونے کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض:

عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 جارہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک ایک عورت دیکھی جس کے بارے میں
 ہمارا گمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہچانا نہیں، جب وہ راستے کے درمیان
 میں تشریف لے آئیں، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو معلوم ہوا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے نکلنے
 کی وجہ پوچھی تو عرض گزار ہوئیں کہ اس گھر والوں کے ہاں آئی تھی تاکہ ان کی میت کے
 لیے تعزیت اور بخشش کی دعا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ان کے ساتھ
 قبرستان بھی گئیں تھیں؟ عرض کیا: معاذ اللہ۔ میں ان کی میت کے لیے وہاں کیسے جاسکتی
 ہوں حالانکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سن رکھا ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تو ان کے ساتھ قبرستان جاتی تو اتنی دیر تک جنت نہ دیکھ سکتی جب تک تیرے باپ کے دادا (یعنی عبدالمطلب) نہ دیکھ لیتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالمطلب جنت میں نہیں جائیں گے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ مسلمان و موحد نہ تھے، بلکہ کفر و شرک پر ان کا خاتمہ ہوا۔

جواب:

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ پاک کو مذکورہ ارشاد فرمانا اس وقت کی بات ہے جب عورتوں کو قبرستان جانے کی ممانعت موجود تھی۔ اب اگر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہ بفرض محال قبرستان تشریف لے بھی جاتیں تو اس جانے سے وہ ایمان سے تو خارج نہیں ہو جاتیں یہ احتمال بھی تب ہو سکتا ہے جب قبرستان جانے کو گناہ کبیرہ بلکہ کفر سمجھا جا جائے، جبکہ اس کی نوعیت یہ ہے کہ شریعت نے بعد میں خود ہی اجازت دے دی۔ تو کیا شریعت کسی ایسے کام کی اجازت دے سکتی ہے جو کہ کفر ہو اور جنت دیکھنے سے بھی مانع ہو؟

تو اب ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ پاک کہ یہ بارت بطور تہدید فرمائی۔ اگر تہدید پر محمول نہ کریں اور نہ ہی اس سے کفر لازم آتا ہے تو پھر ظاہری مفہوم کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم قبرستان جاتیں تو پھر جنت میں اس وقت داخل ہوتی جب عبدالمطلب داخل ہوتے (یعنی دیر سے) ایک اور بات یہ بھی ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ فاتمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ باقی مومن عورتیں تو جنت میں ہوں اور سیدہ پاک کو قبرستان جانے کی وجہ سے خارج از جنت قرار دیا جائے تو کیا فرمان رسول کی صریح خلاف ورزی نہیں گی؟

لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ فرمان بطور تہدید تھا اس سے جناب جد مصطفیٰ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا کفر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

باب نمبر 4:

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہو کر ایمان لانا

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین سچے اور سچے موجد تھے۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے تھے اور اسی کی وحدۃ لا شریک مانتے تھے، انہوں نے کبھی بھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا اور نہ ہی ثابت ہے، عقیدہ توحید پر ہی وہ زندہ رہے اور اسی عقیدہ پر ان کا وصال ہوا، تاہم اللہ کریم جل جلالہ نے اعزاز و وجاہت مصطفیٰ کی خاطر آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کو زندہ کیا اور وہ دین اسلام و شریعت محمدیہ کی تفصیلات پر ایمان لا کر امت محمدیہ میں داخل ہوئے۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس نبی علیہ السلام کو جو بھی معجزہ دیا گیا یا خصوصیت دی گئی اس سے بڑھ کر یا اس کی مثل ہمارے نبی حضور الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دی گئی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ دیا گیا کہ وہ قبر کے مردوں کو زندہ فرماتے تھے۔

تو ضروری ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی مثل دی گئی ہو، ہر چند کہ بکری کے گوشت نے آپ سے کلام کیا کہ مجھ میں زہر ہے اور کھجور کے تنے نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا، یہ بھی مردوں کو زندہ کرنے کی مثالیں ہیں لیکن اس کے قریب ترین اور صحیح ترین اور اس کی مثال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو زندہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے چنانچہ:

امام ابو حفص عمر بن احمد المعروف بابن شامین متوفی ہجری 358 لکھتے ہیں:-

تعارف ابن شامین:

علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ:

ابن شامین کا خطیب نے ذکر کیا کہ میں ان سے سب سے پہلے حدیث حاصل کرنے والا ہوں، قاضی ابوالحسین محمد بن علی ہاشمی نے کہا کہ ہمیں ابن شامین نے بتایا کہ میری پیدائش ہجری 297 میں ہوئی۔

اور حدیث کی سب سے پہلی کتاب میں نے ہجری 308 میں لکھی میں نے 330 بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک تفسیر کبیر ہے جو ایک ہزار جز پر مشتمل ہے، ایک مسند جو 1500 اجزاء پر مشتمل ہے، ایک تاریخ جو ایک سو پچاس اور ایک الزہد جو 100 اجزاء پر مشتمل ہے۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 313، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الکتی والالاقاب جلد 1 صفحہ 324 بحوالہ نورالہین صفحہ 364، فرید بکسٹال لاہور

جی ہاں یہی ابن شامین جن کے بارے میں علامہ زرقانی لکھتے ہیں:-

الحافظ الکبیر الامام المفید

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 313، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

یہی ابن شامین اپنی سند کے ساتھ ام المومنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون پر افسردہ اور غمزدہ اترے، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ وہاں ٹھہرے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی لوٹے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مقام حجون پر غمزدہ اترے تھے، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی واپس لوٹے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تو

اللہ تعالیٰ نے میری امی جان کو زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کر دی۔

النسخ والمسنوخ من الحديث صفحہ 284 رقم الحديث 630، دار الكتب العلمية بيروت لبنان
اس حدیث شریف کو علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے: ملاحظہ ہو۔
المواہب اللدیۃ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 15-314، دار الكتب العلمية بيروت لبنان
علامہ عبدالباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا، ملاحظہ ہو:
زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 314، دار الكتب العلمية بيروت لبنان
الامام، الحافظ، شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد القسبی دمشقی المعروف ابن ناصر
الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا، ملاحظہ ہو:-
جامع الآثار فی مولد النبی القاری جلد 2 صفحہ 1083، دار الكتب العلمية بيروت لبنان
امام اسماعیل بن محمد العجلونی الجراح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے،
دیکھو!

كشف الخفاء وندیل الالباس جلد 1 صفحہ 62 مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان
الامام الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیاربکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو
نقل کیا ہے۔

تاریخ تخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 422، دار الكتب العلمية بيروت لبنان
امام علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بھی
اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

الذکر فی احوال الموتی وامور الآخرة جلد 1 صفحہ 60، فرید بکسال لاہور

امام سہیلی کی تحقیق:

امام ابوالقاسم، عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:
حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے رب تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری فرمادی۔

روض الانف علی ہاشم ابن ہشام جلد 1 صفحہ 381، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

علامہ حافظ محبت الدین احمد بن عبد اللہ الطبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:-

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون پر جلوہ گر ہوئے اور بہت غمزہ اور پریشان تھے پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا وہاں آرام فرما ہوئے پھر بہت خوش خوش واپس تشریف لائے اور فرمایا:-

سالت ربی عزوجل فاحیالی امی فامنت بی ثم ردھا

میں نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں التجاء یک تو اس نے میری والدہ محترمہ کو زندہ فرمایا بس وہ مجھ پر ایمان لائیں اور پھر ان پر موت طاری کر دی گئی۔

ذخائر الہدی فی مناقب ذوالقربی جلد 2 صفحہ 617، انتشارات کلمۃ الحق ایران

مختصر الذکرہ شعرانی صفحہ 6، دار الفکر بیروت لبنان

السابق واللاحق صفحہ 377، دار طیبہ ریاض عرب شریف

عیوان الاثر جلد 1 صفحہ 131، دار المعرفہ بیروت لبنان

الحلاوی للعتاوی جلد 2 صفحہ 218، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

القائمة السندیة صفحہ 578، مئسہ الرسالہ بیروت

جامع الاثار فی مولد النبی المختار جلد 2 صفحہ 1083، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرة جلد 1 صفحہ 60، فرید بکسٹال لاہور

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ:

ابوبکر احمد بن علی الخطیب نے کتاب ”السابق واللاحق“ اور علامہ ابن شامین نے

اپنی کتاب ”الناسخ والمنسوخ“ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

آپ بیان فرماتی ہیں کہ حجتہ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”عقبہ الحجون“ کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زنجیدہ و غمگین ہو کر رونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ سے میں بھی روئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دم سواری سے اترے اور مجھ سے فرمایا: اے حمیراء! آپ یہیں ٹھہریں۔

پس میں اونٹ کے ایک طرف ہو کر فیک لگا کر بیٹھ گئی، کافی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی خوش و خرم اور مسکرا رہے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ آپ میرے پاس سے انتہائی غمگین، کبیدہ خاطر اور گریہ کنناں تشریف لے گئے تھے، اور میں آپ کے رونے کی وجہ سے روتی رہی اور اب آپ نہایت شاداں و فرحاں تبسم کنناں تشریف لا رہے ہیں، اس خوشی کا سبب؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امی جان سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے غرض کی کہ میری امی جان کو زندہ فرما تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ انہیں عالم برزخ کی طرف واپس فرما دیا۔

الذکر فی احوال الموتی وامور الآخرة جلد 1 صفحہ 60، فرید بکستان لاہور

امام شیخ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف میں لکھتے

ہیں:-

احیاء ابو ی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اعنابہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

المقاصد الحسنہ صفحہ 44 رقم الحدیث 36، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ امام اسماعیل بن محمد العجلونی الجراح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

کشف الخفا جلد 1 صفحہ 61 رقم الحدیث 150، موسسۃ الرسالہ بیروت

احیاء والدین مصطفیٰ اور اقوال علماء:

شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 شرح قصیدہ اُمّ القری لکھتے ہیں:-

تم نے کلام ناظم سے یہ جان لیا کہ یہ احادیث مبارکہ صراحتاً اور معناً واضح کر دیتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء اور مائیں حضرت آدم اور حوا سے لے کر کوئی کافر نہیں کیونکہ کافر کو اعلیٰ پاک اور بزرگ نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ سراپا پلید ہیں جیسا کہ فرمان ہے، مشرک نجس ہیں اور احادیث نشاندہی کر رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اعلیٰ، افضل اور پاک ہیں، وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تک اہل فترت ہیں اور نص صریح کے مطابق مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک اسی طرح دوسروں کے درمیان بھی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

وہ آپ کا سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہونے کی بھی دیکھتا ہے۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مراد ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف نور کا منتقل ہونا ہے۔ تو یہ صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جتنی ہیں کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور فضیلت والے ہیں اور یہی بات حق ہے، بلکہ ایک حدیث میں جس کے متعدد محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں طعن کرنے والے کی طرف توجہ ہی نہیں دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور فضیلت ہے۔

جواہر البحار جلد 2 صفحہ 90، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے والدین مصطفیٰ کے زندہ ہو کر ایمان لانے والی کے بارے میں کہا کہ اسے متعدد حفاظ حدیث نے صحیح کیا ہے اور اس میں طعن کرنے والے کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔

امام ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1005 لکھتے ہیں:
ہر فوت شدہ کافر پر لعنت کرنا جائز ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے بارے میں ثابت ہے کہ زندہ ہو کر اسلام لائے تھے۔

الاشاہ والنظار ص 453

امام احمد شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کا مسلمان ہونا ہی حق ہے بلکہ حدیث ہے جیسے متعدد حفاظ نے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں طعن کرنے والوں کی طرف تک نہیں کی جائے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔

نسیم الریاض جلد 4 صفحہ 414، ادارہ تالیفات اشرفیہ لبنان

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ احمالہ اباہ وامہ وامناہ

بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا

اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

الجامع لاحکام القرآن جلد 2 صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ ابن عابد بن شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرم کی وجہ سے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ

حدیث میں ہے: جسے امام قرطبی اور حافظ ناصر الدین دمشقی نے صحیح قرار دیا ہے اور یہ تمام

بطور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوا۔

رد المحتار جلد 3 صفحہ 202، دار الفکر بیروت لبنان

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

وان كان فيه ضعف لا وضع خلافا لمن رغمه، على ان بعض المتأخرين الحفاظ صححه

اگرچہ اس حدیث میں ضعف ہے مگر موضوع نہیں جیسا کہ بعض نے گمان کیا علاوہ ازیں متأخرین حفاظ محمد ثنین میں سے بعض نے اسے صحیح کیا ہے۔

اشرف الوسائل الی الفہم الشائل صفحہ 39، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دوسرے مقام پر مزید فرماتے ہیں کہ

حدیث احیاء امہ حتی امت رَوَاهُ جماعة و صححه بعض الحفاظ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے زندہ ہو کر ایمان لانے والی حدیث ایک پوری جماعت نے روایت کیا اور بعض حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے۔

اشرف الوسائل الی الفہم الشائل صفحہ 252، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

عطائے رسول فی الہد: عاشق رسول، محقق علی الاطلاق حضرت سیدنا شیخ محمد عبدالحی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052 لکھتے ہیں کہ:

وحدیث احیائے والدین اگرچہ بذات خود ضعیف است لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند آبر بعد و طرق“

احیائے والد والی حدیث اگرچہ بذات خود ضعیف ہے مگر اسناد کی وجہ سے محدثین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے

اشعۃ اللمعات جلد 1 صفحہ 718، نولکشور بھارت (ہند)

شرح مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 927، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

مشہور محدث حافظ ابن ناصر الدین دمشقی لکھتے ہیں کہ:
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فضل پر فضل دینا پسند فرمایا اور اللہ تعالیٰ آپ پر بہت مہربان ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ اور آپ کے والد کو زندہ کیا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہو۔ تجھے اللہ تعالیٰ اس پر قدرت تسلیم کر لینی چاہیے، اگرچہ جس حدیث میں یہ واقعہ آیا ہے وہ ضعیف ہے۔

القاصد المحمد صفحہ 45، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

صاحب کنز العمال علامہ علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علامہ طاہر بنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ دمشقی کے یہ اشعار نقل کیے اور اس حدیث کو تسلیم کیا ملاحظہ ہو۔

مجمع البحار الانوار جلد 5 صفحہ 236، مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ

شیخ اسماعیل بن محمد العلجوانی الجراح رحمۃ اللہ علیہ ہجری 1163 نے بھی یہ اشعار نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو۔

كشف الخواذل الباس جلد 1 صفحہ 62، موسسۃ الرسالہ بیروت

الامام الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ اشعار دمشقی نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو۔

تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 423، دارالکتب العلمیہ بیروت

لبنان

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھے ہیں دیکھو۔

المواہب اللدیہ جلد 1 صفحہ 116، فرید بکناں لاہور پاکستان

علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان اشعار کو نقل کیا جن کا ترجمہ آپ گزشتہ طور میں پڑھ چکے ہیں، ملاحظہ ہو۔

شرح الزرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 348، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ عجلونی لکھتے ہیں کہ احیائے مصطفیٰ والی حدیث کو

ابن شامین، خطیب بغدادی، دارقطنی اور ابن عساکر نے بسند ضعیف روایت کیا ہے اور یہ حدیث باتفاق حفاظ ضعیف ہے اگرچہ اسے موضوع کہا بعض لوگوں نے لیکن صحیح اور صواب یہ ہے حدیث ضعیف ہے۔

کشف الخفا و ذیل الالباس جلد 1 صفحہ 63-62، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

احیاء والدین والی حدیث شریف کو موضوع کہنے والوں کے لیے علامہ سہیلی کی عبادت بہت بہت خوب رہے گی چنانچہ علامہ سہیلی فرماتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت اور قدرت سے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عزت و کرامت کے اس مقام رفیع پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو فضل و کرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کر دے اور اپنی مرضی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انعام و اکرام کرے۔

روض الانف جلد 1 صفحہ 382، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

المحدثات حضرات کے نواب صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے چنانچہ مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالوی متوفی ہجری 1307 لکھتے ہیں کہ:-

اسی طرح اللہ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے۔

الشمسۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ صفحہ 71، فاران اکیڈمی لاہور۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوبصورت بات لکھتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا تو شرعی طور پر محال ہے اور نہ ہی عقلی طور پر کیونکہ قرآن پاک میں کئی مردوں کا زندہ ہونا بیان ہوا ہے مثلاً بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کی خبر دینا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور معجزہ مردوں کو زندہ کرنا۔ جب یہ تمام حقائق ثابت ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے میں کون سی چیز مانع ہے؟ بلکہ یہ چیز حضور علیہ السلام کی فضیلت میں اضافہ کرنے والی ہوگی جبکہ اس سلسلے میں احادیث بھی وارد ہیں۔

الذکر فی احوال الموتی و امور الآخرة جلد 1 صفحہ 63، فرید بکسٹال لاہور

اعتراض:

مرنے کے بعد زندہ ہو کر ایمان لانا تو قابل قبول ہی نہیں لہذا یہ درست نہیں کہ والدین مصطفیٰ کو زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لائے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی خوبصورت دیا ہے آپ لکھتے ہیں کہ:-

یہ اعتراض مردود ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آفتاب کو غروب ہونے کے بعد واپس لوٹایا، اب اگر غروب ہونے کے بعد سورج کو واپس لوٹانے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ ڈوبے سورج کو واپس لانے سے وقت میں تجدد پیدا نہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کو کیوں لوٹاتا؟ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا ان کے لیے فائدہ مند ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی امت کا ایمان لانا ان کے لیے فائدہ مند ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی امت کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ان کی توبہ اس وقت قبول فرمائی جب کہ وہ عذاب سے ملتے تھے۔ جیسا کہ بعض اقوال میں آیا ہے اور یہ ظاہر قرآن ہے۔

اللہ کرہ فی احوال الموتی وامور الآخرة جلد 1 صفحہ 63، فرید بکسال لاہور پاکستان

علامہ سیوطی کا اظہار پسندیدگی

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب پر اظہار پسندیدگی اور توثیق کرتے ہوئے اپنی کتاب نشر العالمین المہینین فی احیاء الابوین الشریفین میں لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ یہ قرطبی کی نہایت عمدہ تحقیق ہے اور ان کا سورج لوٹنے سے تجارت وقت پر استدلال بہت ہی خوبصورت ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس پر ادا نماز کا حکم مرتب کیا ہے، ورنہ رجوع کا کیا فائدہ؟ کیونکہ عصر کی قضاء غروب آفتاب کے بعد ہو سکتی ہے۔

ایمان والدین مصطفیٰ صفحہ 389، جاز پبلی کیشنز لاہور

تاجدار گولڑہ کی تحقیق

مہر الاولیا، ضیاء شمس، فاتح قادیانیت، بحر العلوم حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

محققین و اہل فقہ و حدیث نے اسلام ابوین شریفین حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو احادیث سے ثابت کیا ہے بلکہ جمیع آباء و اصحاب حضرت سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک پایہ ثبوت کا پہنچانا ہے۔ احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کہ الہی میرے والدین کو زندہ فرما کر مشرف باسلام کر۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کا سوال منظور فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرما کر مشرف باسلام کیا اور اس حدیث کی علماء متقدمین نے تضعیف بھی کی ہے۔

لیکن متاخرین محققین نے حدیث احیاء کی تصحیح و تحسین کئی طرح سے فرمائی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اُن احادیث سے کہ جن کو متقدمین محدثین نے روایت کیا متاخر ہے گویا کہ یہ علم متقدمین سے ایک گونہ پوشیدہ و مستور تھا اور متاخرین پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس کو کھول دیا۔

علامہ شامی و طحاوی نے بھی اسلام ابوین شریفین کا مسئلہ بغرض اثبات اسلام آئنا کیا ہے۔

فتاویٰ مہریہ صفحہ 16 پرنٹنگ پروفیشنل لاہور

آگے مزید پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحث کی ہے اور فتاویٰ شامی و طحاوی کی مفصل عبارت نقل کی ہیں اور فتاویٰ شامی کے حوالے سے اس اعتراض جواب تحریر فرمایا،
ملاحظہ ہو!

یہ اعتراض کہ موت کے فرشتوں کو دیکھنے کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو موت کے بعد ایمان کیسے نفع دے گا؟
اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہے۔

فتاویٰ شامی جلد 3 صفحہ 202، دار الفکر بیروت

فتاویٰ مہریہ صفحہ 21، پرنٹنگ پریس نیشنل لاہور

تحقیق مبہانی:

عاشق رسول حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل مبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اپنے وصال کے بعد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اترے بڑے غمگین اور اداس ہو کر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے، پھر خوش ہو کر واپس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے میری والدہ ماجدہ کو زندہ کیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اپنی قبر میں لوٹ گئیں۔

اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم اور والدہ محترمہ دونوں زندہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اس کو علامہ سیلی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا۔

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں لکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائل لگاتار زیادہ ہوتے رہے وقت وصال باکمال تک انہی فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لے آئے یہ بات نہ عقلاً ناممکن ہے اور نہ شرعاً۔ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہو کر ایمان لانا اور اپنے قاتل کی خبر دینا مذکور ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا قرآن میں کئی مقامات پر مذکور ہے۔

علامہ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پے در پے فضل فرمایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت لطف فرمانے والا ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امی جان کو زندہ کیا اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کو بھی، تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، یہ اللہ کا فضل اور لطف تھا، پس اس بات کو مان لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اگرچہ حدیث اس بارے میں مسند کے اعتبار سے ضعیف ہی ہو۔

فتاویٰ مہریہ صفحہ 17-18 پر شک پر فیشلو لاہور

الانوار الحمدیہ میں المواہب اللدیۃ صفحہ 34، حقیقت کتابوی، ترکی استنبول

محدث کبیر، مفسر شہیر، امام اجل، عارف کامل حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں کہ:

ان الله احياله ابو يه حتى امان به، وهد المسلك مال اليه طائفه
كثيرة من حفاظ المحمدين و غير هم، منهم ابن شاهين،
والحافظ ابوبكر الخطيب البغدادى، والسهيلى والقرطبي،
ولمحب الطبري، والعلامة ناصر الدين بن المنير وغير هم،
بے شک والدین مصطفیٰ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور یہ مسلک مجددین کی
ایک جماعت کا ہے جن میں ابن شامین، خطیب بغدادی، علامہ سہیلی قرطبی،

علامہ محبت طبری اور علامہ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

الحادی للمعاوی جلد 2 صفحہ 218، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث احیاء کی استنادی حیثیت پر گفتگو کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:-

هذا لحديث ضعيف باتفاق المحدثين بل قيل انه موضوع

لكن الصواب ضعفه ولا وضعه و قد الفت في بيان ذلك

جدا مفردا

محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگرچہ موضوع بھی کہا گیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور میں نے اس پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔

الحادی للمعاوی جلد 2 صفحہ 218، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

عطاء رسول فی الہند، شیخ الحدیث، محقق علی الاطلاق حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث احیاء والدین کو ابن شاہین خطیب بغدادی اور علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے ملاحظہ ہو:-

مأبوت بالسنة في ايام لسنة 91، دارالاشاعت كراچی پاکستان

اعتراض:

آپ کی مندرجہ بالا تحقیق سے یہ تو واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا اور وہ ایمان لائے اور پھر ان کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا اور وہ ایمان لائے اور پھر ان کو عالم برزخ کی طرف بلایا گیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث تو سنداً ضعیف ہے۔ جب یہ ہے ہی ضعیف حدیث تو اس سے آپ کا موقف کیسے ثابت ہوگا کیونکہ حدیث ضعیف تو قابل استدلال نہیں ہوتی۔

جواب:

بے شک ضعیف حدیث قابل استدلال نہیں ہوتی لیکن کہاں؟ عقائد و احکام و حلال و حرام میں تو ضعیف سے استدلال نہیں کیا جاسکتا جہاں فضائل کا تعلق ہو تو باتفاق محدثین قابل قبول اور معتبر ہوتی ہے۔

اور والدین مصطفیٰ کا زندہ ہونا اور ایمان لانا، یہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے اور اس کا تعلق آقا کریم علیہ السلام کے فضائل سے ہے نہ عقائد و کلام سے بلکہ عظمت سید الانام سے۔ آئیے چند ایک حوالہ جات آپ کی نذر کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حدیث ضعیف دامن فضائل میں سما جاتی ہے۔

حوالہ نمبر 1:

مشہور محدث، شیخ الاسلام امام یحییٰ ابن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 676 لکھتے ہیں کہ:

محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب کے معاملہ میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو۔
کتاب الاذکار صفحہ 83، فرید بکسال لاہور پاکستان

حوالہ نمبر 2:

بے شک علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔
اربعین نووی صفحہ 5، نور محمد کتب خانہ کراچی پاکستان

حوالہ نمبر 3:

الامام، الحافظ، المورخ محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 904 نے بھی علامہ نووی کی عبادت نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفع، صفحہ 496، دایسر مدنیہ منورہ
القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفع، صفحہ 255، دار الکتاب العربی بیروت

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفع، صفحہ 478، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ:

ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ تمام احناف کا اجماع ہے کہ امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا ان کے نزدیک رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے بہتر ہے۔

القول البدیع صفحہ 255، دارالکتب العربیہ بیروت لبنان

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ: ہمارے نزدیک لوگوں کی رائے پر عمل کرنے سے ضعیف حدیث پر عمل کرنا زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

حوالہ مندرجہ بالا

حوالہ نمبر 4:

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الاحادیث فی فضائل الاعمال و تفضل الاصحاب متقبلہ
محتملہ علی کل حال مقار طعہما و مراسلہا الا

تعارض

فضائل اعمال و تفصیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول ہیں، مقطوع ہوں خواہ مرسل، نہ ان کی مخالفت کی جائے

اور نہ ان کا انکار کیا جائے گا۔ ائمہ سلف کا یہی طریقہ ہے۔

توت القلوب فی معاملۃ الخبواب جلد 1 صفحہ 178، دار اصادیر بیروت

حوالہ نمبر 5:

امام ابو ذکریا نووی، ابن حجر مکی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بے

شک حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

حررین شرح حصین صفحہ 23، نولکشور لکھنؤ ہند۔

حوالہ نمبر 6:

المنکر من قسم الضعیف وهو محتمل فی الفضائل
منکر بھی ضعیف کی ہی قسم ہے اور فضائل میں قبول ہے۔
التحقیقات علی الموضوعات صفحہ 60، مکتبہ اثریہ سانگلہ بل پاکستان

حوالہ نمبر 7:

علامہ علی قاری علیہ السلام الباری بحوالہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-
فبیہ رواہ مجهول، ولا یضر لانه، من احادیث الفضائل
اس میں مجہول راوی ہے لیکن اس کا ضرر نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث فضائل
کے باب سے ہے۔
مرقات شرح مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 171، مکتبہ امدادیہ ملتان

حوالہ نمبر 8:

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:
انهم يتساهلون فی الحدیث اذا کان من فضائل الاعمال
بے شک علماء حدیث میں آسانی سے کام لیتے ہیں جبکہ وہ فضائل میں سے ہو۔
القاصد الحسنہ صفحہ 464، تحت الرقم 1089، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر 9:

امام محقق علی الاطلاق لکھتے ہیں کہ:
یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا۔
فتح القدیر جلد 1 صفحہ 303، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

حوالہ نمبر 10:

علامہ محدث علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں کہ:

الضعیف يعمل به فی الفضائل الاعمال اتفاقاً
فضائل میں ضعیف حدیث پر باتفاق علماء عمل کیا جائے گا۔
موضوعات کبیر صفحہ 63 مطبع مجبائی دہلی ہند۔

حوالہ نمبر 11:

علامہ شیخ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
ولکن يجوز العمل بالضعیف فی الفضائل
لیکن فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔
غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ 45، مکتبہ نعمانیہ لاہور

حوالہ نمبر 12:

خاتمۃ الفقہاء والحدیثین، شیخ الاسلام احمد بن محمد علی بن حجر البہتیمی المکی المصری الشافعی
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 لکھتے ہیں کہ:-

لان الحديث الضعیف والمرسل والمنقطع يعمل به فی
فضائل الاعمال اتفاقاً بل اجماء اعلیٰ ما فیہ
کیونکہ حدیث ضعیف مرسل، منقطع پر عمل کیا جائے گا جبکہ ان کا تعلق فضائل سے ہو
اور اس پر علماء کرام کا صرف اتفاق بلکہ اجماع ہے۔

الفتاویٰ الحدیثیہ صفحہ 235، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الفتاویٰ الحدیثیہ صفحہ 179، قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان

حوالہ نمبر 13:

مفتی عزیز الرحمن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:
غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے۔
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد 2 صفحہ 83، دارالاشاعت کراچی

حوالہ نمبر 14:

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف تھالوی لکھتے ہیں کہ:
اور فضائل ضعیف حدیث کا نقل کرنا جائز ہے اس لیے نقل کر دیا۔

امدادی الفتاویٰ جلد 5 صفحہ 100، مکتبہ المعارف کراچی

حوالہ نمبر 15:

دیوبندی حضرات کے، امام ربانی دثانی یوسف، مولوی رشید گنگوہی کہتے ہیں کہ
ایک حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ گلاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق
مبارک سے بنا ہوا ہے

آپ نے (یعنی گنگوہی) فرمایا: اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر تو حدیث۔

تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 95، ادارہ اسلامیات لاہور

میں کہتا ہوں کہ والدین کریمین کے زندہ ہونے والی اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر
ہے تو حدیث۔

اذان میں نام نامی اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھنے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر
لگانے والی اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث۔

حوالہ نمبر 16:

دور حاضر کے دیوبندی حضرات کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں کہ جواز
واستحباب کے لیے ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہوتی ہے۔

تسکین الصدور صفحہ 367، مطبوعہ گوجرانوالہ پاکستان

ماہنامہ اشرفیہ کا افادات نمبر صفحہ 115، دسمبر 2014ء گوجرانوالہ پاکستان

حوالہ نمبر 17:

دیوبندی حضرات کے حکیم الاسلام جناب قاری طیب صاحب لکھتے ہیں کہ اور
فضائل میں خالص ضعیف حدیث بھی معتبر ہے۔ چنانچہ امام الاصولین خطیب بغدادی

اپنی کتاب ”الکفایہ فی علم الروایہ“ میں امام احمد بن حنبل کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:
جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال و حرام اور سنن و احکام کے بارے میں روایت کریں گے تو سند (اور رجال) کے بارہ تشدد اور احتیاط سے کام لیں گے اور جب ہم حضور علیہ السلام سے فضائل اعمال اور ان امور کے بارہ میں روایت کریں گے جن سے نہ کوئی حکم ثابت ہوتا ہو اور نہ ساقط ہوتا ہو تو سندوں (اور رجال) کے میں تساہل سے کام لیں گے۔

کتاب الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ 134

کلمہ طیبہ صفحہ 50، ادارہ اسلامیات لاہور

مجموعہ رسائل حکیم الاسلام جلد 2 صفحہ 66، مکتبہ الاحرار مردان

حوالہ نمبر 18:

غیر مقلدین کے شیخ الکلا فی الکمل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔

حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔

فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 303، مکتبہ العارف اسلامیہ گوجرانوالہ

حوالہ نمبر 19:

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

ضعیف کا معنی یہ ہے کہ جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں وہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔

اگر اس کے مقابل کوئی صحیح حدیث نہ ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 صفحہ 76، اسلامک پبلشنگ کمپنی لاہور

حوالہ نمبر 20:

ابن تیمیہ نے بھی لکھتا ہے کہ:

فضائل میں ضعیف احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔

فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 1 صفحہ 39، بحوالہ، الشریعہ، افادات نمبر صفحہ 115 جلد 1

حوالہ نمبر 21:

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

ضعیف حدیث مثبت استحباب ہے

اخبار الہدیٰ 15 شوال 1346ھ

حوالہ نمبر 22:

حافظ محمد لکھوی غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے۔

احوال الآخرۃ صفحہ 6 بحوالہ اقادیۃ نمبر صفحہ 116، گوجرانوالہ پاکستان

حوالہ نمبر 23:

مولوی عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے۔

فتاویٰ الہدیٰ جلد 2 صفحہ 473 بحوالہ اقادیۃ نمبر صفحہ 116

حوالہ نمبر 24:

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

تذویب الراوی صفحہ 28، الجمل الثمین صفحہ 17، التعلیق الحسن جلد 2 صفحہ 87۔

ابکار الحسن صفحہ 179، 131 مقدمہ نووی صفحہ 116

میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 13 اور انہاء الکسن مقدمہ اعلاء السنن صفحہ 24 میں

ہے کہ ضعیف روایت سے تائید ہو سکتی ہے اور اس بات پر محدثین کا اتفاق ہے۔

الکلام الحادی صفحہ 84، مطبوعہ گوجرانوالہ

الشرعیۃ کا افادات نمبر جلد 1 صفحہ 188 گوجرانوالہ۔

حوالہ نمبر 25:

امام، حافظ، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال و حرام اور احکام سے متعلق روایات نقل کرتے ہیں کہ تو ان کی سندوں (اور رجال) میں سختی برتتے ہیں اور خوب تحقیق سے کام لیتے ہیں اور جب فضائل اعمال اور ثواب و عقاب اور مباحات اور دعوات کے بارے میں روایات بیان کرتے ہیں تو ان کی سندوں (اور رجال) میں نرمی سے کام لیتے ہیں۔

المصدر رک جلد 1 صفحہ 666 تحت الرقم 1801، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحمد للہ! ہم نے سیدی اعلیٰ حضرت، عاشق رسول، فانی الرسول، مجدد دین و ملت، حاتی سنت، ماحی بدعت، محسن اہلسنت، امام اہلسنت امام عشق و محبت، امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی پچیسویں کی نسبت سے 25 حوالہ جات قارئین کی نذر کیے ہیں۔

جن سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جب معاملہ فضائل کا ہو تو اس میں ضعیف حدیث قبول ہوتی ہے اور اس پر محدثین کا اتفاق ہے۔

اور والدین مصطفیٰ کا زندہ ہونا اور ایمان لانا بھی حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ دعوت غور و فکر دیتے ہیں ہم ان لوگوں کو جو حدیث شریف کے ضعیف ہونے کا بہانہ بنا کر جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم معجزے کا اور ایمان والدین کا انکار کرتے ہیں۔

کبھی عظمت مصطفیٰ، شان رسول کریم، مقام سید الانبیاء، اختیارات محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جی یہ حدیث ضعیف ہے میں کہتا ہوں حدیث ضعیف ہونہ ہوا ایسے لوگوں کا ایمان ضرور ضعیف ہوگا، خدا را اپنے ایمان کو مضبوط کرو! جب ایمان مضبوط ہوگا تو ضعیف حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوگی۔

تاجدار بریلی کا طواف کعبہ:

امام احمد رضا خاں کے دوسرے سفر حج کا واقعہ ہے..... مکہ مکرمہ میں حضرت کو بخار تھا، فرماتے ہیں:

اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہوا، وہاں ایک سلطانی حمام میں نہا کر باہر نکلا ہی تھا کہ ابر (یعنی بادل) دیکھا جو حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسا شروع ہو گیا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو بارش کے دوران طواف کرتا ہے وہ رحمت الہی میں تیرتا ہے، فوراً حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش میں ہی سات پھیر لے طواف کیا بخار دو بارہ آگیا۔

مولانا سید اسماعیل نے فرمایا: ایک ضعیف حدیث کے لیے تم نے، اپنے بدن کی بے احتیاطی کی۔ میں نے (یعنی اعلیٰ حضرت نے) کہا: حدیث ضعیف ہے مگر بحمد اللہ تعالیٰ امید (ایمان و عقیدہ) قوی ہے۔ بارش کے سبب طواف کرنے والوں کی کثرت نہ تھی۔

خیابان رضا صفحہ 126، مکتبہ نبویہ لاہور

پڑھا آپ نے قارئین! امام اہلسنت کا نظریہ کہ حدیث ضعیف ہے تو کیا ہوا ہمارا ایمان و عقیدہ اور رحمت خداوندی پر امید بہت مضبوط ہے، جب ایسا ایمان ہوگا تو پھر شان رسول سن کر دل گھبرانے کا نہیں اور ضعیف حدیث کہہ کر جان چھڑانے کو نہیں اور ضعیف حدیث کہہ کر جان چھڑانے کو نہیں کہے گا بلکہ دل و جان سے تسلیم کرے گا کہ میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا مسئلہ ہے۔

اعتراض:

اس سے معلوم ہوا کہ والدین مصطفیٰ نے وصال کے بعد زندہ ہو کر ایمان قبول کیا وہ پہلے صاحب ایمان نہیں ہے۔

جواب:

جی نہیں، ہم پہلے کئی بار اس کی وضاحت کر چکے ہیں کہ والدین مصطفیٰ پہلے ہی کفر و شرک سے بری اور موحّد یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے۔ صرف دین اسلام و نبوت مصطفیٰ و شریعت محمدیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف عطا فرمانے اور تفصیل ایمان پر ایمان لانے کے لیے اعزاز مصطفیٰ و جاہت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے ان کو زندہ کیا گیا۔

جیسا کہ علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر بہت خوبصورت بات فرمائی آپ بھی پڑھئے اور جھوم جائیے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے تھے مگر قیامت، رسالت اور دیگر شریعت پر تفصیلی ایمان نہ تھا حالانکہ آخرت وغیرہ پر ایک اصل کبیر ہے۔ یہ بات اس لیے قابل توجہ ہے کہ ان کا زندہ ہونا اس موقع پر واقع ہوا جب شریعت مکمل طور پر نازل ہو چکی تھی اور اس کے بارے میں قرآن مجید میں اعلان ہو چکا تھا کہ آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے..... اس کے بعد اللہ کریم نے والدین مصطفیٰ کو زندہ کیا تاکہ شریعت پر تفصیلی ایمان لے آئیں، یہ بہت ہی نفیس بات ہے۔

زر قانی علی المواب جلد 1 صفحہ 335، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امید ہے کہ تمام اعتراضات کا قلع قمع ہو گیا ہوگا۔ اب ہم بطور تکملہ چند حوالہ جات احیاء والدین اور پیش کر کے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے ایمان والدین مصطفیٰ پر مزید دلائل پیش کریں گے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فوت شدہ والدین کو زندہ کیا اور وہ دونوں ایمان لائے۔

کشف الغمہ جلد 2 صفحہ 136، ادارہ پیغام القرآن لاہور

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور اس مسلک پر حفاظ حدیث کی ایک جماعت ہے، ان میں خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابن شامین، قرطبی، محبت طبری، ابن المنیر، ابن سید الناس، صفدری اور ابن ناصر الدین دمشقی ہیں۔ محبت طبری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمائے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار

کر سکیں پھر وفات پائیں اور یہ اعزاز ہوگا جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

الواقیت والجواہر صفحہ 477-476، نور یہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

علامہ طاہر مٹھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کہ:

احیاء الوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی امننا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان

لائے۔

مجمع البحار الانوار جلد 5 صفحہ 236، مکتبہ دارالایمان مدنیہ منورہ

مفتی انور دیوبندی اور مفتی عبدالستار دیوبندی لکھتے ہیں کہ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں بعض روایات میں یہ بھی پتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

خیبر القادسی جلد 1 صفحہ 322، مطبوعہ ملتان۔



باب نمبر: 5

ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

ترجمہ: اور بے شک عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

پارہ 30 سورت النبی آیت نمبر 5

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ ابن جریر طبری، امام طبرانی، علامہ سیوطی ابن حبان اندلیسی، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

رضی محمدان لا یدخل من اہل بیتہ النار

ترجمہ: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ آپ کی اہلیت میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔

جامع البیان جلد 30 صفحہ 281، دار احیاء التراث العربی بیروت

التفسیر الکبیر تفسیر القرآن العظیم جلد 6 صفحہ 516، دار الکتاب الشافعی اردن

البحر المحیط جلد 8 صفحہ 481، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

در منثور جلد 6 صفحہ 1022، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 325، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

بھوپالی، فتح البیان جلد 7 صفحہ 485، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

معلوم ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی اہل بیت نسب میں شامل ہیں۔ بلکہ مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں تقریباً تمام مفسرین کرام نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے دوزخ جانے یا اس میں رہنے پر راضی نہیں ہوں گے، جب تک وہ جنت میں نہ چلے جائیں، تو پھر بھلا نبی کریم علیہ السلام اپنے والدین شریفین کے دوزخ جانے پر کیسے راضی ہوں گے؟ دنیا کا کوئی بھی انسان اس بات پر خوش نہ ہوگا کہ اس کے والدین دوزخ میں جائیں اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو وراء الواری ہے لہذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں اور جنتی ہونے کے لیے ایمان شرط ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین موحّد و مومن اور جنتی ہیں۔

میرے ماں باپ تجھ پر قربان:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا اور کسی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو جمع نہیں فرمایا، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:-

ارم سعد، فداک ابی و امی

ترجمہ: سعد! تیرے بچے کو، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

مصنف ابن شبیہ جلد 6 صفحہ 378 رقم الحدیث 32135، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مصنف ابن شبیہ جلد 7 صفحہ 366 رقم الحدیث 36736، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

فضائل الصحابہ جلد 2 صفحہ 937 رقم الحدیث 1304، دار ابن الجوزی ریاض

- مسند احمد جلد 1 صفحہ 424 رقم الحدیث 709، دارالحدیث قاہرہ مصر۔
 صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 439 رقم الحدیث 3725، فرید بکسٹال لاہور
 جامع ترمذی صفحہ 825 رقم الحدیث 3763، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 مسند بزار جلد 3 صفحہ 44 رقم الحدیث 797، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 معجم الاوسط جلد 4 صفحہ 176 رقم الحدیث 5627، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 صحیح مسلم صفحہ 1115 رقم الحدیث 6183، دارالمعرفہ بیروت
 سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 64 رقم الحدیث 129، فرید بکسٹال لاہور
 معجم الاوسط جلد 4 صفحہ 64 رقم الحدیث 5831، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 معجم الاوسط جلد 5 صفحہ 196 رقم الحدیث 7049، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 احادیث الخیار جلد 1 صفحہ 390 رقم الحدیث 2674، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 کنز العمال جلد 10 صفحہ 200 رقم الحدیث 30055، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 کنز العمال جلد 11 صفحہ 316 رقم الحدیث 33332، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 کنز العمال جلد 13 صفحہ 180 رقم الحدیث 37105، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 کنز العمال جلد 13 صفحہ 180 رقم الحدیث 37099، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 کنز العمال جلد 13 صفحہ 93 رقم الحدیث 36645، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 شرح السنہ جلد 7 صفحہ 189 رقم الحدیث 3812، دارالتوفیق للتراث قاہرہ
 سنن الکبریٰ جلد 7 صفحہ 336 رقم الحدیث 8159، مؤسسۃ الرسالہ بیروت
 سنن الکبریٰ جلد 9 صفحہ 84 رقم الحدیث 9955، مؤسسۃ الرسالہ بیروت
 مسند ابویعلیٰ جلد 1 صفحہ 245 رقم الحدیث 6094، دارالفکر بیروت
 دلائل النبوة جلد 3 صفحہ 239، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 صحیح ابن حبان صفحہ 1865 رقم الحدیث 6988، دارالمعرفہ بیروت لبنان
 مسند ابوداؤد طیالسی جلد 1 صفحہ 155 رقم الحدیث 217، پروگریسو بکس لاہور
 صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 571 رقم الحدیث 4056، فرید بکسٹال لاہور
 جامع ترمذی صفحہ 680 رقم الحدیث 3830، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 مسند احمد جلد 2 صفحہ 94 رقم الحدیث 1495، دارالحدیث قاہرہ مصر
 مسند احمد جلد 2 صفحہ 117 رقم الحدیث 1562، دارالحدیث قاہرہ مصر

- مسند احمد جلد 2 صفحہ 134 رقم الحدیث 1616، دارالحدیث قاہرہ مصر
 مسند ابویعلیٰ جلد 1 صفحہ 268 رقم الحدیث 833، دارالفکر بیروت
 جامع الاصول جلد 9 صفحہ 9 رقم الحدیث 6529، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 جمع الجوامع جلد 13 صفحہ 470 رقم الحدیث 8368، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 جامع المسانید جلد 3 صفحہ 44 رقم الحدیث 1893، مکتبۃ الرشید ریاض
 کامل ابن عدی جلد 1 صفحہ 44 رقم الترجمہ 77، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 تاریخ دمشق الکبیر جلد 22 صفحہ 201، داراحیاء التراث العربی بیروت
 طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 75، داراحیاء التراث العربی بیروت
 تاریخ اسلام جلد 2 صفحہ 98، مکتبۃ التوفیق مصر
 المنتظم فی تواریخ الملوک والامم جلد 4 صفحہ 101، دارالفکر بیروت
 سیر اعلام النبلاء جلد 3 صفحہ 81، دارالحدیث قاہرہ مصر۔
 معرفۃ الصحابہ جلد 1 صفحہ 146 رقم الحدیث 527، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 172، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
 الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد 4 صفحہ 274، نور یہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
 سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 459، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
 البدایہ والنہایہ جلد 2 صفحہ 409، دارالاشاعت کراچی
 المواہب اللدیہ جلد 1 صفحہ 275، فرید بکسٹال لاہور
 مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 190، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
 السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 559، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

فداک ابی و اُمی:

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-
 غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو نبی قرظہ
 جا کر مجھے ان کی خبر لا کر دے؟ پس میں گیا اور جب واپس بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو:
 جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو یہ فقال فداک ابی و

اُمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا
اور فرمایا: تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

- صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 438 رقم الحدیث 3720، فرید بکسال لاہور پاکستان
صحیح مسلم صفحہ 1117 رقم الحدیث 6-6195، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
جامع ترمذی صفحہ 851 رقم الحدیث 3751، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 63 رقم الحدیث 123، فرید بکسال لاہور
مسند احمد جلد 2 صفحہ 65 رقم الحدیث 1423، دارالحدیث قاہرہ مصر
مسند احمد جلد 2 صفحہ 55 رقم الحدیث 9-1408، دارالحدیث قاہرہ مصر
مسند بزار جلد 3 صفحہ 180 رقم الحدیث 966، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
جمع الجوامع جلد 3 صفحہ 492 رقم الحدیث 8503، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
جامع المسانید جلد 2 صفحہ 462 رقم الحدیث 1697، مکتبۃ الرشدریاض
تاریخ دمشق الکبیر جلد 20 صفحہ 277 رقم الحدیث 4434، دارالاحیاء التراث العربی بیروت
طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 57، دارالاحیاء التراث العربی بیروت
احادیث الخیار جلد 4 صفحہ 444 رقم الحدیث 15479، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
سیر اعلام النبلاء جلد 3 صفحہ 38، دارالحدیث قاہرہ مصر
فضائل الصحابہ جلد 2 صفحہ 918 رقم الحدیث 1267، دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان
الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد 4 صفحہ 234، النوریہ رضویہ پبلیشنگ کمپنی
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 91، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
معرفۃ الصحابہ جلد 1 صفحہ 125 رقم الحدیث 433، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الاصابہ جلد 2 صفحہ 215، دارالفکر بیروت

مندرجہ بالا دو احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے والدین مومن ہیں کیونکہ آئمہ محدثین نے ان احادیث مبارکہ کو فضائل کے باب میں
ذکر کیا ہے اور مقام مدح و فضیلت یہ تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ آقا کریم علیہ السلام کے
والدین کریمین کو مومن تسلیم کیا جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے مثال مومن اور جنتی اور پھر اتنے معر کے سر کریں

اور انعام و اکرام اور حوصلہ افزائی کے لیے نبی پاک علیہ السلام ان سے فرمائیں کہ میں تم پر اپنے (غیر مومن) والدین قربان کرتا ہوں تو کیا یہ باعث فضیلت ہے؟

کافر کا مومن پر قربان ہونا مومن کے لیے اکرام کا سبب ہے کیا؟

جب نبی کریم علیہ السلام نے خوش ہو کر اپنے غلاموں کو یہ عظمت عطا فرمائی اور محدثین نے بھی ان احادیث کو باب الفضائل میں لکھا تو ماننا پڑے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین موحّد و مومن ہیں۔

اعتراض:

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے والدین کافر تھے وہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرض کرتے تھے: فداک ابی و امی یا رسول اللہ۔

جواب: اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آج اگر ہمارے والدین زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلے میں ہم ان کو قربان یعنی قتل کرنا بھی گوارا کر لیتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ٹھکراتے، جیسے کہ بعض جنگوں میں صحابہ کرام علیہ السلام نے حضور شہنشاہ حسینان صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آنے والے قریبی رشتے داروں کو قتل کیا اور دنیا کو بتا دیا کہ.....

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کو سر
جوان سے بے تعلق ہوا ہمارا ہو نہیں سکتا
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر جان و مال اور اولاد سے پیارا

عظمت نسب رسول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہوں۔ جب بھی لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں رکھا یہاں تک میں اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا، زمانہ جاہلیت کی کوئی برائی مجھ تک نہیں پہنچی۔

وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن ادم حتی
انتمیت الی ابی و امی

اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا ہوں، آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے
والدین کریمین تک۔

فانا خیر کم نفسا و خیر کم ابا
پس میرا نفس کریم و نسب شریف تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب
کے آباء سے افضل۔

کنز العمال جلد 11 صفحہ 181 رقم الحدیث 31864، دار الکتب العلمیہ بیروت

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 174، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 1 صفحہ 339، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ دمشق الکبیر جلد 3 صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 133، دار الحدیث قاہرہ مصر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام کا حسب و نسب سب سے افضل و اعلیٰ

و بہتر ہے۔

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب

و نسب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔

اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 132، دار الحدیث قاہرہ مصر

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کافر و مشرک کا نسب سب سے افضل ہو سکتا ہے؟ جب نہیں

اور یقیناً نہیں تو ماننا پڑے گا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مومن و موحّد ہے۔

شیخ عبداللہ رومی کا استدلال:

عارف باللہ حضرت شیخ عبداللہ السوی رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1054ء نے اپنی کتاب ”مطالع النور“ میں والدین مصطفیٰ پر بہت خوبصورت اور ایمان افروز بحث کی اور علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی کتاب میں شامل کیا ملاحظہ ہواقتباس۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک انوار الہیہ اور اسرار غیبیہ کا مظہر تھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کو ہر چیز کے لیے اصل قرار دیا۔ جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و نورانیت کو جسمانی صورت میں تبدیل کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس عظیم امانت کے لیے سرزمین میں عرب میں سے ابدی سعادتوں کا تاج سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر پر سجایا، بقول شاعر:-

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لئے

کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اسے معلوم تھا کہ مقدس امانت کے امین پاکدامن و نیک سیرت آمنہ و عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ جو بھی نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے پھر تخلیق کے مراحل سے گزر کر پیدا ہوتا ہے سب کچھ اللہ جل جلالہ کے علم میں ہوتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ط

اور جو مادہ بھی حاملہ ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے اس کے علم سے (ایسا کرتی ہے)۔

پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 11

یعنی عورت کا اپنے پیٹ میں بچہ اٹھائے رکھنا اور بچے کی زچگی سب کچھ اللہ تعالیٰ

کے علم میں ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے والدین کا انتخاب فرمایا جو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک صاف تھے۔

جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور ان میں روح پھونکی تب اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ان میں رکھا گویا کہ جسد آدم مظہر نور محمدی ہے، یوں وہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے پشت در پشت منتقل ہوتا ہوا نیک گھڑی میں پاک اور طاہر خاتون حضرت سیدہ آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

پھر وہ نور وہیں تکمیل کے مراحل کو پہنچا یہاں تک کہ جسد پاک میں روح محمدی پھونکی گئی تھی، جو ہر چیز کے لیے اصل کی حیثیت رکھتی تھی۔

یوں اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا تھا کہ نور محمدی پاک پایوں سے پاک ماؤں کی طرف منتقل کروں گا، وہ پورا ہوا کیونکہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو اس کے ارادے سے روک نہیں سکتا، نیز حدیث شریف میں بھی ہے۔

”الولد سراہیہ“ بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے

کیونکہ بیٹا جب مادہ سے پیدا ہوتا ہے وہ پہلے باپ کی پیٹھ میں پیدا ہوتا ہے اور باپ کے اخلاق و صفات کا اثر قبول کرتا ہے پھر رحم مادر میں منتقل ہوتا ہے اور ان کے خون سے پرورش پاتا ہے یوں ماں کے اخلاق و صفات پر پرتو ہوتا ہے لہذا بچہ والدین کی سیرت کا مظہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک سیرتی اور بلند اخلاقی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی بلند و اعلیٰ اور نیک و پاک سیرت کے حامل تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے لیے اصل کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے ان کا اور تا آخر تمام پشتوں کا آلودگیوں سے پاک ہونا یقینی امر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد کو اس قابل بنایا تھا کہ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر پاک کے حامل ہو سکیں۔

سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک جس جس کے پاس آتا گیا اس میں پراپنا

اثر کرتا گیا کیونکہ وہ شخص اس نور الہی کو اٹھانے والا ہوتا یوں آپ کے والدین کریمین اپنے زمانے کے معزز ترین افراد ہوئے۔

جواہر البحار جلد 4 صفحہ 327-328، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بہت خوبصورت اور نفیس استدلال کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے ایمان پر کہ آقا کریم علیہ السلام کی سیرت کردار، گفتار، اخلاق، حسنہ اسوۂ حسنہ، سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ والدین مصطفیٰ موحّد و مومن تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عقیدہ:

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 544 لکھتے ہیں کہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے کہا: میرے لیے کسی ایسے کاتب کو تلاش کرو جس کا باپ عربی ہو۔

اس پر کاتب نے کہا کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد تو کافر ہے اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے بہت بری مثال دی ہے چنانچہ اسے معزول کر دیا اور فرمایا: کبھی میری کتابت نہ کرنا۔

حلیۃ الاولیاء جلد 5 صفحہ 273 رقم الحدیث 72229، مطبوعہ مصر۔

الثناء شریف حقوق المصطفیٰ جلد 2 صفحہ 147، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الثناء مترجم، جلد 2 صفحہ 259، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور پاکستان

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین موحّد و مومن تھے۔ چنانچہ شفا شریف کی اسی مندرجہ بالا حکایت کے تحت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں کہ:

وفی ذلك إشارة الى الاسلام ابويه

اور اس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے اسلام کی طرف اشارہ ہے
 حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ:

ان کا مسلمان ہونا ہی حق ہے۔

نیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، جلد 6 صفحہ 244، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام شعرانی کا عقیدہ:

امام عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے
 اس مسلک پر حفاظ کی ایک جماعت ہے۔ اس میں سے خطیب بغدادی ابو القاسم بن
 عساکر، ابو حفص بن شامین، قرطبی، محبت طبری، ابن الممیر ابن سید الناس، صفدری اور
 ابن ناصر الدین دمشقی وغیرہم رضی اللہ عنہ اور حاکم کی حدیث جس کی اس نے تصحیح کی ہے
 ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ
 کے والدین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے رب سے ان کے لیے جو کچھ
 مانگوں گا مجھے عطا فرمائے گا جبکہ اس میں دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔

اس حدیث کے ذکر کے بعد علامہ سیہلی کے الفاظ یہ ہیں: پس اس حدیث پاک
 میں یہ اشارہ ہے کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر جلوہ آور
 دونوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

الایات والجواہر صفحہ 476، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور پاکستان

امام رازی کا عقیدہ:

یعنی حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مشرک نہیں تھے
 بلکہ وہ دونوں توحید پر اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے اور آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے تمام اجداد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک توحید پر ہی تھے۔

القائدہ السندیۃ فی المنہج المصطفوی صفحہ 9، ایمان والدین المصطفیٰ صفحہ 350

علامہ نبہانی کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کئی کتابیں اس موضوع پر لکھیں اور دلائل قاہرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنی ضد اور تعصب اور جمود کی وجہ سے اس کے خلاف باتیں کی ہیں ان کی خوب خبر لی ہے۔

حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 658، نضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

علماء متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آباء کرام و اصحاب ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت ہے.....!

یہ وہ علم ہے جو علماء مقتدین پر پوشیدہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے متاخرین پر یہ مسئلہ کھول دیا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جس انعام کے ساتھ چاہے اپنے فضل سے خالص کر لیتا ہے۔

ابحۃ الممعات جلد 2 صفحہ 927، فرید بکسال لاہور پاکستان

حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

صحیح قول یہی ہے کہ سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین اسلام پر تھے بڑے بڑے آئمہ کا یہی قول ہے۔

ذخائر محمدیہ صفحہ 60

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں کہ:

وابویہ ففیۃ اقوال والا صح اسلامہما علی ما اتفق علیہ الاجلہ
من الامہ

آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، قول مختار یہی ہے کہ وہ مسلمان تھے امت کے اکابر کا اس پر اتفاق ہے۔
 شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 201، مطبوعہ استنبول 1316ھ، جلد 1 صفحہ 605، دارالکتب العلمیہ بیروت،
 جلد 1 صفحہ 601، مطبوعہ مصر جلد 1 صفحہ 603، النوریہ رضویہ پبلیشنگ کمپنی لاہور
 دوسرے مقام پر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری۔ مسئلہ ایمان والدین رسول پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ ہو کر اسلام قبول کرنا بیان کیا ہے۔ یہی مختار ہے جمہور علماء امت کی یہی رائے ہے۔

شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 648، مطبوعہ استنبول بحوالہ ایمان والدین مصطفیٰ صفحہ 45 لاہور
 نوٹ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ گرچہ پہلے ایمان والدین کے قائل نہیں تھے اور انہوں نے لکھا بھی ایسا ہی تھا لیکن چونکہ ان کی نیت صحیح تھی۔ عظیم محدث و شارح تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق ان کے شامل ہوئی تو ان کو اس موقف سے رجوع کی توفیق نصیب ہوئی۔ جیسا کہ آپ مندرجہ بالا شفاء شریف کی شرح کا حوالہ پڑھا اور شرح شفاء علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی آخری تصانیف میں سے ہے اور ان کے رجوع کے اور بھی شواہد ہیں ملاحظہ ہو۔

ملا علی قاری کا رجوع:

علی بن سلطان القاری فقد الخطاء وزل لا یلیق ذالک له و نقل

توبتہ عن ذالک فی قول المستحسن

علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری نے اس مسئلہ میں خطا کھائی اور راہ راست سے پھسل گیا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور قول مستحسن میں اس نظرے کی ان کی توبہ کرنا منقول ہے۔

حاشیہ نیر اس صفحہ 526، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

ملا علی قاری پر علماء کی برہمی:

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے ایمان والدین کے خلاف نظریہ سے رجوع تو کر لیا تاہم علماء کرام نے علامہ علی قاری کے اس نظریے پر سخت رد عمل کا اظہار کیا اور برہم ہوئے ملا علی قاری پر۔

چنانچہ قاضی بر خود ار ملتانی لکھتے ہیں کہ:-

ملا علی نے ایک رسالہ مشتملہ براسات ادب والدین آنحضرت لکھا اگر یہ رسالہ نہ لکھا جاتا تو ان کی تالیفات و تصنیفات سے دینا بھر جاتی۔ فقہیہ محمد مرتضیٰ، ملا علی قاری کے اس قول پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا، ملا علی قاری پر تعجب ہے کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین..... پر ایک رسالہ لکھا۔ اس میں بڑے تکلف سے کام لیا اور بڑے عجیب و غریب جملے لکھے، ہو سکتا ہے ملا علی قاری کو سرسام ہو گیا ہو اور اس وجہ سے ان کی عقل میں خلل آ گیا اور رسالہ لکھا مارا۔

ارشاد انصاری الی اسلام النبی صفحہ 18، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ سے معارضہ کیا اور ثابت کرنے کی کوشش کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین..... تھے، ملا علی قاری کے استاذ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ ملا علی قاری چھت سے گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی اہانت کی یہ سزا ہے تو وہی ہوا جو انہوں نے دیکھا تھا۔

الہم اس صفحہ 526، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

تعجب ہے کہ ملا علی قاری پر کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی تکفیر پر ایک رسالہ لکھا اور اس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بہت

نازیبا الفاظ استعمال کیے، جب یہ رسالہ ان کے استاذ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس سے اس کے رد میں ایک بہت بڑا رسالہ تحریر کیا اور اس میں لکھا ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ ملا علی قاری ایک چھت پر بیٹھا ہے اور بڑا عجیب لگ رہا ہے۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ وہ چھت سے نیچے گر پڑتا ہے اور اس کا پاؤں ٹوٹ جاتا ہے اور وہ مر جاتا ہے میں نے اس کے گرنے کا سبب پوچھا تو جواب آیا کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی جان بوجھ کر توہین کی ہے (اور پھر ملا علی قاری کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ چھت سے گرے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا)

اس واقعہ کو ابن حجر مکی کی کرامات سے شمار کیا جاتا ہے کیونکہ جو کچھ واقعہ ہونے والا تھا اسکو انہوں نے پہلے دیکھ لیا اور جس طرح بتایا ویسے ہی ہوا۔

مرام الکلام فی عقائد الاسلام صفحہ 62

علامہ آلوسی کا سخت نوٹس:

مفسر قرآن، علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تو بہت یہ زیادہ ناراض اور برہم ہوئے ملا علی قاری پر اور انتہائی پر جلال الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:-

وانا اخشى الكفر على من يقول فيهما رضى الله عنهما على

رغم الف على القارى واضرا به ذلك

اور میں (محمود آلوسی) تو اس شخص کے بارے میں کفر کا خوف رکھتا ہوں جو

حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کے خلاف عقیدہ رکھتا

ہو جیسا کہ ملا علی قاری اور ان ہم مشرب علماء کا ہے۔

تفسیر روح المعالی جلد 19 جلد 184، مکتبہ رشیدیہ

عبدالحی لکھنوی صاحب نے بھی اپنے غم اور برہمی کا اظہار کیا ہے ملا علی قاری پر

ملاحظہ ہو۔ حاشیہ مؤطا امام محمد

بہر حال حضرت علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری علماء احناف میں سے بہت بڑے عالم مصنف اور شارح ہوئے ہیں۔ ان کی تصنیفات و شروحات میں آقا کریم علیہ السلام سے بے پناہ محبت و عقیدت اور عشق رسول کی جھلک نظر آتی ہے ان کی خدمات بہت وسیع ہے۔

قرآن کریم کی تفسیر، شرح مشکوٰۃ، شرح مسند امام اعظم، شرح فقہ اکبر، شرح قصیدہ بردہ، شرح حصن حصین وغیرہ کے ساتھ ساتھ تاجدار بغداد شاہ جیلان، محبوب سبحانی، قطب ربانی، قدیل نورانی، شہباز الامکانی غوث صمدانی، قطب الاقطاب، فرد الافراد، غوث الاغیاث، سرتاج الاولیاء، شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی المعروف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور بھی نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

یقیناً انہی باقیات الصالحات کی برکات کی وجہ سے آپ مسئلہ ایمان والدین سے رجوع کی توفیق نصیب ہوئی۔

جو غلطی ان سے ہوئی اس کی سزا ان کو دنیا میں مل گئی جو کہ ایک تنبیہ تھی قدرت کی، شاید اسی لیے وہ خبردار ہو گئے ہوں اور رجوع کر لیا ہو لیکن جس طرح سے ان کا موقف مشہور ہوا، اس طرح ان کی توبہ و رجوع مشہور نہ ہو سکی۔ اس لیے تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا سخت ایکشن لیا ان کا کیونکہ ان کو رجوع و توبہ معلوم نہ تھی۔

بہر حال اللہ کریم ان کی غلطی سے درگزر فرمائے اور ان کی توبہ کو بھی مشہور فرمائے تاکہ ایک عظیم عالم و محدث کے متعلق بدظنی ختم ہو جائے اور ہمیں ہمیشہ اس نظریہ قائم و دائم رکھے کہ

حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین موحّد و مومن تھے اور سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے کو معجزانہ طور پر زندہ کیا اور تفصیل ایمان کو قبول کیا اور اس دنیا سے کامل الایمان ہو کر دوبارہ عالم برزخ یعنی اپنے اپنے مزارات کی مراجعت فرما گئے۔

ہمارا ارادہ تو نہیں تھا کہ ملا علی قاری کے اس بحث کو اس کتاب میں لانے کا لیکن جب ان کی مایہ ناز کتاب شرح شفا کا حوالہ دیا تو ضمناً اور تکمیل اور بعد میں پیدا ہونے والے سوال کے لیے چند باتیں درج کیں ہیں۔ باقی جو ملا علی قاری نے اپنے غلط موقف کو ثابت کرنے کے لیے دلائل دیئے تھے اور اعتراضات کیے تھے علماء نے ان کا تفصیلی جواب لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

نور العین فی ایمان آباء سید الکونین صفحہ 93 تا 58 فرید بکسٹال لاہور

تبیان القرآن جلد 8 صفحہ 510 تا 508، فرید بکسٹال لاہور

تائید ربانی:

امام اہلسنت، کشف عشق رسول، مجدد دین و ملت، حامی اہلسنت، ماحی بدعت سید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت ہی ایمان افروز اور فکر انگیز واقعہ نقل کرتے ہیں کہ:-

سید شریف مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ:-

ایک عالم دین کو اس مسئلہ میں تردد تھا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں یا نہیں، ان کا یہ تردد و جمود جانے اور ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا، ایک دن اسی تردد میں مطالعہ کرتے کرتے چراغ پر جھٹک اور بدن جل گیا۔ صبح ہوئی تو ایک (فوجی) لشکری آیا اور دعوت کی درخواست کی کہ میرے ہاں آپ کی ہے۔

عالم دین گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے ایک سبزی فروش اپنی دکان کے سامن ترازو اور باٹ لیے بیٹھا تھا، اس لیے اٹھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ کر شعر پڑھنا شروع کر دیئے جو کہ یہ ہیں۔

امن ان ابا النبی وامہ احیاهما الحی القدیر الباری
حتی لقد شهد الہ برسالہ صدق فذاک کرامہ المختار
وبہ الحدیث و من یقول بضعفہ فہو الضعیف عن الحقیقہ عار

یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو اس حی و قیوم قادر مطلق نے زندہ کیا۔

یہاں تک کہ انہوں نے آقا کریم علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی۔ اے شخص اس کی تصدیق کر یہ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و کرام کے لیے ہے اور اس بارے میں حدیث آئی ہے جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔ یہ اشعار سنا کر اس سبزی والے نے اُن عالم دین سے فرمایا: اے شیخ! انہیں لے اور نہ رات کو جاگ اور نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کر تجھے چراغ جلا دے۔

یہی وہ علم ہے علم لدنی جس کو کہتے ہیں۔ یہی وہ غیب ہے کہ علم غیب سنی جس کو کہتے ہیں:

اور ہاں، جہاں جا رہا تھا وہاں نہ جا، کہ لقمہ حرام کھانا پڑے۔
ان کے فرمانے سے وہ عالم دین بے خود ہو کر رہ گئے، پھر انہیں تلاش کیا پر وہ نہ ملے، دکانداروں سے پوچھا کہ یہاں ایک سبزی والا تھا کسی نے دیکھا؟ سب بازار والے بولے حضرت!

یہاں تو کوئی سبزی والا بیٹھتا ہی نہیں، وہ عالم دین اس ربانی ہادی غیب کی ہدایت و نصیحت سن کر اپنے مکان پر واپس تشریف لے آئے اور دعوت کھانے نہ گئے۔

ماہیۃ الطحاوی علی الدر المختار جلد 2 صفحہ 81 مکتبہ عربیہ کوئٹہ

اے شخص! یہ عالم، علم کی برکت سے نظر عنایت سے مشرف تھے کہ حکم الحاکمین نے غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ان کی ہدایت کے لیے سامان کر دیا کہ خوف کر کہیں اس سوچ و بچار اور حیرت میں پڑ کر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا سبب نہ بن جانا کہیں ایسا نہ ہو کہ بڑی آگ کا منہ دیکھنا پڑے۔

مندرجہ بالا واقعہ سے نہ صرف والدین مصطفیٰ صاحب ایمان ہونے اور زندہ ہو کر

ایمان لانے پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس واقعہ سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے کہ والدین مصطفیٰ غیر معذب ہیں۔

یعنی صرف مومن ہی نہیں بلکہ ان کو عذاب بھی نہیں ہوگا اور وہ جنتی ہیں۔ قرآن و سنت سے بھی اس کی تائید ہوئی ہے۔ والدین رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر معذب اور جنتی ہونے پر دلائل ملاحظہ فرمائے ہوں۔

دلیل نمبر 1:

آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کا انتقال زمانہ فترت میں ہوا اور بعثت سے قبل فوت ہونے والوں کو عذاب نہیں ہوگا۔

زمانہ فترت کی تعریف:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جب زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ انجیل میں بھی تحریف کر دی گئی۔

اس وقت سے لے کر جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک کوئی اور شریعت نہیں آئی۔ اس دوران صرف بت پرستی سے دور رہنا ہی نجات کے لیے کافی تھا، یہ درمیانی زمانہ فترت کا زمانہ کہلاتا ہے۔

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین نہ صرف بت پرستی سے بچے ہوئے تھے بلکہ مومن تھے، کفر شرک سے پاک تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والے تھے اور دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ اگرچہ تفصیلی طور پر شریعت مصطفیٰ کا نزول بعد میں ہوا لیکن اس کے اصول بھی دین ابراہیمی پر قائم ہیں دین ابراہیمی پر قائم رہنے کی وجہ سے ہی وہ جنتی ہیں۔

والدین مصطفیٰ کا زمانہ فترت کا زمانہ تھا۔ اس لیے وہ غیر معذب ہیں چنانچہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:-

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝
 یہ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر
 ہوں۔

پارہ 8 سورۃ الانعام آیت 131

وَلَوْلَا اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۭ بِمَا قَلَمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا
 اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
 اور اگر نہ ہوتا تو کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے بعد جو ان کے ہاتھ
 نے آگے بھیجا تو کہتے: اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف
 کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

پارہ 20 سورۃ القصص آیت 47

وَلَوْلَا اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍۭ مِّنْ قَبْلِہٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ
 اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی ۝
 اگر ہم کسی کو ہلاک کر دیتے عذاب سے رسول کے آنے سے پہلے، تو ضرور
 کہتے، اے ہمارے رب تو ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری
 آیتوں پر چلتے قبل اس کے ذلیل و رسوا ہوئے۔

پارہ 16 سورۃ طہ آیت 134

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْ اُمَمٍۭا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا
 عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا کُنَّا مُهْلِكَ الْقُرَىٰ اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝
 اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا، جب تک ان کے اصل مرکز میں
 رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے۔

پارہ 20 سورۃ القصص آیت 59

وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۢ اِلَّا لَهَا مُنٰذِرُوْنَ ۝

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی جسے ڈرسانے والے نہ ہوں۔

پارہ 19 سورۃ اشعرا آیت 208

ان آیات طیبات سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا یعنی زمانہ فترت کے لوگ ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔

حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو نہ تو پہلے انبیاء کرام کی دعوت پہنچی اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آقا کریم علیہ السلام کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا زمانہ پایا گیا ہے۔

اس وقت روئے زمین پر مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ صرف چند لوگ اہل کتاب کے اہل علم ملک شام میں تھے۔ ان کو بھی آقا کریم علیہ السلام کے والدین نہ پاسکے کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جوانی میں تقریباً اٹھارہ سال کی عمر شریف میں وصال فرما چکے تھے اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعث بھی نہ پایا کیونکہ ان کا وصال آقا کا ثنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل ہو گیا اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال تھی۔

تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو عذاب نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ مومن و موحد و اصحاب فترت میں سے تھے اور جنتی ہیں۔

مقام محمود اور والدین مصطفیٰ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن جن کی شفاعت سب سے پہلے کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے پھر جوان کے قریب.....!

مسند الفردوس جلد 1 صفحہ 23 رقم الحدیث 29، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المعجم الكبير جلد 6 صفحہ 242 رقم الحدیث 13374، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 مجمع الزوائد جلد 12 صفحہ 503 رقم الحدیث 18537، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 کنز العمال جلد 12 صفحہ 44 رقم الحدیث 34140، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 ذخائر العقبی جلد 1 صفحہ 88، انتشارات کلمۃ الحق، قم، ایران
 الجامع الصغیر صفحہ 168 رقم الحدیث 2830، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 الصواعق المحرقة صفحہ 481، اکبر بک سیلر لاہور پاکستان
 حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ارشاد فرمایا:

سالت ربی ان لا یدخل النار احدا من اهل بتی فاعطانی ذلك
 میں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ (مولا) میری اہل بیت میں سے کوئی بھی
 آگ میں نہ جائے پس اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے یہ بھی عطا فرمادیا۔
 کنز العمال جلد 12 صفحہ 44 رقم الحدیث 34144، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 مسند الفردوس جلد 2 صفحہ 310 رقم الحدیث 3403، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 ذخائر العقبی جلد 1 صفحہ 87، انتشارات کلمۃ الحق، قم، ایران
 الجامع الصغیر صفحہ 282 رقم الحدیث 4605، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 253، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 سبل الہدی والرشاد جلد 11 صفحہ 11، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اہل بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا اور آقا کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب
 سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔

اور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بلا شک و شبہ آپ کے اہل
 بیت ہیں اور وہ آگ میں نہیں بلکہ جنت کے باغ میں جلوہ گر ہوں۔
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-
 ایک دفعہ جب نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے والدین کے بارے

میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

سالتھما ربی فیقطبی فیہما وانی لقائم یومئذ المقام
المحمود

جس دن میں مقام محمود پر جلوہ گر ہوں گا اس دن میں ان کے لیے جو بھی
مانگوں گا اللہ مجھے عطا فرمائے گا۔

مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 396 رقم الحدیث 3385، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
المعجم الاوسط جلد 2 صفحہ 71 رقم الحدیث 2559، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 425، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جان کائنات مقام محمود پر جلوہ گر ہوا اپنے رب
عزوجل سے اپنے والدین کے لیے سوال کریں گے۔ اب دیکھتے ہیں کہ مقام محمود
کیا ہے؟

مقام محمود کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:-
روز قیامت لوگ گروہ کی شکل میں اپنے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں
گے اور عرض کریں گے: حضور! ہماری شفاعت فرمائیے۔

یہاں تک کہ شفاعت کی بات چلتے چلتے بارگاہ مصطفیٰ میں آئے گی۔

فلک یوم یبعثہ اللہ المقام المحمود.....

اس روز اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 871 رقم الحدیث 4718، فرید بک شال لاہور

الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 137، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 134، عبد التواب اکیڈمی ملتان

الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 339، مکتبہ نبویہ لاہور

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور شہنشاہ حسینان

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقام محمود کے متعلق سوال کیا گیا تو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

ہی الشفاعة

یہ مقام شفاعت ہے۔

سنن الترمذی صفحہ 724 رقم الحدیث 3137، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الشفاء بحر حقائق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 138، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر قرطبی جلد 10 صفحہ 20، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الشفاء بحر حقائق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 134، عبد التواب اکیڈمی ملتان
تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 517، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تفسیر مظہری جلد 5 صفحہ 564، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
الشفاء بحر حقائق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 330، مکتبہ نبویہ لاہور

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن لوگا کٹھے کیے جائیں گے تو میں اپنی امت کیساتھ ایک ٹیلے پر ہوں

گا۔

ویکسونی رہی حلہ خضراء.....

اور میرا رب عزوجل مجھے بزر حلہ پہنچائے گا.....

پھر مجھے شفاعت کی اجازت مل جائے گی۔

فذلك المقام المحمود.....

پس وہی مقام محمود ہوگا.....

الشفاء بحر حقائق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 138، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بحر حقائق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 134، عبد التواب اکیڈمی ملتان

الشفاء بحر حقائق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 330، مکتبہ نبویہ لاہور

حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی، حبر الامہ، مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مقام محمود کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ان یقیمک ربک مقاما محمودا مقام الشفاعۃ.....
جب آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت پر کھڑا کرے

گا.....

یحمدک الا ولون و الاخرون.....
جہاں اولین و آخرین سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ستائش میں
رطب اللسان ہوں گے.....

تنویر المعباس من تفسیر ابن عباس صفحہ 304، دار الکتب العلمیہ بیروت و قدیمی کتب خانہ
امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وہو مقام الشفاعۃ عند الجمہور.....
جمہور علماء کے نزدیک مقام محمود، مقام شفاعت ہے.....
تفسیر مدارک المتزیل جلد 1 صفحہ 725، قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان
امام اجل، عارف کامل علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 911ء لکھتے ہیں:

یحمدک فیہ الا ولون و الاخرون وہو مقام الشفاعۃ.....
جہاں اولین و آخرین سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ثناء
میں مصروف ہوں گے، وہ مقام شفاعت ہوگا۔

تفسیر جلالین صفحہ 237، مکتبہ المیزان لاہور پاکستان
عظیم تابعی، حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
مقام محمود، مقام شفاعت ہے۔

تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 98، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

دیوبندی مسلک کے عالم دین اور شیخ الاسلام جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ:-

مقام محمود شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے۔ اس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی تعریف ہوگی اور حق تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے گا۔ گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور ہوگا۔

مقام محمود کی یہ تفسیر صحیح حدیثوں میں آتی ہے۔

تفسیر عثمانی جلد 1 صفحہ 636، مکتبہ البشرى کراچی پاکستان

مندرجہ بالا تحقیق و حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ بروز قیامت آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور مقام محمود مقام شفاعت ہے یعنی آقا کریم علیہ السلام مقام محمود پر کھڑے شفاعت فرما رہے ہوں گے اور فرمایا کہ اس وقت میں اپنے والدین کے لیے جو مانگوں گا میرا رب مجھے عطا فرمائے گا۔ اب جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کریمین کے لیے کیا مانگیں گے؟

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ جانے کی بات کریں گے کہ اے اللہ انہیں دوزخ میں بھیج دے کیا وہ ان کے بارے میں یوں عرض کرے گے، اے اللہ انہوں نے کسی نبی کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا۔

ان کے پاس تفصیلی دین پہنچانے والا کوئی نہیں تھا، اس لیے تو اب انہیں عذاب میں گرفتار کر، کیا یہی ہوگا؟

اور اگر یہ سوالات نہیں ہوں گے اور یقیناً نہیں ہوں گے تو پھر بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بروز حشر اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں گے کہ مولا! انہیں جنت تو تو پہلے ہی عطا فرما چکا ہے اب ان کے درجات کو اور بھی بلند فرما۔

اس روز اللہ کریم آپ کی یہ عرض قبول فرمائے گا۔ بس یہی ہوگا۔
کیونکہ مقام شفاعت جو ہے اور مقام شفاعت پر کھڑے ہو کر شفاعت ہی فرمائیں
گے اور کیا۔ پڑھیے حدیث شریف جو کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے
کہ فرمایا مصطفیٰ کریم علیہ السلام نے:-

اذ كان يوم القيمة شفقت لابی وامی
جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اپنے والدین کی شفاعت کروں گا۔

سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 253، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

آپ کا یہ شفاعت فرمانا، والدین کے صاحب ایمان ہونے، غیر معذب ہوئے،
جنتی ہونے اور درجات کے بلند ہونے کی دلیل ہے کیونکہ کفار و مشرکین کے لیے دعا
سے قرآن روک چکا ہے پھر بروز حشر شفاعت کیسی، لہذا یہ شفاعت بلندی درجات کے
لیے ہوگی۔

ایک تفسیری نکتہ:

خالق مصطفیٰ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

اور قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو
جائیں گے۔

پارہ 30 سورۃ النحل آیت 5

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم، شفیع المذنبین، اکرم الاولین و آخر
ین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا ارضی قط و واحد من امتی فی النار.....

جب تک میرا ایک بھی امتی جہنم میں رہے گا میں ہرگز راضی نہیں ہوگا۔

تفسیر مدارک التزیل جلد 2 صفحہ 814، قدیمی کتب خانہ کراچی

تفسیر قرطبی، جلد 20 صفحہ 65، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1022، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
 تفسیر روح المعانی جلد 30 صفحہ 529، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
 تفسیر عزیزی جلد 4 صفحہ 414، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
 تفسیر عثمانی جلد 2 صفحہ 1275، مکتبہ البشری کراچی
 تفسیر معارف القرآن جلد 8 صفحہ 766، ادارۃ المعارف کراچی
 سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں:

حرز جان ذکر شفاعت کیجئے نار سے بچنے کی صورت کیجئے
 ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے
 جو کریم آقا علیہ السلام اپنے ایک امتی کے جہنم میں رہنے پر ہرگز راضی نہیں ہوں
 گے تو سوچو کیا وہ اس بات پر راضی ہو جائیں گے کہ (نعوذ باللہ) کے والدین آگ میں
 جائیں؟

لہذا معلوم ہوا کہ والدین مصطفیٰ جنتی ہیں اور شفاعت مصطفیٰ سے اعلیٰ مقام جنت
 حاصل کریں گے۔

دوسرا نکتہ:

حضرت سید علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور
 شاہِ خوبان، سرورِ سرورائے حامی بے کساں، شہنشاہِ مرسلان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا:-

میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا۔

حتیٰ ینادی ربی.....

حتیٰ کہ میرا رب مجھے ندا فرمائے گا

ارضیت یا محمد.....

اے محبوب! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟.....

فاقول نعم یا رب رضیت.....

میں عرض کروں گا، ہاں یا اللہ! میں راضی ہو گیا ہوں۔

تفسیر روح المعانی جلد 30 صفحہ 529، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

الوجہ للمعات جلد 6 صفحہ 542، فرید بک شال لاہور

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کی شفاعت کا یہ عالم ہوگا کہ شفاعت فرماتے رہیں گے فرماتے رہیں گے یہاں تک کہ راضی ہو جائیں گے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آقا کریم علیہ السلام اپنے والدین کی شفاعت کیے بغیر ہی راضی ہو جائیں گے؟ اور اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کا شفاعت کرنا ہی ان کے ایمان کی دلیل بھی ہے اور جنتی ہونے کے بھی

پیش حق مژدہ شفاعت کا سنائے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو، جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

تیسرا نکتہ:

عطاءے رسول فی الہند، محقق علی اطلاق، عاشق رسول، فنا فی الرسول، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ایک روز حضور شاہ خواہاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نور نظر و لخت جگر، شہزادی کوئین، سیدۃ نساء العالمین، امّ المحسنین، سیدہ خاتون جنت، جناب سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ مخدومہ کائنات، سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے کا شانہ اقدس پر تشریف لے گئے، کیا دیکھا کہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی ہیں۔

آگ کی تپش کی وجہ سے سیدہ پاک کا جسم اطہر گرم ہو گیا۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے چاہا کیوں نہ میں دو چار روٹیاں لگا دوں تو جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی پاک کی شفقت کے لیے دو چار روٹیاں اپنے مبارک ہاتھ سے لگا دیں کچھ دیر کے بعد جب سیدہ خاتون قیامت رضی اللہ عنہا نے روٹیاں اتاریں تو حیران رہ گئیں کہ جو مبارک روٹیاں جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے لگائیں تھی وہ اسی طرح کچی تھیں آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر بارگاہ نبوت میں کیا اور حیرانگی کا اظہار کیا تو اس پر حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! حیران ہونے کی ضرورت نہیں، ان روٹیوں کو میرے ہاتھ نے چھوا ہے، اور جس چیز کو ہمارے ہاتھ سے لگنے کا شرف حاصل ہو جائے اس پر آگ اثر نہیں کرتی (سبحان اللہ)

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 405، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

قربان جائیں کیا شان ہے لہجہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست انور کی سیدہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں
بے نواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
رہ گئیں جو پاکے دلایزالی ہاتھ میں
کیا لکیروں میں یہ اللہ خط سرو آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ نے
سایہ افکن سر پر ہو پرچم الہی جھوم کر
جب لواء الحمد امت کا والی ہاتھ میں
اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں گے ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

قارئین! غور فرمائیں کہ جس روٹی کو کائنات کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے نسبت ہو جائے بلکہ یوں کہوں گا کہ جس روٹی کو چند سیکنڈ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں رہنے کا شرف حاصل ہو جائے گا اس پر آگ اثر نہ کرے اور جس پشت پر نور محمدی رہا، جو شکم اطہر میں نو ماہ وجود مصطفیٰ کا ٹھکانہ رہا، جس گود میں میرے آقا آرام فرما رہے جس والدین کا خون میرے آقا کے جسم مقدس میں ہے۔
وہ والدین کیسے دوزخی اور جہنمی ہو سکتے ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا دسترخوان:

خادم رسول حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک دفعہ مہمان آئے، جب ان کو کھانا کھانے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صاف کرنے کے ارادہ سے دسترخوان کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا، چند لمحوں کے بعد نکالا تو بالکل صاف شفاف تھا۔ انہوں نے پوچھا، انس یہ کیا ہے؟ اور یہ دسترخوان جلا کیوں نہیں؟
تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک دفعہ آقا کریم علیہ السلام نے اس دسترخوان سے ہاتھ مبارک صاف کیے تھے۔ اس دن کے بعد جب ہم اس کو صاف کرنے کا ارادہ کرتے تو میں اسے آگ میں ڈال دیتا ہوں کیونکہ جو چیز انبیاء علیہ السلام کے جسم اقدس سے مس ہو جائے اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔

کفایۃ الطالب الملیب فی خصائص الحبیب جلد 2 صفحہ 134، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
جو کپڑا میرے کریم آقا علیہ السلام کے جسم اطہر سے چھو جائے اسے تو آگ نہ جلائے اور جس شکم مقدس میں میرا نبی آرام فرما رہا اس ماں کا کیا مقام ہوگا اور جس پشت میں نور محمدی جلوہ گر رہا اس باپ کی کیا شان ہوگی اور وہ کیونکر دوزخی ہوں گے اور کیونکر آگ ان پر اثر کرے گی؟

جنتی جانور:

مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

جناب مقاتل سے مروی ہے کہ حیوانات میں سے دس جانور جنت میں داخل ہوں گے۔

(1) حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی، (2) ابراہیم علیہ السلام کا بچہڑا، (3) اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، (4) موسیٰ علیہ السلام کی گائے، (5) یونس علیہ السلام کی مچھلی، (6) عزیر علیہ السلام کا دراز گوش، (7) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، (8) بلقیس کا ہدہ، (9) اصحاب کہف کا کتا، (10) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی، ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

مشکوٰۃ الانوار میں یہ لکھا ہے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:-

اصحاب کہف کے کتے کو چند دن نیک مردوں کی صحبت میسر آئی تو وہ نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں جائے گا۔

تفسیر روح المعانی جلد 5 صفحہ 236، مطبوعہ بیروت

ان جانداروں اور حیوانات کے دخول جنت کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ نسبت اور تعلق کی بنا پر انہیں یہ شرف دیا گیا۔ جب ہم ان میں سے ہر ایک تعلق اور نسبت پر غور کرتے ہیں تو وہ سارے اسباب و تعلقات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے والدین کریمین موجود ہیں، ایک طرف وہ جانور اور نسبت انبیاء کرام سے، اور ادھر والدین کریمین اور نسبت سید الانبیاء سے۔

جب وہ جانور صرف انبیاء کی نسبت کی بنا پر جنت جاسکتے ہیں تو والدین کریمین بھی سید الانبیاء اور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی بنا پر جنت میں جاسکتے ہیں فرق ذہن میں رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین میں اور خوبی نہ بھی ہوتی تو بھی وہ جنتی تھے لیکن اس کے ساتھ ایمان و توحید اور دین ابراہیمی کے بچے کچھ احکامات پر پابند تھے لہذا وہ صرف جنت میں ہی نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ درجات میں جلوہ افروز ہوں گے۔

چوتھا نکتہ:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والدین سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے احکامات پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنچایا جائے گا جس کا نور سورج کے نور سے بھی زیادہ ہوگا اور سورج کا نور اتنا ہو کہ تمہارے گھر میں موجود ہو (یعنی سورج اگر تمہارے گھر آجائے تو جتنا اس کا نور ہوگا اس سے بھی زیادہ نور اس تاج کا ہوگا جس نے قرآن پاک پڑھ کر عمل کیا ہوگا)

مسند رک حاکم جلد 1 صفحہ 756 رقم الحدیث 2085، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 242 رقم الحدیث 11643، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند احمد جلد 9 صفحہ 411 رقم الحدیث 15582، دارالحدیث قاہرہ مصر

سنن ابوداؤد جلد 2 صفحہ 97 رقم الحدیث 1453، دارالمعرفہ بیروت

مشکوٰۃ المصابیح جلد 1 صفحہ 393 رقم الحدیث 2133، دارالتواقیع للتراث قاہرہ مصر۔

قرآن کریم حفظ کرنے والے کے والدین جنت میں اوور بیش قیمت جوڑے پہنیں، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنچایا جائے گا جس کی روشنی میں دنیا کا سورج بھی مقابلہ نہ کر سکے تو کیا وجہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سینہ اقدس پر قرآن نازل ہوا۔

جن کی بدولت قرآن کریم ہم تک پہنچا۔ آپ کے والدین ان پوشاکوں اور ان تاجوں سے محروم رہیں؟ بلکہ جنت ہی سے محروم رہیں؟ اس لیے ماننا پڑے گا کہ اگر عام حافظ کے والدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک کرے گا تو اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے والدین کے ساتھ ان سے کہیں بہتر سلوک کرے گا۔

عام حافظوں کے والدین سے کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائے گا کیونکہ انہوں

نے صرف قرآن یاد کیا اور آقا کریم علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ عام لوگوں نے خود یا کسی دندیا کے استاد کے پاس قرآن یاد کیا اور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن خود رب کریم نے پڑھایا بھی اور سکھایا بھی اور یاد کرایا بھی۔ لہذا یہ حدیث بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو جنتی تسلیم کیا جائے۔

پانچوں نکتہ:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
جس نے قرآن کریم پڑھ لیا اور حفظ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت قبول فرمائے گا ایسے دس آدمی جن پر جہنم لازم ہو چکا ہوگا۔

جامع ترمذی صفحہ 675 رقم الحدیث 2905، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 87 رقم الحدیث 216، فرید بک شال لاہور

جو قرآن پڑھے اور حفظ کرے وہ جنت بھی جائے اور اپنے گھر میں دس افراد کی شفاعت بھی کرے، تو جن کی ذات پر قرآن کا نزول ہوا وہ کتنے لوگوں کی شفاعت کریں گے اور کتنے گھر والوں کی شفاعت فرمائیں گے اور گھر والوں میں سے سب سے قبل انسان کے والدین ہوتے ہیں اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کریم والدین کی شفاعت بھی فرمائیں گے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور دلائل عرض کیے جا چکے ہیں۔

ایمان افروز واقعہ:

شیخ احمد بن احمد بن سلامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں: ایک قاضی فوت ہو گیا، اس کی بیوی حاملہ تھی، قاضی کی وفات کے بعد اس ہاں لڑکا پیدا ہوا، جب وہ لڑکا بڑا ہوا اور پڑھنے کے قابل ہوا تو اس کی والدہ نے اسے مدرسے میں

بھیجا، استاد نے بچے کو پڑھایا:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قاضی جو کہ قبر میں مبتلائے عذاب تھا، اللہ کریم نے اس کا عذاب اٹھالیا اور جناب روح الامین علیہ السلام سے فرمایا:

اے جبریل: ہماری رحمت یہ گوارا نہیں کرتی کہ جس کا لڑکا ہمارا ذکر کرے اس کا باپ ہمارے عذاب میں رہے تو اس کے پاس جاؤ اور اس لڑکے کو مبارک باد دو۔ چنانچہ جناب جبریل امین علیہ السلام تشریف لے گئے اور لڑکے کو مبارک باد فرمائی۔

نوادر القلوب جی صفحہ 66۔ مطبوعہ لاہور۔

لحہ فکریہ:

جو لڑکا بسم اللہ شریف پڑھے اس کا یہ مقام کہ اس کا والد بخشا جائے اور جن کے شہزادے نے ساری دنیا کو بسم اللہ پڑھائی اور جن کے لخت جگر پر بسم اللہ نازل ہوئی، سو چو! ان والدین کا کیا مقام ہوگا۔

مندرجہ بالا تحقیق و تفصیل و دلائل و فضائل و ارشادات و نکات سے معلوم ہوا کہ ہمارے لچپال آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین موحّد و مومن، غیر معذب اور جنتی ہیں۔

آخر میں ہم علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز اور ہمارے عقیدے کا ترجمان جملہ نذر قارئین کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

والذی نقطع انه فی الجنة

ہمیں اس پر قطعی یقین ہے کہ والدین مصطفیٰ جنتی ہیں۔

سراج منیر شرح جامع الصغیر جلد 2 صفحہ 233۔

بچو، ایذائے رسول سے بچو:

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

ہمیں ہرگز زیب نہیں دیتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے کفر کا قول کریں کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات.....

زندہ لوگوں کو ان کے مردوں کی وجہ سے اذیت نہ دو۔

(یعنی مردوں کے بارے میں ایسی باتیں نہ کرو جس سے ان کے زندہ رشتہ

دار اذیت مبتلا ہوں)۔

قاضی ابوبکر مالکی کا فتویٰ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں سے ایک عظیم امام جناب قاضی ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے دوزخی ہونے کا (نعوذ باللہ) قول کرتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

تو قاضی ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوبصورت جواب دیا، فرمایا کہ:-

فاجاب بانه ملعون يقوله تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله

لقتلهم الله في الدنيا والاخره واعد لهم عذابا فھنا، ولا اذى

اعظم من ان يقول ابواه في النار۔

تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی

لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان کو رسوا کرنے والا

عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور سرکار علیہ السلام کے لیے اس سے بڑھ کر اذیت دینے والی بات کیا ہوگی کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو دوزخی کہا جائے۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 219، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 349، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسائل الحفاء صفحہ 53، مطبوعہ حیدرآباد دکن

فتاویٰ عبدالحی جلد 3 صفحہ 180، میر محمد کتب خانہ کراچی

فتح الربانی جلد 8 صفحہ 170، مطبوعہ قاہرہ طبع جدید

سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 260، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

ایک عام انسان کے والدین کو بھی اگر دوزخی کہا جائے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہے کہ اس کے والدین کو دوزخی کیوں کہا جائے تو جب کوئی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو (نعوذ باللہ) دوزخی یا..... کہے تو لازمی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو لہب کی بیٹی سبعیہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ یا رسول اللہ:-

لوگ مجھے دوزخ کے ایندھن والے کی بیٹی کہہ کر پکارتے ہیں، یہ سن کر بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلال کی کیفیت طاری تھی اور فرمانے لگے:-

ما بال اقوام یوذوننی فی قرابتی، من اذی قرابتی فقد اذنی

ومن اذانی فقد اذی اللہ.....

اس قوم کا کیا حال ہوگا جو مجھے میرے رشتہ داروں کے حوالے سے اذیت

دیتی ہے۔ سنو! جس نے میرے قرابت والوں کو ایذا دی اور جس نے مجھے

ایذا دی اور جس نے مجھے اذیت دی وہ اللہ کو اذیت پہنچائے گا۔

ذخائر العقبین فی مناقب ذوی القربی جلد 1 صفحہ 39، انتشارات کلمۃ الحق ایران

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ایک

واقعہ لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

ایک شخص اکثر تبت یدانماز میں پڑھتا تھا، خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کے ساتھ فرما رہے ہیں: اے بندہ خدا! سارے قرآن میں تجھے یہی سورت پڑھنے کو ملتی ہے جس میں میرے چچا کی مذمت ہے۔

درس ترمذی صفحہ 257، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

حلوانی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں کافر ہونے کا قول کرنا ایک عقلمند کے لیے انتہائی ذلیل حرکت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بات کہنے سے اپنی پناہ میں رکھے، جس شخص نے اپنے منہ سے ایسا لفظ نکالا، اس نے کفر کو اپنی طرف دعوت دی۔

کیونکہ ایسا کہہ کر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچایا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مکرمہ بن ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ لوگ میرے باپ کو برا کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا:-

زندوں کو ان کے مردوں کے سبب سے اذیت نہ پہنچاؤ، یہ روایت طبرانی سے ذکر

کی۔

(طبرانی کی روایت ملاحظہ ہو)

لاتسبوا الاموات فتؤذو به الاحیاء.....

مردوں کو برا نہ کہو اس سے زندہ لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

المعجم الکبیر جلد 4 صفحہ 203 رقم الحدیث 7126، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 93 رقم الحدیث 13031، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند احمد جلد 10 صفحہ 630 رقم الحدیث 18125، دارالکتب قاہرہ مصر

جامع ترمذی صفحہ 482 رقم الحدیث 1982، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی سند صحیح ہے،

اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ

ہیں اور ہمارے اعمال آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں، لہذا جب عکرمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے باپ کے متعلق برا کہنے سے روک کر یہ رعایت رکھی گئی کہ ایسا کرنے سے انہیں اذیت ہوتی تو تمام مخلوق کے سردار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس رعایت کے عکرمہ سے زیادہ حق دار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت واجب ہے۔

الفتح الربانی جلد 8 صفحہ 171، مطبوعہ قاہرہ طبع جدید بحوالہ نور العین صفحہ 102

ابولہب اور ابو جہل کا جہنمی ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔ ان کو برا کہنے سے جب ان کو اذیت ہوئی اور ذہنی کوفت ہوئی تو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ آپ نے لوگوں کو منع فرمایا کہ ان کے مرے ہوئے رشتہ داروں کو برا نہ کہو تاکہ تمہارے ان ساتھیوں کو اذیت نہ ہو۔ حالانکہ ان دونوں کے لیے ضعیف سے ضعیف حدیث و روایت نہ ملے گی کہ یہ قابل مغفرت ہیں اور ابدی دوزخی نہیں ہیں اور نہ ان کے ورثاء کی اذیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں لعنت آئی ہے۔

اور ادھر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کے مرتکب پر نص قرآنی سے لعنت موجود ہے لہذا جو شخص جان کائنات کے والدین کریمین کو دوزخی یا کافر و مشرک کہتا ہے وہ اصل میں اپنے نبی علیہ السلام کو اذیت دے رہا ہے اور اللہ کی لعنتیں لے رہا ہے اس لیے تو وہ شخص اپنی عاقبت برباد کرنے کے درپے ہے۔ ذرا سوچئے! جب امتوں کے اعمال روزانہ سرکارِ کریم علیہ السلام کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان میں اگر کسی امتی کا یہ قول بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر اور جہنمی لکھا ہے یا کہا ہے تو اس سے آقا کریم علیہ السلام کے قلب اقدس کو کتنا دکھ ہوگا اور ایسے شخص سے آپ کتنا ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوں گے۔

ایسا قول شنیع لکھنے یا بولنے سے قبل اس بات کو دل و دماغ میں رکھنا ضروری ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ناز میں اپنے والدین کا کیا مقام ہے، ملاحظہ ہو۔

عظمت والدین درنگاہ سید کونین:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ جناب طلق بن علی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میں اپنے والدین کو پاتا یا ان میں سے کسی ایک زمانہ مجھے میسر آتا اور میں نماز عشاء شروع کر کے سورۃ فاتحہ مکمل کر چکا ہوتا اور وہ مجھے آواز دیتے، یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تو میں ان کی آواز کا جواب دیتا کہ میں حاضر ہوں۔

شعب الایمان جلد 6 صفحہ 182 رقم الحدیث 7881، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں اپنے والدین کو کسی قدر مقام تھا اور اس مقام و مرتبہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی مثال دے کر واضح کیا، اگر وہ دونوں یا کوئی ایک کافر ہوتا تو پھر اس کا احترام اور پھر نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا موقع نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک بھی والدین کا ایمان واضح تھا اور اس کے خلاف قول کرنے والوں کو یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہئے۔

فرمان شیر خدا:

امیر المؤمنین، خلیفہ المسلمین، داماد رسول، زوج بتول، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم پر قرآن کریم کی تعلیم اور کثرت تلاوت لازم ہے، اس کے ذریعے تم جنت میں اعلیٰ درجات پاؤ گے اور اس کے کثیر عجائب جنت میں ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور ہماری محبت کی ایک آیت بھی ہے۔ ہر مومن ہماری یعنی (اہلبیت و قرابت نبوی) کی حفاظت کرتا ہے، پھر آیت کریمہ تلاوت کی۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ
میں تم سے سوال نہیں کرتا مگر محبت قرابتی۔

(سورۃ شوریٰ آیت 23)

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کان ابو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نبی ہاشم، وامہ
من بنی زہرۃ، وام ابیہ من بنی محروم، فقال، احفظونی فی
قرباتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والد محترم نبی ہاشم سے ہیں اور والدہ محترمہ بنی
زہرہ سے ہیں اور دادی جان بنی محروم سے ہیں اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کہ میری قرابت کی حفاظت کرو۔

کنز العمال جلد 2 صفحہ 126 رقم الحدیث 4027، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حدیث پاک میں نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرابت کا لحاظ
وحفاظت کرنے کا حکم دیا اور حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت
کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ اور دادی کو بھی قربیٰ میں شامل کیا
اور فرمایا ان کا لحاظ کرو۔

تو لحاظ قرابت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مؤحد و مؤمن
تسلیم کیا جائے نہ کہ.....

اسی میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے اور اسی میں ہی خوشنودی ایک ایمان
والے کو چاہئے کہ وہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کے بارے میں ایسے نازیبا
الفاظ کہنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہ کرے اور غیرت ایمانی کا تقاضا بھی یہی ہے۔ حضرت
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہم لکھ چکے ہیں لیکن اب ہمیں علامہ زرقانی و شامی
کے قلم سے بہت جاندار اور شاندار الفاظ میں ملا ہے اس لیے قہر مکرر کے طور پر پھر نذر

قارئین کرتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی غیرت ایمانی:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا شام میں ایک عامل تھا۔ اس نے شام کے ایک علاقے میں ایک آدمی کو عامل مقرر کیا جس کے باپ پر تہمت تھی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:-

ایسے آدمی کو مسلمانوں کا عامل کیوں مقرر کیا جس کے باپ پر تہمت تھی، تو اس عامل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی اصلاح فرمائے، کیا ہوا جو میں نے ایسے آدمی کو عامل مقرر کیا جس کے باپ پر تہمت تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بھی تو مشرک تھے (نعوذ باللہ من ذلک) یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آنکلی اور خاموش ہو گئے پھر کچھ دیر بعد سراٹھایا اور کہا کہ:-

کیا میں اس کی زبان کاٹ دوں؟ کیا اس کا پاؤں کاٹ دوں؟ کیا اس کی گردن اڑا دوں؟ پھر فرمایا:-

جب تک میں زندہ ہوں میرے سامنے نہ آنا۔

سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 261، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 349، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ایسی غیرت ہونی چاہیے بندہ مسلم میں کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں ایسا نظریہ رکھنے والے کو دیکھنا بھی گوارا نہ ہو۔ اب ہم آخری دو حوالہ جات نذر قارئین کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

اور حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر یا فی النار کہنا بڑی بے ادبی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت کا سبب ہے۔

مجموع الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 179، میر محمد کتب خانہ کراچی

ایسی گفتگو سے بچو ہمیشہ جو روح مصطفیٰ کی اذیت کا سبب بن رہی ہو

ظفر الامانی صفحہ 458

کثیر آئمہ اور اکابر کا یہی مسلک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں اور وہ آخرت میں نجات پانے والے ہیں اور یہ لوگ (یعنی محدثین) اس کے خلاف اقوال (یعنی عدم ایمان کے اقوال) کو ہم سے بہتر جاننے والے ہیں۔ (جب انہوں نے مان لیا تو ہمیں بھی مان لینا چاہیے اور اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے)۔

تاریخ انجیس باحوال انس نفیس جلد 1 صفحہ 422، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان



باب نمبر 6 :

جناب عبد اللہ، ذبیح اللہ رضی اللہ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نام نامی اسم گرامی، عبد اللہ بن عبد المطلب ہے اور ذبیح اللہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، خود حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذبیح فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ محبوب خدا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انا ابن الذبیحین.....

میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں

مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 609 رقم الحدیث 4048، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
تفسیر کشاف جلد 4 صفحہ 54 مکتبہ برکات رضا ہند۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ذبیح کا واقعہ تفصیلی ہے جو کہ تقریباً تمام کتب سیرت میں موجود ہے، ہم مختصر اپنی دلیل کے طور پر درج کرتے ہیں۔

آب زم زم کا کنواں پانچ سو سال سے بند چلا آ رہا تھا۔ اتنے طویل عرصہ گزرنے پر اشارۂ غیبی سے اسے کھودنے کا ارادہ کیا۔ اس کنویں کا محل وقوع دو بتوں نائکہ اور آساف کے درمیان پڑتا تھا۔

کھودائی کرتے وقت حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جو ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا کرے اور تمام جوان ہوں تو میں ایک بیٹے کی قربانی پیش کروں گا جب تمام بیٹے جوان ہو گئے تو پھر آواز آئی کہ اپنی

منت پوری کرو۔

چونکہ طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے ان کی اپنی منت بھول چکی تھی تو ایک بکرا ذبح کر دیا پھر آواز آئی کہ منت پوری کرو، اس مرتبہ انہوں نے اپنے والد سے پوچھا (بکرا، گائے اور اونٹ کی قربانی کے بعد) اونٹ سے بڑی قربانی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، اپنے بیٹوں میں سے ایک کی قربانی۔

اس پر جناب عبدالمطلب نے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور اپنی منت والا واقعہ یاد آنے پر سنایا، لہذا طے ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور جس بیٹے کا نام نکلے وہ قربان کیا جائے۔ جب قرعہ ڈالا گیا تو نام نکلا جناب عبد اللہ کا جناب عبدالمطلب جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے لگے تو ان کی ہمشیرگان اپنے بھائی کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ المختصر یہ طے ہوا کہ اونٹوں اور جناب عبد اللہ کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اگر نام نکلے اونٹوں کا تو دس اونٹ ذبح کر دیئے جائیں اور اگر نام نکلے جناب عبد اللہ کا تو پھر دس اونٹ بڑھا کر بیس اونٹوں اور عبد اللہ کے نام کی پرچی ڈالی جائے۔ جب تک اونٹوں کے نام قرعہ نہ نکلے دس دس اونٹوں کا اضافہ کرتے جاؤ۔ جتنے اونٹوں کے نام جا کر پرچی نکلے وہ اونٹ ذبح کر دو۔ اس طرح دیت ادا ہو جائے گی اور تمام نذر پوری ہو جائے گی۔

اول دس اونٹ مقابلہ میں رکھے گئے۔ قرعہ ڈالا تو جناب عبد اللہ کے نام نکلا پھر دس اونٹ اور بڑھائے پھر دس اونٹ اور بڑھائے۔ اسی طرح ہر بار قرعہ جناب عبد اللہ کے نام نکلتا تھا لیکن سو اونٹ ہونے پر قرعہ اونٹوں کے نام نکلا یہ دیکھ کر تمام قبیلہ خوش ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب نے مزید اطمینان کی خاطر تین بار قرعہ اندازی کی۔ تینوں مرتبہ ہی قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ اس پر انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ کی بجائے سو اونٹوں کی قربانی پسند فرمائی ہے۔

کتب سیرت، حلیہ، ابن سعد زرقانی، مدارج وغیرہ۔

بہر حال آقا کریم علیہ السلام نے ابن ذیحسین ہونے کو اپنے فضائل کے باب میں بیان فرمایا اور ان دونوں ذبیحوں سے مراد حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد واقعہ:

(1) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کے قربان کیے جانے کے اس واقعہ سے پہلے دیت صرف اور صرف دس اونٹ تھی اور اسی کے مطابق سب سے پہلے دس اونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی کی گئی لیکن جب سواونٹ پر جا کر بات ختم ہوئی تو گویا یہ اشارہ تھا کہ اگر ایک انسان کا بدلہ ہو سکتے ہیں تو، سواونٹ ہی ہو سکتے ہیں۔ اس بنا پر دیت دس کی بجائے سواونٹ مقرر ہوئی اور یہی دیت اس وقت سے تاقیامت جاری و ساری ہوئی۔ چنانچہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:-

اُن دنوں دیت دس اونٹ تھی، اور سب سے پہلے شخص جناب عبدالمطلب ہیں کہ جنہوں نے ایک شخص کی دیت سواونٹ مقرر کی۔ ان کی یہ سنت قریش اور عرب میں جاری ہو گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ دیت کو اس طریقہ پر جاری رکھا جیسا کہ شروع ہو چکی تھی۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت

(2) جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ”ابن ذیحسین“ کہلانا بہت پسند تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے لیے باعثِ فضیلت سمجھتے تھے، چنانچہ قحط سالی کے دوران ایک عربی نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ سوال کیا۔ اے ابن ذیحسین! اس چیز سے ہمیں بھی کچھ عطا فرمایا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا مشقت عطا فرمایا ہے یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور تبسم فرمایا۔

چنانچہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ بارگاہ نبوت میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور شکایت کی کہ زمین خشک ہوگئی اور کہنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں شہروں کو خشک چھوڑ کر آیا ہوں، مال ہلاک ہو گئے لہذا اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عطا فرمایا ہے اس میں یہ سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیں، اے ابن ذبیحین!

یہ لفظ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور انکار نہ فرمایا۔

انسان المعین فی سیرۃ الامین الامامون جلد 1 صفحہ 55، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کشاف جلد 4 صفحہ 54، مرکز اہلسنت برکات رضا ہند

خصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 70، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت عبدالمطلب اور ان کے صاحبزادے جناب عبد اللہ رضی اللہ عنہ مؤحد اور مومن تھے۔ اگر انہیں خدا سے پیار نہ ہوتا یا خدا کو نہ مانتے ہوتے تو کبھی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے اور نہ جناب عبد اللہ رضی اللہ عنہ ذبح ہونے کے لیے تیار ہوتے، اگر ایسا نہ ہوتا اور جناب عبد اللہ غیر مومن ہوتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذبح ہونے کو اپنے لیے باعث فضیلت نہ سمجھتے اور نہ ہی ”ابن ذبیحین“ کہنے پر خوش ہوتے۔

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے تھا جس کی انہوں نے تعمیل کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح اللہ کہلائے۔ ادھر جناب عبدالمطلب کی منت درست تھی اور ان کی تعمیل پر ان کے صاحبزادے عبد اللہ، ذبح کہلائے۔ اگر جناب عبدالمطلب کی منت درست نہ ہوتی تو ان کی قربانی دینا شرعاً پسندیدہ نہ ہوتا اور نہ ہی ایسے غلط کام اور ایک..... کے ذبح ہونے کو خود کے لیے باعث فضیلت سمجھتے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنبہ فدیہ دے کر بچا لیا اور جناب

عبداللہ کو سواونٹ دیت کے ذریعے سے بچا لیا کیونکہ دونوں کی مقدس پیشانی میں نور محمدی جلوہ فرما تھا اور پھر دونوں کو ذبح کا درجہ بھی عطا فرما دیا۔

تو یہ جناب عبدالمطلب کا قربان کرنا، ان کے مومن ہونے کی دلیل اور قربانی کے لیے سر نیا زخم کرنا اور سواونٹ دیت مقرر ہونا اور آقا کریم علیہ السلام کا اسے اپنے لیے باعث فضیلت سمجھنا اور دو ذخیوں کا بیٹا بن کر خوش ہونا یہ حضرت عبداللہ کے مومن ہونے کی دلیل ہے۔

جناب عبداللہ کا تقویٰ و طہارت:

علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

رقیعہ بنت نوفل اپنے بھائی سے سنا کرتی تھی کہ اس امت میں ایک نبی تشریف لانے والے ہیں تو اس نے جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا۔

وفیہ نور المصطفیٰ و ظننت ان النبی الکائن فی هذه الامه منه
و کان احسن رجل.....

اور اس چہرے میں نور مصطفیٰ جھلک رہا تھا اور اس نے گمان کیا کہ آنے والا نبی اس شخص سے ہوگا۔ جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں سے خوبصورت ترین شخص تھے۔

دیکھ کر کہنے لگی کہ میں اتنے اونٹ تھے تجھے دوں گی جتنے تیری خاطر ذبح کیے گئے تھے (یعنی سواونٹ) لیکن اس شرط پر کہ تو ابھی مجھ سے جماع کرے۔ شاید اس طرح کا نکاح ہو جو گواہوں اور ولی کے بغیر ہو۔ وہ ان کی شریعت میں جائز تھا کیونکہ یہ عورت نہ تو زانیہ تھی اور نہ زنا کرنے کا ارادہ کرنے والی بلکہ باحیاء اور پاکدامن عورت تھی۔

لمارات فی وجهہ بن نور النبوة ورجت ان تحمل
لبهذا الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

جب اسے جناب عبداللہ کے چہرے میں نور نبوت نظر آیا تو اس نے یہ ارادہ کیا کیونکہ وہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ میں نبی آخر الزماں سے حاملہ ہو جاؤں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہ چاہا وہ جس کے مقدر میں تھا اسے ہی ملنا تھا۔
تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اسے راہ دکھائی تیرے در کی
اس پیش کش کے جواب میں جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:
دیکھو! میرے والد محترم میرے ساتھ ہیں اور میں ان کے خلاف نہیں جاسکتا اور نہ ہی ان کی جدائی برداشت کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی فرمایا کہ:-

حرام سے تو موت بہتر ہے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اس کو حرام جاننا اسی طرح تھا جس طرح وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کو کچھ حلال و حرام کی باتیں جانتے تھے جیسا کہ جنابت کا غسل اور حج وغیرہ لہذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ دور جہالت میں ہونے کے باوجود آپ حلال و حرام کا علم تھا اور آپ نے اس عورت سے فرمایا:-

کیونکہ تیرا اور میرا نکاح ہوا اس لیے تیری پیش پوری کرنا حلال نہیں کیونکہ ایک کریم شخص اپنی عزت اور اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور میں اسی زمرے کا آدمی ہوں (یعنی کریم بھی اور عزت والا بھی)۔

زر قانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 190، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس کے بعد کیا ہوا یہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی پڑھیے۔
رقعیہ بنت نوفل کہنے لگی، خدا کی قسم میں بدکار عورت نہیں ہوں لیکن میں نے تیرے چہرے میں نور نبوت دیکھا تھا تو میں نے چاہا کہ میں اس کی امین بن جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو یہ منظور نہ ہوا۔

اس نے جہاں منتقل کرنا تھا کر دیا۔ جب قریش کے جوانوں کو خبر ملی کہ فلاں عورت

نے اپنے آپ کو عبد اللہ بن مطلب پر پیش کیا اور انہوں نے انکار کر دیا تو انہوں نے اس عورت سے اس کا تذکرہ کیا، تو اس نے چند اشعار کی صورت میں جواب دیا۔

(1) میں نے ایک بجلی کی طرح نور دیکھا جس نے کالے بادلوں کو بھی جگمگا رہا تھا۔

(2) اس بجلی میں ایسا نور تھا جو کامل چاند کی طرح اپنے ماحول منور کر رہا تھا۔

(3) میں نے چاہا کہ میں اسے حاصل کروں تاکہ میرے لیے باعث فضیلت ہو جائے

لیکن ہر پتھر جس کو رگڑا جائے اس سے آگ نہیں نکلتی، بقول دیگر

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں

کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں ہی کی خاطر

(4) مگر اس زہری عورت (یعنی سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا) کی عظمت، اللہ ہی عطا

کرتا ہے۔

جس نے اے عبد اللہ! تمہارے دونوں کپڑے (یعنی نبوت و حکومت) کے لیے

اس نے کہا لے لیا یہ وہ کیا جانے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے کچھ عرصہ بعد

حضرت عبد اللہ نے اسے پیغام بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں تو وہ

کہنے لگی، اب مجھے تمہارے اندر کوئی بات نظر نہیں آتی، میں تیار نہیں ہوں کیونکہ پہلی مرتبہ

جب تمہارا گزر میرے سامنے سے ہوا تھا تو میں نے تمہاری دونوں کے آنکھوں کے

درمیان آسمانوں کی طرف بلند ہوتا ایک نور دیکھا تھا۔

اب جبکہ تم نے آمنہ سے شادی کر لی ہے تو وہ نور تمہاری پیشانی میں نہیں رہا جب

جناب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہاں

میں آپ کے بچے کی امین ہوں۔ تو جناب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:-

قد حملت خیر اهل الارض.....

تو ایسے بچے کی والدہ بننے والی ہے جو روئے زمین پر اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

خصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 70، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت
وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے
سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے
بعض کتب میں اس عورت کا نام ”فاطمہ خمیہ“ لکھا ہے دیکھو!

مواہب اللدین مع زرقانی جلد 1 صفحہ 191، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
حضانہ الکبریٰ جلد 1 صفحہ 69، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
دلائل النبوة صفحہ 130، النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 337، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 28، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
الانوار الحمدیہ صفحہ 20، حقیقت کتابوی ترکی استنبول 1432ھ

فوائد:

- اس روایت سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔
- (1) ایک پاک دامن عورت نے انہیں اپنی شریعت کے مطابق حقوق زوجیت ادا کرنے کی دعوت دی تھی۔
 - (2) اس عورت کو آپ کی پیشانی میں نور نبوت نظر آیا تھا اس لیے
 - (3) آپ دین ابراہیمی کے کچھ حلال و حرام کے مسائل جانتے تھے اور ان پر عمل میرا بھی تھے اس لیے آپ نے ایسے نکاح کو ناجائز کہہ کر انکار کر دیا۔
 - (4) آپ نے فرمایا کہ میں ناجائز کام کر کے اپنی عزت و دین کو برباد نہیں کر سکتا۔
 - (5) پھر وہی نور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں منتقل ہو گیا۔
 - (6) آپ نے سوا دھڑ ٹھکرا دیئے مگر فرمایا کہ حرام کام سے تو موت بہتر ہے۔

یہ روایت آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان تو ایک طرف، متقی اور پرہیزگار اور خوف خدا اور احترام والدین کی واضح دلیل ہے اور اس سے آپ کے تقویٰ و طہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کا حسن و جمال:

علامہ سید احمد بن زینی، دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

جس طرح مصر کی خواتین حضرت یوسف علیہ السلام کے شہکار حسن کو دیکھ کر مدہوش ہو گئی تھیں، اس طرح عرب کی عورتیں قریش کے اس نوجوان رعنا کے جمال بے مثال پر فریفتہ تھیں اور ہوش و خرد سے بے گانہ ہو چلی تھیں۔ رب تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کو راہ راست پر ہی رکھا۔

وكان اجملهم فشففت به نساء قریش و كدن ان تذهب
عقولهن.....

وہ حسین ترین انسان تھے قریش کی عورتیں ان کی محبت میں پاگل اور دیوانی
ہوئی جاتی تھیں

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 207، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ الخیسی جلد 1 صفحہ 331، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

السيرة النبویہ جلد 1 صفحہ 49، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

دس بیس نہیں سینکڑوں لڑکیاں ان کی محبت میں گرفتار تھیں اور آس لگائے بیٹھی تھیں کہ ہماری شادی عبد اللہ سے ہو جائے گی، مگر جب عبدالمطلب نے سیدہ آمنہ کو منتخب کر لیا تو عشق عبد اللہ میں دارفتہ لڑکیاں، عمر بھر غم محبت کو دل میں سمائے کنواری بیٹھی رہیں اور انہوں نے کہیں بھی شادی نہیں کی..... کہ اگر عبد اللہ نہیں تو پھر کوئی نہیں!.....!

ہاں! مجھے اپنی ان تنہائیوں سے پیار ہے۔ یہ جو میرے ساتھ ہیں تیرے چلے

جانے کے بعد۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
جب عبد اللہ کی شادی آمنہ سے ہوئی تو نبی محروم اور نبی عبد مناف کی 2 سولڑکیاں
شمار کی گئیں جنہوں نے عبد اللہ کو نہ پاسکتے کے غم میں مرتے دم تک شادی نہیں کی.....
زر قانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 193، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسا انسان آپ کی نظروں سے گزرا ہے جس کے غم فراق
میں 2 سولڑکیاں نے شادی سے انکار کر دیا ہو؟ نہیں.....! ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ قارئین کرام! کہ ذاتی طور پر کوئی شخص اتنا حسین ہو ہی نہیں
سکتا..... جناب عبد اللہ کے جمال بے مثال و باکمال کا اصل راز یہ تھا کہ آپ نور نبوت
کے حامل تھے۔ نور مصطفیٰ کے امین تھے۔ اسی نور کے جھلکنے کی بنا پر آپ کا چہرہ غیر معمولی
طور تاباں و درخشاں تھا، سیرت نگاروں نے لکھا ہے۔

”وکان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم یری فی وجہہ

کالکوکب الدری.....“

اور ان کے روئے انور پر نور مصطفیٰ یوں جھلکتا تھا جیسے چمکتا ہوا تارا۔

انسان العین فی سیرۃ الامین الماسون جلد 1 صفحہ 58، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

حسن اخلاق:

صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد بھی بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک
تھے، سب کے ساتھ حسن سلوک و حسن اخلاق سے پیش آتے تھے چاہے سامنے دشمن ہی
کیوں نہ ہو۔

اخلاق، مہمان نوازی، سخاوت، حیاء ادب میں بے مثل تھے، آئیے آپ کے
اخلاق اور مہمان نوازی کا ایک منظر دیکھتے ہیں۔

ملک شام سے ایک سوار نجومی کامل فرستادہ آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے

آیا کہ اس کی صلب سے وہ شخص پیدا ہوگا جو سارے مذہبوں کو مٹا دے گا اور اپنا ڈنکا بجا دے گا وہ آکر مسجد عمرہ کے قریب ٹھہرا۔

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی سیر کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اس سوار نے پوچھا، عبداللہ بن عبدالمطلب اس وقت کہاں ملے گا؟ آپ نے فرمایا یہ کھجوریں اور انگور تناول فرمائیے میں شہر جا کر دریافت کرتا ہوں کہ عبداللہ اس وقت کہاں ہے۔

وہ سوار کھانے میں مشغول ہوا، آپ شہر میں تشریف لا کر لذیذہ نفیس کھانا لے کر واپس تشریف لائے۔ اس نے پوچھا کوئی پتہ چلا عبداللہ کا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن آپ طعام تناول فرمائیے۔ اس نے کھانا کھا کر اور میوہ جات سے فراغت پا کر کہا۔ اب بتائیے! آپ نے نہایت اخلاق سے فرمایا کہ کیا کام ہے اس سے؟ اس نے کہا کہ اب آپ نے میری اتنی خدمت کی ہے، پانی پلایا کھانا کھلایا، میوہ جات پیش کیے، اب آپ سے کیا چھپانا کیونکہ آپ تو میرے محسن ہیں۔

مجھے ایک یہودی نے دس ہزار دینار کا وعدہ دے کر بھیجا ہے کہ تم جاؤ اور عبداللہ بن عبدالمطلب کا سر لے کر آؤ۔ تو میں اسے قتل کر کے انعام کے حصول کے لیے آیا ہوں، آپ نے مسکرا کر جواب دیا، عبداللہ بن عبدالمطلب تو میں ہی ہوں، آؤ سر اتار لو تا کہ میں دس ہزار دینار مل جائیں۔

وہ آپ کی خدمت گزاری اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا اور شرمندہ ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا۔ جو ایسا مہمان نواز ہو اس کی غلامی بھی باعث نجات ہے۔ لعنت ہو اس یہودی پر اور اس کے دس ہزار دینار پر، جس نے مجھے آپ جیسے عظیم انسان کا قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

ابو بن مصطفیٰ صفحہ 150، مکتبہ کنز الایمان لاہور

ایسے اخلاق کریمانہ محبوبوں کو نصیب ہوتے ہیں، مفسدوں کو تو اخلاق حسنہ کی

بوتک نصیب نہیں ہوئی۔

سخاوت عبداللہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کبیل اوڑھے ہوئے تھے اور بازار تشریف لے گئے۔ سردی کا موسم تھا دیکھا کہ ایک فقیر ننگے جسم پھر رہا ہے اس کی عرض کی کبیل مجھے دے دو۔ جب دھوپ نکلے گی واپس کر دوں گا، میرے پاس اور کپڑا نہیں ہے آپ نے فوراً اتار کر دے دیا اور فرمایا:

میں تم کو اپنی خوش سے اللہ کی رضا کے لیے دے چکا۔ واپس نہ کرنا، اس کے بعد جو لباس پہنچا تھا ایک تہیہ کے علاوہ سب اتار کر دے دیا۔ وہ سائل عرض کرنے لگا کہ مجھے اب ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ کبیل تو تمہارے سوال کرنے پر دیا اور یہ ہم اپنی خوشی سے دیتے ہیں۔

ابو بن مصطفیٰ صفحہ 151، مکتبہ کنز الایمان لاہور

سخاوت کا الگ اور منظر:

رکس مکہ، جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں میں سے ہر ایک کو روزانہ ایک دینار خرچ کرنے کے لیے دیا کرتے تھے دیگر فرزند تو خرچ کرتے مگر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ محلہ میں جا کر بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور مسافروں کو تقسیم کر دیتے اور اپنے ذاتی خرچ میں نہ لاتے۔

ایک دفعہ بھائیوں نے جناب عبدالمطلب کو یہ بات بتادی، جناب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواباً عرض کیا: میں اسی جگہ خرچ کرتا ہوں کہ میرے کھانے سے بہتر ہے اور مجھے اس کے بدلے میں جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

اور میں احکم الحاکمین سے تجارت کر رہا ہوں، یعنی بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں

کو دیتا ہوں یہ سب سن کر جناب حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ اس کے بعد بجائے ایک دینار کے دو دینار ملا کرتے، آپ دو دیناروں کو انہی گروہوں میں تقسیم کر دیتے۔

ابو بن مصطفیٰ صفحہ 151، مکتبہ کنز الایمان لاہور

اللہ کی رضا اور حصول جنت کے لیے غریبوں، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرنا فقراء کو کپڑے عطا کرنا، یہ کسی صاحب تقویٰ و طہارت مومن کا ہی ہو سکتا ہے نہ کہ کافر و شرک کا۔

ولادت عبد اللہ اور یحییٰ علیہ السلام کا کرتہ:

جس رات حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اہل کتاب کو معلوم ہو گیا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت قریب آ گیا ہے اور قرب بعثت کا علم ان کو اس طرح ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کرتہ جس میں کافروں نے آپ علیہ السلام کو شہید کیا تھا وہ خون مبارک کا خون تازہ ہو جائے گا اور یہ تازہ خون سے تر ہو جائے گا اور خون کے چند قطرے زمین پر تشریف لائیں تو یہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد کی ولادت کی نشانی ہے جو کتب آسمانی کی زبانی ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے یہ واقعہ ان کو پیش آیا اور جبہ کا خون تازہ ہو گیا اور چند قطرے اس کے زمین پر آئے۔ تو ان کو معلوم ہو گیا کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد کی ولادت ہو گئی ہے۔ یہودی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے درپے ہو گئے۔

تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 331، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

نزہۃ المجالیس جلد 2 صفحہ 212، ممتاز اکیڈمی لاہور

الموارد الحمدیہ فی مولد خیر البریہ صفحہ 40، زاویہ پبلیشرز لاہور

العمۃ الکبریٰ علی فی مولا سید ولد آدم، صفحہ 109، زاویہ پبلیشرز لاہور

نوٹ: کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ بالا کتب میں یہ واقعہ موجود ہے ہم نے تاریخ خمیس کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

حفاظت ربانی:

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب سن بلوغت کو پہنچے تو ہر عورت اور رؤساء قریش میں سے ہر ایک کی جانب سے نکاح کے پیغامات آنے لگے، یہاں تک کہ ہر گھر میں عورتوں کے مابین ان ہی کا تذکرہ ہونے لگا پھر جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم شکار کی غرض سے یہاں سے چلے جاؤ تا کہ تم ان عورتوں سے نجات پاسکو۔

چنانچہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہب زہری کے ساتھ شکار کے لیے چلے گئے۔ اہل کتاب علامتوں اور نشانیوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صلب میں ہے اور قرب و جوار سے ان کو شہید کرنے کے ارادے سے آنے لگے۔ یہاں مکہ شریف میں آکر انہوں نے عجیب و غریب واقعات کا مشاہدہ کیا اور دلیل و خوار ہو کر واپس چلے گئے چنانچہ وہب زہری کہتے ہیں کہ:-

ہم جنگل میں شکار کی تلاش میں تھے کہ اچانک ستر یہودیوں کا لشکر گھوڑوں پر سوار تلواریں سونتے ہوئے نمودار ہو گیا ان سے وہب نے ملاقات کی کہا: کس ارادے سے آئے ہو؟ تو یہودیوں نے کہا: نقتل عبداللہ۔ ہم عبداللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ وہب نے پوچھا: ما ذنبہ؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کیا قصور ہے؟ تو یہودیوں نے کہا:-

عبداللہ کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس کی پشت سے ایسا نبی ظاہر ہوگا جس کا دین

تمام دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوگا اور جس کی ملت تمام ملتوں کو ختم کرنے والی ہوگی۔ ہم سرے سے عبد اللہ ہی کو قتل کرنا چاہتے ہیں تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہو ہی نہ۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ یہودی شروع سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کے خلاف ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد یعنی ولادت نہ ہو۔ بہر حال حضرت بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی ان سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک آسمان سے ایک لشکر اتر آیا اور اس نے تمام یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔

بیان میلاد النبوی، رسائل میلاد رسول عربی صفحہ 48 مکتبہ حنفیہ لاہور پاکستان

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 29، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

مندرجہ بالا واقعہ سے بھی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بارگاہ خداوندی میں مقام و مرتبہ اور ان کے صاحب ایمان ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ جن کی حفاظت خود احکام الحاکمین فرشتوں سے کروا رہا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ اونچی شان و مقام و مرتبہ و رفعت کا مالک ہے۔

ایمان عبد اللہ پر قرآنی اشارہ:

خالق مصطفیٰ جلا و علا و صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَهُ

اور قسم ہے والد کی اور اس کی اولاد کی۔

پارہ نمبر 30 سورة البلد آیت 3

اس آیت میں والد سے مراد کون ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں لیکن اگر ہتھکڑے قانون و اصول فقہ و اصول تفسیر و عقائد حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا صحیح نہیں جب حقیقی معنی والد کے حقیقی باپ جس کی صلب سے انسان پیدا ہوا، مراد ہو سکتا ہے کہ تو پھر مجازی معنی مراد لینا کیسا؟ لہذا یہاں ہر اگر حضور علیہ السلام کے حقیقی والد ماجد حقیقی معنی

مراد ہوں تو ممکن ہے پھر جس کی قسم رب العالمین بیان فرمائے۔ اس کے کفر و شرک کا دعویٰ غلط۔ نص قطعی کے طور پر نہ سہی اگر اجمال بھی مانا جائے تب بھی مخالفین کے تردید واضح طور پر ہو سکتی ہے۔

اعتراض:

متقدمین مفسرین نے تو یہ معنی مراد نہیں لیا تو آج متاخرین یہ معنی کیسے مراد سکتے ہیں؟

جواب:

چونکہ متقدمین میں ایمان والدین کا مسئلہ پوشیدہ و اختلافی رہا اس لیے انہوں نے یہ معنی مراد نہ لیے۔ جیسا کہ حضرت شیخ صاحب نے اس بات کی وضاحت کی یہ مسئلہ متقدمین پر مخفی رہا اور متاخرین پر اللہ جل جلالہ نے اس مسئلہ کو کھول دیا۔ اب متاخرین میں چونکہ یہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے کہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین ناجی اور جنتی ہیں۔ لہذا یہ معنی مراد لینا اب درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

ابوین مصطفیٰ صفحہ 17-18 مکتبہ ایمان لاہور

وصال حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ:

نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہو گیا۔ جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرت عبدالطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کھجوریں لینے کے لیے مدینہ منورہ بھیجا۔ یا تجارت کے لیے ملک شام روانہ کیا۔ وہاں سے واپس لوٹتے وقت مدینہ میں اپنے والد کے نہال ”نبوعدی بن بخار“ میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر شریف میں وصال پا گئے اور وہیں، دارنا بغہ، میں دفن کیے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ مقام ابواء میں دفن کیا گیا

اور ابوامدینہ منورہ کے قریب ایک مقام ہے۔

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 31، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سیرت مصطفیٰ صفحہ 59، مکتبہ المدینہ لاہور پاکستان

اعتراض:

عن انس: ان رجلا قال: يا رسول الله، ابن ابی؟ قال فی

النار: فلما قضا دعاه فقال: ان ابی واباک فی النار.....

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا آگ میں ہے، جب وہ شخص اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: بے شک میرا اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔

صحیح مسلم، صفحہ 147 رقم الحدیث 499، دار المعرفہ بیروت لبنان

سنن ابوداؤد، جلد 4 صفحہ 302 رقم الحدیث 4718، دار المعرفہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حدیث شریف کے آخری الفاظ کو لے کر بعض لوگ اعتراض اور بعض باطنی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جی دیکھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ تیرا باپ آگ میں ہے تو پھر یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ آپ کے والد ماجد جہنمی ہیں (نعوذ باللہ) لہذا ان حضرات کو اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے جو اس کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا جنتی ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

جواب:

اس اعتراض کے کئی جوابات ہیں، پہلے ایک اصولی بات ذہن میں رکھیں پھر آگے چلتے ہیں۔

ضعیف احادیث کے بارے میں محدثین و فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ فضائل و مناقب میں قابل قبول ہیں لیکن ایسی احادیث سے عیب اور نقص کا اثبات نہیں ہو سکتا اس مسلم قاعدہ کے بعد ہم اس اعتراض کا پہلا جواب، علامہ جلال الدین

سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 کی تحقیق کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب، مسالک الحففاء میں لکھتے ہیں کہ ”ان ابی و اباک فی النہ“ ان الفاظ پر تمام راوی متفق نہیں ہیں۔ انہیں صرف حماد بن سلمہ نے حضرت ثابت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور یہ اس سند میں ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ اس روایت کے ایک اور راوی جناب معمر نے حضرت ثابت سے اسی مضمون والی بیان کرتے ہوئے اس کی مخالفت کی ہے۔

اور انہوں نے ”ان ابی و اباک فی النہ“ کے الفاظ ذکر نہیں کیے لیکن اس کی بجائے یوں کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا۔ جب تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے دوزخ کی آگ کی خوشخبری دینا۔ ان الفاظ میں سرکار کریم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں کسی بات کا قطعاً تذکرہ نہیں ہے اور یہ روایت، پہلی روایت سے زیادہ مضبوط ہے کیونکہ راوی ”معمر“ اپنے ہم زمانہ راوی ”حماد“ سے زیادہ ثقہ ہیں، وجہ یہ ہے کہ حماد راوی کے بارے میں علماء نے ان کے حفظ پر اعتراض کیا ہے اور یہ بھی کہ ان کی روایت کی ہوائیں بہت سی روایات میں منکر احادیث بھی ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ ان کی لے پالک (منہ بولی بیٹی) نے بہت سی باتیں ان کی کتابوں میں شامل کر دی تھیں اور حماد چونکہ اپنی ان روایات کے حافظ نہ تھے۔ اس لیے وہ حدیث بیان کرتے ہوئے ان زائد باتوں کو بھی حدیث کے رنگ میں بیان کر دیا کرتے تھے لہذا ان میں وہم پڑ گیا اسی وجہ سے بنا پر امام بخاری نے ان سے کوئی حدیث نقل نہیں کی اور نہ ہی امام مسلم نے اصولیات میں ان کی وہ روایت قبول کی جو جناب ثابت سے یہ بیان کرتے ہیں۔

حاکم نے مدخل میں کہا۔ امام مسلم نے اصولیات میں ان کی وہ روایات لیں

جو انہوں نے ثابت سے بیان کیں اور شواہد میں اس کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی ان کی روایات ذکر کیں، ان کے مقابل میں ”معمر“ راوی پر نہ تو کسی نے از روئے حفظ پر کسی نے کوئی اعتراض کیا اور نہ ان کی کسی روایت سے انکار کیا۔ بخاری اور مسلم دونوں ان سے تخریج احادیث پر متفق ہیں لہذا ان کی روایت ذکر کردہ الفاظ زیادہ مضبوط ہوئے۔ پھر ہم نے جناب معمر راوی کی حدیث کی مثل ایک حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص سے منقول دیکھی۔ امام بزار طبرانی اور بیہقی نے بواسطہ ابراہیم بن سعد عن زہری عن عامر بن سعد عن ابیہ ذکر کیا کہ:

ایک اعرابی نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا: آگ میں ہے، اس نے پوچھا کہ آپ کا باپ کہاں ہے؟ فرمایا: جب تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے آگ کی خوشخبری دینا۔ اسی روایت کے آخر میں امام بیہقی اور طبرانی نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ اعرابی بعد میں اسلام لے آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، میرا جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزر رہوتا ہے تو اس کو آگ کی خوشخبری دینا پڑتی ہے۔

البحر الزخار فی سند الہمز از جلد 3 صفحہ 299 رقم الحدیث 1089، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 192-191، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المعجم الکبیر جلد 1 صفحہ 101 رقم الحدیث 330، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کشف الاستار عن زوائد ابزار جلد 1 صفحہ 65 رقم الحدیث 93، مؤسسہ الرسالہ بیروت

علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال حدیث صحیح کے رجال ہیں۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ یہ اسناد امام بخاری اور مسلک کی شرط پر ہیں۔

لہذا اس حدیث کے الفاظ پر اعتماد معین ہوا اور اس روایت کو دوسری روایت پر فوقیت

لازم ہوئی۔

نوٹ: علامہ سیوطی نے یہ حدیث ابن ماجہ کے حوالے سے مع سند ذکر کی ہم ابن

ماجد کا حوالہ عرض کیے دیتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 411 رقم الحدیث 1573، فرید بک شال لاہور

روایت میں اس زیادتی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لفظ عام انداز میں ذکر فرمائے اروان کے عام ہونے کی وجہ سے مذکورہ اعرابی نے مسلمان ہونے کے بعد ان پر عمل کرنا ضروری سمجھا، اسے اسی وجہ سے یہ گراں معلوم ہوا کہ آپ کا ارشاد ہر کافر و شرک کے لیے تھا اور اگر آپ کا جواب پہلے الفاظ کے ساتھ ہوتا:

یعنی میرا باپ بھی دوزخ میں ہے، تو اس جواب میں اعرابی کے لیے کوئی حکم نہیں ہے جسے پورا کرنا کے لیے وہ مشقت میں پڑتا حالانکہ وہ اپنی مشقت کا ذکر کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ الفاظ (جو پہلی روایت میں مذکور ہیں) راوی کی دخل اندازی کا نتیجہ ہیں۔ اس نے روایت کو اس کے معنی کے پیش نظر اپنے الفاظ میں بیان کیا اور جو اس کے سمجھا بیان کر دیا۔ اس لیے مذکورہ الفاظ (یعنی میرا باپ آگ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

سیوطی، الحاوی للفتاویٰ جلد 2، صفحہ 214، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

خلاصہ:

ان ابی و ابناک فی النار کے الفاظ جس روایت میں ہیں اس کے راوی جناب حماد اتنے مضبوط نہیں جس قدر ان کے ہم عصر اور استاد بھائی جناب معمر ہیں۔ دونوں اپنے شیخ جناب ثابت سے یہ روایت ذکر کرتے ہیں لیکن حماد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں اور معمر کی روایت میں نہیں۔ حماد کے غیر مضبوط ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے ان کی کوئی روایت ذکر نہیں کی لیکن معمر کی روایت بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہیں۔ پھر اسی مضمون کی ایک اور سلسلہ سے حدیث بھی کتب حدیث میں موجود ہے جسے امام طبرانی بیہقی اور ابن ماجہ وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا ہے۔ اس میں بھی

یہ الفاظ موجود نہیں، تو ان واقعات و شواہد کے پیش نظر نتیجہ یہ نکلا کہ یہ الفاظ (جسے مخالفین پیش کرتے ہیں) مذکورہ حماد راوی کی طرف سے روایت بالمعنی کی صورت میں ذکر ہو گئے، لہذا ان الفاظ کو بطور استدال پیش کرنا حقیقت حال سے بے خبری کے مترادف ہے۔

نورالعین صفحہ 113 فرید بک شال لاہور

تبصرہ سیالوی:

میں کہتا ہوں کہ جب حماد کی روایت سے جناب معمر کی روایت علامہ سیوطی کی تحقیق کے مطابق قوی ہے، حماد سے معمر بھی قوی، اور معمر کی روایت وہی جسے حماد نے ثابت سے روایت کیا اسے ہی معمر نے ثابت سے روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ (میرا باپ دوزخ میں) نہیں ہیں اور اس کی تائید بھی حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث صحیح سے ہوتی ہے۔

اور حماد کی روایت حضور علیہ السلام کے والد ماجد پر اعتراض بھی آتا ہے اور قرآن و حدیث و روایات سے آپ کے والد کا جنتی اور ناجی ہونا بھی معلوم ہوتا اس سب کے ہوتے ہوئے حضرت معمر کی روایت کو ترجیح دینا ہی بہتر ہے جس کی تائید میں اور بھی حدیث صحیح ہے جو کہ بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

دوسرا جواب:

اس اعتراض دوسرا کا جواب یہ ہے کہ اگر مسلم کی روایت کو بھی مانا جائے تو بھی آپ علیہ السلام کے والد ماجد کا دوزخی اور معذب ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آقا کریم علیہ السلام بھی اپنے گنہگار غلاموں کو چھڑانے کے لیے دوزخ میں تشریف لے جائیں گے۔

اس کے علاوہ دیگر فرشتوں کا دوزخ میں جانا جناب روح الامین کا جہنم میں

احادیث سے ثابت ہے، لہذا صرف آگ میں جانے سے عذاب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

تیسرا جواب:

اس کا یہ ہے کہ مسلم کی اس حدیث میں باپ سے مراد چچا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے جب اس اعرابی سے فرمایا کہ تیرا باپ دوزخ میں ہے تو اس کی تالیف قلب کے لیے کہ اس کے دل کو ٹھیس پہنچے گی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

میرا باپ یعنی چچا بھی دوزخ میں ہے۔

جیسا کہ علامہ خفاجی اور دیگر علماء نے لکھا ہے اور لفظ آپ کا چچا کے معنی میں استعمال قرآن و حدیث میں کئی مقامات موجود ہے۔ لہذا اس حدیث سے نبی کریم علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا دوزخی ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ حدیث قطعی الدلالہ نہیں ہے۔



باب 7:

فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

وہ ذات جس کے جسد معظم نے ابواء کو رشک قمر کر دیا جس کی گود سرور کشور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ نبی، جس کی خدمت کو آسیہ و مریم رضی اللہ عنہما آئیں۔ حوریں حق غلامی بجالائیں یعنی:

سیدہ طاہرہ، طیبہ، آمنہ بنت وہب الزہریہ رضی اللہ عنہا قریش کے قبلہ بنو زہرہ سے تھیں۔ زہرہ جناب کلاب کے بیٹے تھے اور جناب کلاب سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے تیسرے دادا ہیں۔ اور یہی وہ مقدس ہستی ہے جن میں حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب جمع ہوتا ہے۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد 1 صفحہ 25، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کا نام وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھا جبکہ دادا جان عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھے، دادی جان کا نام قیلہ تھا اور کہا جاتا ہے ہند بنت ابی قیلہ اور ابو قیلہ کا نام وجزین غالب ابن الحارث تھا۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 44، دار احیاء التراث العربی بیروت

المختصر فی تاریخ الملوک والامم جلد 2 صفحہ 35 دار الفکر بیروت

سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی برہ بنت عبد العزازی بن عثمان اور نانا جان عبد العزازی بن عثمان بن عبد الدار تھے۔



دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 183، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
جیکہ نانی کا نام نامی اُم حبیب بنت اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرة تھا
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد 2 صفحہ 35 دارالفکر بیروت

سیدہ آمنہ کا سلسلہ نسب:

امنے بنت وہب بن عبد مناف بن زهرة بن کلاب بن مرة بن
کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانة
طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 44، دار احیاء التراث العربی بیروت
دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 183، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے والدین یعنی وہب بن عبد مناف اور برہ بنت
عبد العزی کی اکلوتی صاحبزادی تھیں، آپ کا کوئی بہن بھائی نہ تھا۔
تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 335، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

خاندانی شرافت:

خاندانی شرافت کا اندازہ تو اس بات سے ہی ہو جاتا ہے کہ آپ عرب کے قبیلہ
قریش سے تعلق رکھتی تھیں اور فقط اسی قدر نہیں کہ والد گرامی قریشی ہے بلکہ والدہ ماجدہ برہ
بنت عبد العزی اپنے والد عبد العزی بن عثمان اور والدہ اُم حبیب بنت اسد دونوں کی
طرف سے قریشی تھی اور قریش کی عظمت تو حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
خود فرمائی، جیسا کہ گزشتہ اوراق میں آپ احادیث مبارکہ پڑھنے کا شرف حاصل کر چکے
ہیں ذیل میں ہم حصول برکت کے لیے ایک حدیث شریف لکھنے کا شرف حاصل کرتے
ہیں۔

بلبل سدرۃ جناب جبرائیل علیہ السلام حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے
مجھے دیکھ بھال کے لیے بھیجا تو میں نے زمین کے مشرق و مغرب، پہاڑ و میدان کچھ

لگایا تو مجھے کوئی قبیلہ مضر سے بہتر نہ ملا، پھر مجھے حکم فرمایا تو میں نے مضر کا چکر لگایا تو مضر کا کوئی قبیلہ مجھے کنانہ سے بہتر نہ ملا۔ پھر مجھے اللہ تعالیٰ عز و جل نے حکم فرمایا تو میں نے کنانہ کا چکر لگایا تو کنانہ کا قبیلہ میں سے بہتر نہ پایا۔

سبل الہدی والمرشاد، جلد 1 صفحہ 236، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور صرف اس قدر ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ قریش سے تھیں بلکہ آپ نے قریش کے قبیلہ بنو ہرہ سے تھیں، بنو ہرہ اور بنو ہاشم عرب کے وہ قبیلے ہیں جنہیں عرب کے سب قبیلوں پر شراقت حاصل تھی۔ سب سے زیادہ مکرم سمجھے جاتے تھے اور اسی لیے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا:-

”خرجت من افضل حیین من العرب ہاشم و زہرة.....“

میری جلوہ گری عرب کے سب سے زیادہ فضیلت والے دو قبیلوں بنو ہاشم اور بنو ہرہ سے ہوئی۔

کفایۃ الطالب اللیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 66، دارالکتب العلمیہ بیروت

قریش اور بنو ہرہ سے ہونے کے بعد آپ کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ آنجناب وہب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور جناب وہب وہ معزز شخص تھے جن کو بنو ہرہ کی سرداری حاصل تھی، سیادت بنو ہرہ آپ ہی کے ہاتھ تھی اپنی قوم کے رئیس تھے جیسا کہ علمائے سیرت نے لکھا ہے۔

”وہو یو منذ سید نبی زہرة سناو شرفا.....“

یعنی جناب وہب بن عبد مناف عمر اور عزت و شرافت کے اعتبار سے اپنے دور میں تمام بنو ہرہ کے سردار تھے۔

البدایۃ والنہایۃ جلد 1 صفحہ 706، دارالاشاعت کراچی۔

شخصی رفعت:

خاندانی شرافت کے بعد جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شخصی عزت و کرامت کو

دیکھا جائے، ذاتی رفعت و منزلت پر نگاہ دوڑائی جائے تو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عظمت مزید نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ اس مقدس خاتون کا ذکر کرنے سے دل و دماغ سکون پاتے ہیں اہل محبت کے ایمان میں ایک نئی تازگی آ جاتی ہے۔

کون سی ایسی برائی تھی جو اہل عرب میں نہیں تھی؟ فقط مرد ہی نہیں، عورتوں کی حالت میں نازک تھی، بے حیائی کا دور دورہ تھا، زنا اور فحاشی عام تھی، مؤرخین لکھتے ہیں کہ عرب کی عورتیں مردوں کے ساتھ زنا کرتی رہتی تھیں اور اگر بعد میں مرد چاہتا تو نکاح کر لیتا اور نہ چھوڑ دیتا۔

انسان العیون جلد 1 صفحہ 61، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس طرح کے حالات پر نظر کرنے کے بعد حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مطہرہ کو دیکھئے تو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے، دل و دماغ حیرت میں ڈوب کر رہ جاتے ہیں، ادھر عرب کی عورتوں میں زنا عام اور اس گمنے گزرے، فحاشی و بے حیائی کے دور میں بھی آقا کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ، آمنہ طاہرہ کے نام و لقب سے مشہور تھیں۔ یعنی پاک آمنہ، ایک طرف تو عرب کی عورتیں کو کھلے عام مردوں میں پھرتی ہیں، مردوں کے ساتھ اختلاط، معمولی بات خیال کرتی ہیں اور دوسری جانب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی مردوں سے دور مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تو کجا کبھی غیر مرد کی آپ پر نظر نہ پڑی، کبھی بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، علامہ سیوطی لکھتے ہیں یہ بات صحت سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کمال درجہ کی باپردہ خاتون تھیں، گھر سے باہر نہ نکلتیں تھیں اور نہ مردوں سے میل جول رکھتی تھیں۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے کردار کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اشراف قریش کی طرف سے آپ کے نکاح پیغام آیا کرتے اور آپ کے والد گرامی جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تو آپ انکار کرتیں اور فرمایا کرتی:

ابا جان! ابھی تو میری شادی کا وقت ہی نہیں آیا.....“

اور وہ کردار کی رفعت ہی تھی کہ آپ کو قوم بھر کی عورتوں سے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا، مرتبہ سیارت کی مستحق فقط آپ کی ذات گرامی جانی جاتی تھی اس لیے آج تک علمائے امت بیک زبان اس بات کے معترف ہیں کہ:

وہی یومئذ سیدۃ نساء قومہا.....“

اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو نبی شرافت کے علاوہ بھی وہ کمالات عطا کیے گئے تھے کہ آپ اپنے دور میں ساری قوم کی عورتوں کی سردار تھیں۔
البدلیۃ والنہایۃ جلد 1 صفحہ 706، دارالاشاعت کراچی پاکستان
علمائے سیرت لکھتے ہیں کہ:

وہی یومئذ افضل امرأة فی قریش نسبا و موضعا.....“

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نسب و مرتبہ کے اعتبار سے قریش کی افضل ترین عورت تھیں۔

سیرت ابن ہشام مع رؤس الانف جلد 1 صفحہ 346، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 102، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

انسان العیون جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور اب ذرا جناب حضرت عبدالمطلب کے وہ کلمات ملاحظہ فرمائیے! جو آپ نے سیف بن ذی یزن کے سامنے بیان کیے۔

کریمة من کرائم قومی آمنة بنت وهب بن عبدمناف.....“

میری قوم کی باعزت عورتوں سے ایک بزرگ اور صاحب شرف عورت آمنہ بنت وہب بن عبدمناف.....“

دلائل النبوة جلد 2 صفحہ 13، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

قارئین کرام! ذرا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان تاریخی کلمات پر غور فرمائیں تو روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا عزت و منزلت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں۔ جیسے حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ پیکر سیارت و شرافت تھے۔ یونہی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جسمہ شرم و حیا، نمونہ عصمت و پاکبازی، پیکر حکمت و دانائی رشک خواتین عالم تھیں اور کیوں نہ ہوں؟

یہ ذات تو وہ ذات تھی جس کی گود میں دو عالم کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی تھی۔ جس کے گھر سرور کشور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقوام عالم نے سرنگوں ہونا تھا جن کے سلسلہ نہیں کی ہر ماں پیکر و شرافت اور منبع حیا تھی، محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ

کتبت للنبی خمستما أم فما وجدت فيهن سفا حوا ولا شياً
مما كان من امرأة الجاهلية.....

میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سواصحاب کے حالات کو لکھا، تو ان میں زنا اور جہالت کی برائیوں میں سے کوئی برائی بھی نہ پائی۔

الخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 64، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

واہ رتبہ تیرا سیدہ آمنہ	نور ہے آپ کا سیدہ آمنہ
کب کسی کے مقدر میں ہے وہ ہوا	آپ کو جو ملا سیدہ آمنہ
ساری توحید ہے تیری آغوش میں	مومنہ مسلمہ سیدہ آمنہ
کس کو ایمان ہے ان سے بڑھ کر ملا	گھر ہیں ایمان کا سیدہ آمنہ
آپ مالک ہیں کوثر و فردوس کی	نور حق کی ضیاء سیدہ آمنہ
سارے نبیوں کا سلطان و سردار ہے	آپ کا لاڈلا سیدہ آمنہ
آپ ملکہ ہیں جنت کی فردوس کی	آپ پر ہم فدا سیدہ آمنہ
سب فرشتوں کی جھکتی جہیں ہے جہاں	وہ ہے حجرہ تیرا سیدہ آمنہ
از ازل تا ابد پاک ہی پاک ہے	سب گھرانہ تیرا سیدہ آمنہ
اپنے محتاج صائم پہ بہر خدا	ہو نگاہ عطا سیدہ آمنہ

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا نسب اور شرف نسبی اور شرف شخصی و ذاتی، شرم و حیا، عفت و پاکدامنی، کردار و گفتار کی پاکیزگی، طاہرہ کا لقب یہ سب باتیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کی دلیل ہیں کہ آپ موحده مسلمہ اور مومنہ تھیں کیونکہ ایسا شرم و حیا طہارت عفت کسی کافر کا نہیں ہو سکتا۔

آپ کے ایمان پر واضح دلیل:

لح پال آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس تھی اپنی امی جان کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، ابھی ابواء زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں پہنچے ہی تھے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت مبارک زیادہ خراب ہو گئی۔ سفر کو جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ تقدیر کا نوشتہ غالب آ گیا۔ آپ کو اپنے وصال کا یقین ہو گیا اپنے اس نو عمر نور نظر، سید انس و جاں کے چہرہ انور پر نظر شفقت و وداع ڈالی اور اپنے شہزادے کو ان آخری لمحات میں آپ نے نصیحت بھرے کلمات ارشاد فرمائے، وہ کلمات بلکہ میں کہوں گا کہ وہ تاریخی کلمات جو کہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

وہ صرف نصیحت ہی نہیں بلکہ آپ کے ایمان کی شہادت ہیں۔ آپ کے دین و مذہب کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کلمات و ملفوظات کو اگر بغض کی عینک اتار کر پڑھا جائے، نظر انصاف پڑھا جائے تو آپ کے دامن کی کفر و شرک بلکہ ہر طرح کی برائی سے پاک پاکیزگی آفتاب نصب النہار کی آشکار ہو جاتی ہے جن کو سننے سے اہل محبت ایمان کو تازگی اور محبت کو نیا نکھار مل جاتا ہے۔

آئیے کلام سیدہ آمنہ پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں اور اپنے قلب و جاں کی راحت و ٹھنڈک کا سماں کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں۔

بارک فیک اللہ من غلام..... یا ابن الذی من حومة الحمام
اے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا فرمائے، اے اس شخص کے بیٹے جو

موت کے اچانک آنے سے نجات پا گئے۔

رجا بعون الملك الحلام..... فودی غداة الضرب بالسهمام
 بہت علم والے بادشاہ کی مدد سے، جس دن قرعہ اندازی کی گئی
 وانت مبعوث الى الانام..... من عند ذی الجلال والاكرام
 تو، تو دنیا والوں کے لیے نبی بنایا جائے گا، رب ذو الجلال والاكرام کی طرف سے
 تبعث فی الحل وفي الحرام..... تبعث بالحقیق والاسلام
 تیری نبوت عامہ حل و حرام دونوں میں ہو گئی، تم حقائق و اسلام کے ساتھ
 مبعوث ہو گئے۔

دين ابيك البر ابراهيم..... تبعث بالتخفيف والاسلام
 تمہارے نیک باپ ابراہیم کے دین، تو مبعوث کیا جائے تخفیف اور اسلام
 کے ساتھ

ان لا تو اليها مع الاقوام..... فالله انفاك عن الاضام
 ان گمراہ قوموں کے ساتھ نہ ملنا، میں تجھے بتوں سے روکتی ہوں
 اس کے بعد فرمایا:

كل حبي ميت، وكل جديد بال، وكل كبير يغنى، وانا ميتة
 و ذكرى باقى، وقد تركت خيرا وولدت طهرا.....
 ہر زندہ کو مرنا ہے، ہر نئی چیز پرانی ہونے والی ہے، اور ہر بڑا فنا ہو جاتا ہے، اور میں
 دنیا چھوڑ کر جا رہی ہوں لیکن میرا ذکر باقی رہنے والا ہے کیونکہ میں اپنے پیچھے بھلائی چھوڑ
 کر جا رہی ہوں اور ایک پاک بچے کو جنم دیا ہے۔

سبل الہدی والرشاد جلد 2 صفحہ 121، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ الخمیس 1 صفحہ 421، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 78، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

المواہب اللہ نیہ جلد 1 صفحہ 105، فرید بک شال لاہور
 زر قانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 311-310، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
 الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 211، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کیا یہ اشعارہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان و اسلام اور موحده و مومنہ و مسلمہ اور ملت ابراہیمی پر ہونے کی واضح دلیل نہیں ہیں؟ خدا کی الوہیت کا ذکر ہے، نبوت مصطفیٰ کا ذکر ہے، آقا کریم علیہ السلام کی رسالت عامہ کا ذکر ہے۔

بتوں سے بیزاری کا ذکر ہے، دین اسلام کا ذکر رہے اور وہ بھی آپ بوقت وصال یہ سب کچھ فرما رہی ہیں تو کیا ابھی بھی شک ہے آپ کے ایمان پر؟

جو اپنے شہزادے کو بتوں سے بچنے کی وصیت کر دی ہیں وہ بھلا خود بتوں کی پوجا کیسے کر سکتی ہیں؟ لہذا ثابت ہوا کہ موحده اور مومنہ اور مسلمہ تھیں اور اسی حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ صحت مبارک کے زیادہ خراب ہونے سے اسی جگہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار ابواء شریف میں ہی ہے۔ ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ قدیم شاہرہ جو کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتی ہے اس پر ایک ہزار گاؤں، مستورہ کے نام سے آتا ہے یہاں سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے دائیں طرف چند میل کے فاصلہ پر ابواء کی بستی ہے، بستی سے باہر ایک اونچا ٹیلا ہے ارد گرد جھاڑیاں اور کیکر کے درخت ہیں، اس ٹیلے پر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انوار ہے۔ مزار کیا ہے کالے پتھر توڑ کر ایک جگہ بے ہنگم سا ڈھیر لگا دیا گیا ہے اور اس کے ارد گرد چار دیواری ہے وہ بھی کالے پتھروں کو جوڑ کر بنادی گئی ہے۔

مزار پر انوار کی قدرتی حفاظت:

کفار مکہ احد کے لیے آرہے تھے جب ان کا گزر ابواء معلیٰ سے ہوا تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسد اطہر کو ان کی قبر انور سے نکال لیں اور

اذیت رسول کے ارادہ سے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائیں اور بولیں:-

هذه رمة امك و اعظمها

کہ تمہاری ماں کا جسم اور ان کی ہڈیاں ہیں۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں

فكفهم الله بهذا القول اكراما لام النبي صلى الله عليه

وسلم

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام اور عزت کے

لیے ان کفار کو ان کے ناپاک ارادے سے روک دیا۔

اکمال فی تاریخ جلد 1 صفحہ 275 بحوالہ ماہنامہ اہلسنت وجماعت

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(1) معلوم ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے مزار پر انور و شگبار کی توہین کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے مزار پر انوار کی حفاظت کرنا اللہ کریم کی سنت ہے اس رب کریم نے آپ کے مزار کی حفاظت فرمائی اور کافروں کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

(3) کافر بھی یہ جانتے تھے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو اذیت پہنچانے سے، آپ کی توہین کرنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور اذیت پہنچے گی، لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو مسلمان کہلانے کے باوجود سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں، سوچیں، سمجھیں اور غور کریں وہ لوگ کہ کہیں قلب مصطفیٰ کو دکھا تو نہیں رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ آمنہ کے مزار پر:

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1147 ہجری "مناقب کردی"

کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کے مزار پر انوار پر تشریف لے گئے اور بے حد گریہ زاری کی اور ایک خشک درخت کی شاخ لے کر والدہ ماجدہ کی قبر انور کے قریب گاڑی اور فرمایا اگر یہ درخت قدرتِ خداوندی سے سرسبز و شاداب ہوگئی تو میری امی جان کے قبولِ اسلام کی علامت ہوگی، پھر وہ درخت فوراً بھرا بھرا ہو گیا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آقا کریم علیہ السلام کی دعا و معجزے سے زندہ ہو کر تفصیلِ دین پر ایمان لائیں اور دعوتِ اسلام قبول فرما کر پھر عالمِ برزخ کی طرف مراجعت فرما گئیں۔

تفسیر روح البیان جلد 1 صفحہ 219، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

نکات و اشارات:

جس مٹی کو آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا قرب نصیب ہو جائے، باوجود اس کے کہ وہ مٹی ہے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربِ مکانی کے سوا کوئی تعلق نہیں رکھتی لیکن پھر بھی علمائے کرام اس کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

ماضم اعضائه الشریفة فانه افضل مطلقا حتی من الکعبۃ

والعرش والکرسی.....“

جو جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک سے ملی ہوئی ہے۔ کائنات کی ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ، کرسی اور عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔

تفسیر روح المعانی جلد 25 صفحہ 113، مکتبہ امدادیہ ملتان

رد المحتار جلد 2 صفحہ 278، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

مرقات جلد 2 صفحہ 190، مکتبہ امدادیہ ملتان

الذیۃ العمدہ صفحہ 124، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

عصیدۃ الشہدۃ شرح قصیدہ بردہ صفحہ 110-18، میر محمد کتب خانہ کراچی

شرح صحیح مسلم للنووی جلد 1 صفحہ 446، قدیمی کتب خانہ کراچی

محترم قارئین! غور فرمائیں وہ بطن اقدس جس کے ساتھ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق، اس مٹی کے تعلق سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے نو ماہ کا عرصہ جس شکم اطہر میں آپ جلوہ افروز رہے کیا اس ماں کا اتنا بھی مرتبہ نہیں ہوگا کہ وہ جنت جاسکے؟ کیا وہ جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے؟ عقل سلیم اس قصہ کو تسلیم کرنے سے انکا کرتی ہے۔ جب جسد مصطفیٰ سے لگنے والی خاک کا یہ مقام ہے تو سیدہ آمنہ پاک کا کیا مقام ہوگا۔

دوسرا نکتہ:

قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ مجھے بوڑھی عورتوں نے کہا کہ حمل کے دنوں میں کچھ لوہا گردن میں لٹکا لو اور کچھ گر بازوؤں میں باندھ لو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر چند روز کے بعد دیکھا کہ وہ لوہے کی چیزیں کہیں گری پڑی تھیں پھر میں نے کچھ نہ باندھا۔

رحمۃ العالمین جلد 2 صفحہ 109، مکتبہ اسلامیہ لاہور، فیصل آباد 2011ء

یہ دور جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ جب عورت حاملہ ہوتی تو لوہا اس کے گلے میں اور بازوؤں میں ڈالا جاتا تو جب کچھ بوڑھی عورتوں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں اور بازوؤں میں ڈالا تو وہ ٹوٹ کر گر گیا۔ کیونکہ یہ جہالت کی نشانی اللہ تعالیٰ کو نبی کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے جسم اطہر پر پسند نہ آئی۔ تو جب ان کے جسم اطہر پر جاہلیت کی نشانی رب کریم کو پسند نہیں تو پھر ان کے باطن میں جاہلیت یا کفر و شرک رب کو کیسے گوارا ہوگا؟

تیسرا نکتہ:

علماء بیان کرتے ہیں کہ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہے وہ مچھلی جنت میں جائے گی۔

ہم کہتے ہیں کہ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں



وہ جنتی ہیں اور جس مقدس ماں کے شکم میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نو ماہ جلوہ فرما رہے ہیں وہ جنت کیونکر نہ جائیں گی؟ اور پھر بھی ذہن میں رہے کہ ادھر مچھلی اور ادھر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

ادھر پیٹ میں رہنے والے حضرت یونس علیہ السلام اور ادھر شکم اطہر میں رہنے والے سیدنا محمد مصطفیٰ، امام انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔



منقبت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

مجھ کو بھی ہے اعتراف عظمت اُمّ رسول
 مجھ کو بھی بخشی خدا نے الفت اُمّ رسول
 آنکھ کھولی ہے حبیب حق نے ان کی گود میں
 اس سے بڑھ کر اور کیا ہو حشمت اُمّ رسول
 ان کی ماں ہیں وہ جو ہیں سردار معصومین کے
 اللہ اللہ شان معصومیت اُمّ رسول
 ان کے بیٹے کا مقام اب تک کوئی سمجھا نہیں
 کوئی کیا سمجھے گا قدر و وضعت اُمّ رسول
 انقلاب وقت سے اس میں کمی آتی نہیں
 ہے قلوب اہل حق میں عظمت اُمّ رسول
 ظالموں نے کر دیا معدوم ابواء کا نشان
 وہ فلک پایہ مقام رحلت اُمّ رسول
 جو شفاعت خواہ ہیں شاہ مدینہ کے وہ ہیں
 آرزو مند نگاہ رحمت اُمّ رسول
 اب مٹا کر دیکھ لو اس کو بھی اے شاہاں وقت
 وقت کے لب پر ہے ذکر عظمت اُمّ رسول
 ان کا بھی ان کے جگر پارہ کا بھی واصل ہوں
 سرخرو مجھ کو کرے گی نسبت اُمّ رسول

ان کے بیٹے کی شفاعت اب میرا حق ہے طارق
میں نے بھی تحریر کی مدحت اُمّ رسول
جان کائنات ہم پر خوش ہوں گے اے ظفر
ہم نے بھی کی ہے بیان عفت اُمّ رسول

اعترض:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کی قبر انور کی زیارت کو گئے تو وہاں جا کر خود بھی روئے اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کو بھی رلایا۔

پھر فرمایا: میں نے اپنی والدہ کے استغفار کے لیے اپنے رب سے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی پھر میں نے ان کی قبر کی زیارت کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دی گئی ہیں اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔

صحیح مسلم صفحہ 436 رقم الحدیث 2256، دار المعرفہ بیروت لبنان
سنن ابی داؤد جلد 3 صفحہ 287 رقم الحدیث 3234، دار المعرفہ بیروت
سنن نسائی جلد 1 صفحہ 663 رقم الحدیث 2033، فرید بک شال لاہور
سنن ابی ماجہ جلد 1 صفحہ 411 رقم الحدیث 1572، فرید بک شال لاہور

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا شرک تھیں (نعوذ باللہ) اگر وہ مومنہ ہوتیں تو ان کے استغفار کی اجازت دی جاتی۔ استغفار کی اجازت نہ ملنا ان کے کفر و شرک کی دلیل ہے۔

جواب: ہم مانتے ہیں کہ کام کے لیے استغفار منع ہے لیکن یہ بتاؤ کہ کافر کی قبر یہ زیارت کی نیت سے حاضری دینا کہاں جائز لکھا ہے؟ وہ بھی تو منع ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ ۝

اور ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے نہ ہونا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور فاسق ہی مرے۔

پارہ نمبر 10 سورہ التوبہ آیت 84

اگر کفر کی وجہ سے استغفار سے منع کیا جاتا تو قبر پر حاضری سے بھی روک دیا جاتا، جب قبر پر حاضری اور زیارت سے نہ روکا گیا، تو ثابت ہوا استغفار سے روکنے کی وجہ کفر نہیں کوئی اور ہے اور وہ وجہ اہل دل سے پوچھو تو یوں کہیں گے۔

وہ وجہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و طہارت اور پاکیزہ کردار کو بیان کرنا تھا اگر گناہ گار ہوتیں تو استغفار کی اجازت دے دی جاتی، استغفار سے منع کر کے بتا دیا کہ استغفار ہوتا ہے گناہ کاروں کے لیے جبکہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تو مومنہ تھیں، موحده تھیں، طیبہ تھیں، طاہرہ تھیں، کفر تو دیا در کنا گناہوں کی غلاظت اور آلودگی سے بھی ان کا دامن پاک تھا۔

دوسری وجہ اور حکمت یہ بھی تھی کہ اگر والدہ محترمہ کے لیے استغفار کی اجازت آپ کو دے دی جاتی تو کئی کمزور عقیدہ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے۔

آپ کے صاف ستھرے اور پاکیزہ کردار کو شک کی نگاہ سے دیکھتے، آپ کی طہارت پر انگلی اٹھاتے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ تو تھیں لیکن زمانہ جاہلیت کا بگڑا ہوا معاشرہ اور خراب ماحول آپ پر ضرور اثر انداز ہوا جس کی تلافی اور بخشش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی وجہ سے ہوئی تو استغفار سے روک کر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کا مومنہ اور موحده ہونا ثابت کیا بلکہ حقیقی معنی میں طاہرہ اور گناہوں سے پاک ہونا بھی ثابت کر دیا۔

تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ اپنے اور پرانے کی تمیز ہو جائے کہ استغفار سے ممانعت کی

بنیاد پر کس کا ایمان تنقیص پہ تکمیل کر لے گا اور کس کا ایمان تعظیم کو اپنائے گا۔ کون ممانعت کی بنیاد پر ابوین مصطفیٰ کی عظمت و طہارت کے گیت گائے گا اور کون محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچا کر دنیا و آخرت کی لعنت خریدے گا۔

ماہنامہ اہلسنت، سیدہ آمنہ صفحہ نمبر 8

اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے غزالی زماں، رازی دوراں، استاذ العلماء امام المناطقہ امام المناظرین، قطب العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف علی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1434 لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی بلکہ وہاں قیام فرما کر دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی اور اس اجازت کا ملنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے مومنہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ شرکین کی قبروں پر کھڑے ہونے سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا تھا۔ (توبہ 84)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ العیاذ باللہ مشرکہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قبر پر کھڑا ہونے کی اجازت نہ دی جاتی چہ جائیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں دو رکعت نماز بھی ادا فرمائے۔

رہا یہ امر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کے لیے استغفار سے روک دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب انبیاء کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے تو ان کے گناہوں میں ملوث ہونے کا وہم پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں اور جب غیر معصوم کے لیے دعائے مغفرت کی جائے تو اس سے یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید وہ گناہوں میں ملوث رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار سے روک دیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے بارے میں کسی شخص کو یہ وہم نہ ہو کہ وہ گناہوں میں ملوث رہی تھیں۔ اس حدیث میں آپ کی عظیم فضیلت ہے کہ وہ مومنہ بھی تھیں اور نیک و پرہیزگار اور گناہوں سے پاک دامن بھی۔

حاشیہ: ابوالفبا حوال مصطفیٰ صفحہ 153، حامد اینڈ کمپنی لاہور

سبحان اللہ: کیا ایمان افروز بات کبھی قبلہ شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایمان تازہ کر دیا۔

آئیے قارئین! آپ کی ضیافت طبع کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملحوظ اسی عنوان سے متعلقہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ تقریر فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے سوال کیا کہ ایمان نام ہے تصدیق بالنبوۃ کا اور وہ والدین مصطفیٰ کو حاصل نہیں تو وہ مومن کیسے؟ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین..... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

کفر نام ہے تکذیب بالنبوۃ کا، وہ تو والدین مصطفیٰ نے کی نہیں تو وہ کافر کیسے؟ سبحان اللہ کیا بات ہے علامہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی کی۔

اعتراض:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملیکہ کے دو بیٹے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہماری ماں دور جاہلیت میں فوت ہو گئی کہنے لگا کچھ ہے۔ میں نے اس کی بتائی ہوئی عمر سے اندازہ لگایا کہ شیخ کی وفات کے وقت اس کی عمر دو سال بنتی ہے۔ ابراہیم بن عرعہ، ابو احمد زبیری سے بیان کرتے ہیں کہ حارث بن معین اور ابوالبقعہ ان (عثمان عمیر) رجعت پر یقین رکھتے تھے اور کہا گیا ہے کہ یہ تشیع میں غلو کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد ابن حنبل نے اس کے متعلق بیان کیا کہ عثمان ابن عمیر ابن عمرو قیس الجبلی ہے اور اپنے باپ کے دادا کی طرف نسبت رکھتا ہے۔ امام بخاری نے اسے اوسط میں اس صفل میں ذکر کیا جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ایک سو بیس اور ایک سو تیس ہجری کے درمیان انتقال کر گئے اور کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ اور حضرت انس سے اس کا سماع نہیں ہو۔

امام بخاری الکبیر میں لکھا ہے کہ یحییٰ اور عبدالرحمن اس کی حدیث بیان کرتے تھے

اور یہ شخص ابن قیس الجبلی عثمان بن ابی حمید الکوفی ہے جو زبانی نے امام احمد کے حوالہ سے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے اور اس کو یہی مرض تھا۔ برقانی کا کہنا ہے کہ دارقطنی نے اسے ترک کہا اور حاکم نے دارقطنی سے بیان کیا یہ ٹیڑھا ہے اس کی باتیں قابل صحت نہیں۔ ابن عبد البر نے کہا کہ تمام محدثین نے بالاتفاق اسے ضعیف کہا۔

ابو احمد حاکم کہا کہنا ہے کہ یہ شخص محدثین کرام کے نزدیک مضبوط راوی نہیں ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ ذہنی طور پر اس میں امتیاز باقی نہیں رہا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی بات تک کو بھول جاتا تھا، اس سے احتجاج درست نہیں۔

ابن عدی نے ردی المذہب کہا: تشیع میں غالی اور رجعت کا قائل کہا اور اس کی روایات کو ضعیف ہونے کے باوجود لکھا جاتا ہے۔

تہذیب الہند جلد 5 صفحہ 508-507 رقم الترجمہ 4643، دار الفکر بیروت لبنان
الکامل فی الضعفاء الرجال جلد 6 صفحہ 282 رقم الحدیث 1325/357، دار الکتب العلمیہ بیروت
احمد بن حنبل، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال جلد 1 صفحہ 473 رقم الترجمہ 1109 دار القیس الریاض
مشہور مصری محقق احمد شاہ کر لکھتا ہے کہ:

اس کی سند ضعیف ہے

حاشیہ سند احمد جلد 3 صفحہ 256

علامہ بیہقی مندرجہ بالا حدیث سے متعلق لکھتے ہیں:

رواہ احمد، والبزار، والطبرانی، وفی اسانید ہم کلہم

عثمان بن عمیر وهو ضعیف

اس حدیث کو امام احمد، بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور تمام سندوں

میں عثمان بن عمیر راوی موجود ہے جو کہ ضعیف ہے۔

مجمع الزوائد جلد 10 صفحہ 477، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تو ایک ایسی حدیث جس کے ضعیف پر محدثین کا اتفاق ہے، کو پیش کرنا اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے دوزخی ہونے کا قول کرنا نہ تو علمی دیانت داری ہے

اور نہ ایمان کا تقاضا۔ ضعیف حدیث سے فضیلت تو ثابت کی جاسکتی ہے، لیکن نقص و عیب اور دوزخی ہونا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ الہی لکھتے ہیں کہ:
جب تک تو اتر سے ثابت نہ ہو کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔

احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 125، مطبعہ المسجد حسینی، قاہرہ مصر۔

احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 302، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تو جب تو اتر سے ثبوت کے بغیر کسی کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں تو پھر ایک ضعیف حدیث کو لے کر نبی کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو دوزخی کہنا کیسے جائز ہوگا۔ اور معترضین حضرات اگر کچھ غور و خوض سے کام لیتے تو اس حدیث کے آخر میں اس کا جواب بھی موجود ہوگا جو کہ گزشتہ صفحات میں ہم قارئین کی نذر چکے ہیں۔

بہر حال ان تمام دلائل سے سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و شان و ایمان واضح ہو گیا

ام خیر الوری سیدہ آمنہ	مادر مصطفیٰ سیدہ آمنہ
جان صدق و صفا سیدہ آمنہ	روح شرم و حیاء سیدہ آمنہ
معرفت کی بنا سیدہ آمنہ	بالمیقین مومنہ سیدہ آمنہ
آپ کے ہاں لیا شاہ دین نے جنم	نوری آئینہ سیدہ آمنہ
گود میں ان کی تشریف لائے نبی	خیر کا سلسلہ سیدہ آمنہ
ہائے کیا ہوگی محبوب کی کیفیت	جب ہوئی تھیں جدا سیدہ آمنہ
ان کی خاطر ہوگی چشم سرکار نم	سوز کا ارتقا سیدہ آمنہ
جو ضمانت ہے ایقان و ایمان کی	آپ کی ہے ولا سیدہ آمنہ
آپ کی پوتی خاتون جنت ہوئیں	مخزن اتفاق سیدہ آمنہ

آپ کی بات کی جائے یہ سوچ کر
کس کی ہیں والدہ سیدہ آمنہ
کیسے فیضانِ تو صیف ان کی کروں
سوچ سے ہیں ورا سیدہ آمنہ
فاطمہ کے سنور جائیں دین و نیا
ہو اک نگاہ عطا سیدہ آمنہ
جنگلے ٹکڑوں پہ پلتے ہیں ہم اے ظفر
وہ سیدہ آمنہ کے ہیں نورِ نظر
خدا کے محبوب کی ہیں والدہ
سیدہ آمنہ سیدہ آمنہ

ایمان والدین مصطفیٰ پر علماء اہلسنت کی کتب:

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمینِ موحد، مومن اور ملتِ ابراہیمی پر تھے اور اسی پر ہی وصالِ باکمال ہوا اور وصال بھی دو فترت میں میں ہوا جب کہ بھی نبی کا زمانہ نہیں تھا۔

علماء، متقدمین سے تو یہ مسئلہ مخفی ہی رہا لیکن متاخرین حضرات نے اس مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا اور والدین شریفین کے ایمان کے قرآن و سنت سے ثابت کیا علماء اہل سنت نے اس عنوان پر خوب کام کیا اور حق غلامی ادا کر دیا۔

ذیل میں ہم اس کتب کے اسماع مصنفین لکھیں گے جو ہمیں معلوم ہو سکے لیکن اس سے قبل ایمان والدین پر ایک

خوبصورت حوالہ:

علامۃ الجلیل، شیخ حسن بن عمار علی الشربلاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069، اپنی مشہور زمانہ، مستند اور درسی کتاب میں لکھتے ہیں:

جب مدینہ منورہ ذار تھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر اسلام عرض کروا دیوں بھی سلام عرض کرو:-

السلام عليك و على اصولك الطيبين.....“

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور آپ پاک و طیب آباء و اجداد پر اس کے تحت طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1231 لکھتے ہیں کہ:-

آپ کے آباء و اجداد و امہات یعنی مردوں اور عورتوں پر سلام ہو۔
طحاوی علی الرقی الفلاح جلد 2 صفحہ 430، مکتبہ غوثیہ کراچی پاکستان

معلوم ہوا کہ علامہ حسن بن عمار علیہ الرحمۃ الغفار اور علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی تھا کہ حضور جان کائنات، نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء امہات مومن تھے، تبھی تو ان پر سلام بھیج رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علمائے اہلسنت کو، مفسرین، محدثین، فقہاء اور سیرت نگاروں کو جنہوں نے سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے صاحب ایمان اور جنتی و ناجی ہونے کے ثبوت پر مختلف ادوار میں لاتعداد کتب تصنیف کیں علمی اور تحقیقی کام کیا، ان کے کتابوں کے ناموں کی حتمی فہرست مرتب کرنا ایک بڑا محنت طلب کام ہے۔

لیکن قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لیے اور حقیقت حاصل سامنے لانے اور خدمات علمائے اہلسنت کو سلام عقیدت پیش کرنے کے لیے یہاں عربی، اردو، سندھی زبانوں میں لکھی گئی چند کتب کے نام مع مصنف درج کیے جا رہے ہیں۔

- (1) کتاب فی احوال والدی الرسول، حجت الاسلام امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 505
- (2) ایجاز الکلام فی والدی سید الانام، شیخ عقیف الدین محمد بن حسن تیریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 855

- (3) التعظیم والمنۃ فی ان الوی رسول اللہ فی الجنۃ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911
- (4) الدرر المہیہ فی الآباء الشریفہ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911
- (5) اسبل الجلیۃ فی الآباء علیہ سبل النجا، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911
- (6) مسالک الخفاء فی والدی مصطفیٰ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911
- (7) القلۃ السندسۃ فی الآباء الشریفہ المصطفویۃ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

- (8) نشر العالمین فی احوال الابوین الشریفین، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری
- (9) رسالہ فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قاضی حلب شیخ محمد شاہ بن محمد فاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 926 ہجری
- (10) رسالہ فی ابوی الرسول شیخ احمد بن سلیمان خفی المعروف شیخ ابن کمال پانٹا رحمۃ اللہ علیہ متوفی 940 ہجری
- (11) انباء الاصطیفا فی حق آباء المصطفیٰ، شیخ محی الدین محمد بن قاسم امام خفی المعروف ابن خطیب رحمۃ اللہ علیہ متوفی 940 ہجری
- (12) منہج السنہ فی کون ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجۃ 753 کتب کے مصنف مورخ شام شیخ محمد بن علی طولوں صالحی دمشقی خفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 953 ہجری
- (13) الاقوال منقولہ عن الائمہ فی ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ الاسلام احمد بن محمد حنبلی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 974 ہجری
- (14) تحقیق امال الراغبین فی ان والدین المصطفیٰ بفضل اللہ فی الدارین من الناجین شیخ نور الدین علی محمد الجزار مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 984 ہجری
- (15) رسالہ فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے امام و خطیب مفتی مکہ مکرمہ شیخ عبدالقادر بن محمد طبری حسینی
- (16) الانوار النبویہ فی اباء خیر البریہ شیخ محمد بن عبدالرفیع حسینی مرسی اندلسی اشعری غوثی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1052 ہجری
- (17) الجوہرۃ المفسیہ فی حق ابوی خیر البریہ فقیرہ جلیل شیخ صالح بن محمد تمرماش غزی خفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1055 ہجری
- (18) تادیب المتمر دین فی حق الابوین شیخ اودہ الدین عبدالاحد بن مصطفیٰ کتابی سیواسی نو دلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1061 ہجری
- (19) ہوا یا الکرام فی تنزیہ آباء النبی علیہ السلام قاضی موصل شیخ یوسف بن عبداللہ دمشقی حلبی بدعی خفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1073 ہجری
- (20) سد الدین وسد الدین فی اثبات النجاۃ والد رجات للوالدین مفتی شافعیہ مدنیہ منورہ علامہ سید محمد عبدالرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1103 ہجری



(21) مرشد الہدیٰ فی نجات الہی المصطفیٰ، قاضی حلب شیخ ابراہیم بن مصطفیٰ فرخی المعروف وحیدی رومی
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1126

(22) رسالۃ السرور والفرح فی حق ایمان والدی الرسول، شیخ محمد بن ابوبکر عشی شفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 1145

(23) تحفۃ الصفا فیہما یصلق بابوی المصطفیٰ، شیخ احمد بن عمر دہری غنی ازہری مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 1151

(24) القول المختار فیہما یصلق بابوی النبی المختار، شیخ احمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ
(25) مطلع النیرین فی اثبات النجات الدرجات لوالد سید الکونین، شیخ احمد بن عدوی طرابلسی دمشقی حنفی
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1172

(26) قرۃ العین فی ایمان الابوین، شیخ حسین بن احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1761
(27) الرد علی من اتهم القدح فی الابوین الکریمین، شیخ ابوالخلاص حسن بن عبداللہ بخشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 1190

(28) ذخائر العابدین وادغام الحائنین فی نجات والدی المکرمین سید المرسلین، مفتی حلب شیخ محمد یوسف
غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1194

(29) رسالۃ فی اثبات النجات والایمان یوالدی سید الاکوان، شیخ علی بن صادق دمشقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 1199

(30) رسالہ موجزۃ فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شیخ سعد الدین سلیمان بن عبدالرحمن مستقیم رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ہجری 1202

(31) الانتصار لوالدی النبی المختار حافظ محمد مرتضیٰ بگرامی زبیدی حسینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1205
(32) حدیقۃ الصفا فی والدی المصطفیٰ، حافظ محمد مرتضیٰ بگرامی زبیدی حسینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 1205

(33) العهد المعظم فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حافظ محمد مرتضیٰ بگرامی زبیدی حسینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ہجری 1205

(34) بسط الیدین الاکرام الابوین، مولانا محمد غوری مدراسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1238
(35) القول المسدد فی نجات والوالدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمن شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری



1258

(36) مناقب السيدة آمنه والدة الرسول الله، امام خطيب حرم کی علامہ سید یحییٰ مؤذن حسنی متوفی

ہجری 1260

(37) سبل الاسلام فی حکم آباء سید الانام، محمد بن عمر یالی مدنی حقی رحمۃ اللہ علیہ

(38) خلاصۃ الوفائی طہارۃ اصول المصطفیٰ من الشترک والنجاء، شیخ محمد یحییٰ بن طالب مغربی مالکی رحمۃ اللہ

علیہ متوفی ہری 1330

(39) السیف المسلول فی القلع بنجاة ابوی الرسول، قاضی قاضی موصل شیخ احمد قانز بن محمود شہری زوری

کردی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1336

(40) بلوغ المرام فی اباء النبی علیہ السلام شیخ ادیس بن محفوظ شریف الجزائری نبوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

1354

(41) سعادة الدارين بنجاة الابوين مفتی مالکیہ مکرمہ خاتم المحققین شیخ محمد علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 1367

(42) ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ذاکر عائشہ عبدالرحمن مصری المعروف بنت الشاطی متوفی ہجری 1419

(43) نخبۃ الافکار فی تجتہ والدی المختار، شیخ محمد اسماعیل حسنی

(44) أم النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبدالعزیز شناوی مصری۔

(45) رسالۃ فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تم نام مؤلف،

(46) رسالۃ فی نجاة ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکونہما من اهل الفترة، شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ

(47) رسالۃ فی اجابة الابوين الشریقین گنام مؤلف

(48) مطالع النور السنی الممتی علی طہارۃ نسب النبی العربی شیخ عبداللہ آفندی رومی رحمۃ اللہ علیہ

(49) بلوغ المأرب فی نجاة آباء علیہ الصلوۃ والسلام، شیخ سلیمان ازہری لازمی

(50) تنبیہ الخول فی اثبات ایمان آباء الرسول مولانا علی بن احمد گویا موی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری

1270

(51) الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول، نوے سے زائد کتب کے مصنف مولانا وکیل احمد سکندر

پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1322

(52) الدر الثیم فی ایمان آباء النبی الکریم مولانا علی انور کا کوری قلندری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1324



(53) الکلام المقبول فی طہارت نسب الرسول، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 1391

(54) ابوبین مصطفیٰ، علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

(55) تنویر الکلام فی اثبات، اسلام آباء الکرام، شیر اہلسنت علامہ محمد نایت اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 1981ء

(56) تقدیس والدی مصطفیٰ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

(57) شمول، الاسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

(58) عظمت و مقام ابوبین شریفین سید الوری علامہ محمد الیاس چشتی

(59) فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ، علامہ، علامہ مفتی محمد امین نقشبندی مدظلہ

(60) والدین کریمین، علامہ پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

(61) نور العین فی ایمان آباء سید الکونین، حضرت علامہ مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

(62) والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، ڈاکٹر کوب نورانی

(63) عقیدۃ العلماء فی ایمان آباء مصطفیٰ، ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

جی قارئین! ہم آقا کریم علیہ السلام کی ظاہری حیات طیبہ کے تریسٹھ سال کی نسبت
سے تریسٹھ کتابوں کے نام لکھ رہے ہیں جو کہ ایمان والدین مصطفیٰ، انہیات النبی اصول
مصطفیٰ کے حوالے سے تحریر کی گئیں۔

اسی کے ساتھ ہی ہماری یہ تحریر عقیدۃ العلماء فی ایمان آباء المصطفیٰ المعروف عظمت
والدین مصطفیٰ پایہ تکمیل کو پہنچی، خالق مصطفیٰ جل وعلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا
جتنا شکر ادا کریں اتنا کم ہے کہ جس نے ہمیں اپنے محبوب، دانائے غیوب، منزۃ عن
العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہ نذرانہ عقیدت و صحبت پیش کرنے کی
توفیق عطا فرمائی۔

اللہ کریم کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ رب کریم اپنے محبوب کریم علیہ السلام
کے وسیلہ پاک سے ہماری اس تحریر کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔



ہدایت کار ذریعہ بنائے، ہمارے لیے ہماری معاونین و ناشر و قارئین سب کو
دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

بروزِ حشر آقا کریم علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمائے، احکم الحاکمین جل جلال
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا صدقہ ہمارے والدین کی صحت کا صلہ عطا
فرمائے جن مسلمان بھائیوں کے والدین دنیا سے جا چکے ہیں ان کے والدین کو اللہ کریم
صدقہ والدین مصطفیٰ کا جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مولائے کائنات ہمیں
دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے ہماری نیک دعائیں، التجائیں، فریادیں، اپنی
بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ
خطیب جامعہ مسجد صدیقہ محلہ رشیدہ آباد
چونگی نمبر 3 لاہور روڈ ضلع چنیوٹ

تاریخ اسلامی: 20 رمضان المبارک، 1436

تاریخ عیسوی: 8-7-2015

بوقت دن 3:26

مصادر الحقیق فی عقیدہ العلماء

- (1) قرآن مجید، فرقان حمید، برہان رشید، کلام رب العالمین جل جلالہ
کتب تفسیر
- (2) تنویر المقہاس من تفسیر ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما متوفی 68 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (3) تفسیر القرآن العظیم، امام عبدالرحمن بن محمد گودیس بن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 327، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (4) جامع البیان، امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 310 ہجری
دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان
- (5) بحر العلوم، ابوالیث نصر بن محمد بن احمد الحمقادی الحلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 375 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (6) التفسیر الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360 ہجری
دار الکتب الشافعی اردن
- (7) الکشف والبیان، امام ابواسحاق احمد بن محمد العسلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 427 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (8) لطائف الاسرار، امام ابوالقاسم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 465 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (9) معالم التریل: علامہ ابو محمد الحسین بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ متوفی 516 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (10) الکشاف عن حقائق التنزیل، علامہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتحرلی متوفی 538 ہجری
مرکز اہلسنت برکات رضا بھارت

- (11) اسرار التنزیل و انوار التاویل: امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 506 ہجری
دارالکتب الوثاق، بغداد، عراق
- (12) الجامع لاحکام القرآن، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 668 ہجری
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (13) مدارک التنزیل: علامہ ابوبکر کات احمد بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 710 ہجری
فرید بک شال لاہور پاکستان
- (14) غرائب القرآن و رغائب الفرقان، علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 728 ہجری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (15) تفسیر القرآن العظیم، حافظ اسماعیل بن کثیر دمشقی متوفی 774 ہجری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
- (16) الدار المنور فی التفسیر بالمأثور، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
- (17) حاشیہ شیخ زادہ علی المیضاوی، علامہ محمد بن مصباح الدین مصطفیٰ القوجوی اخفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی
ہجری 951، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (18) السراج المسمیر، الشیخ الخطیب الشربینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 977 ہجری
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (19) روح البیان، علامہ اسماعیل حقی خفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1137 ہجری
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (20) تفسیر المظهری، القاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی خفی مظہری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1225 ہجری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
- (21) حاشیہ الصاوی علی جلالین، علامہ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری
1241 دارالحدیث قاہرہ مصر۔
- (22) انوار القرآن و اسرار الفرقان، علامہ علی قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1014 ہجری
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (23) روح المعانی، علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1270 ہجری، مکتبہ رشید کوئٹہ پاکستان

- (24) خزائن العرفان علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1367
علم الدین پبلشرز لاہور پاکستان
- (25) نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1391 نعیمی کتب خانہ کجرات
- (26) ارشاد لعقل السليم، قاضی ابوسعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمدادی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 922
دار حیاء التراث العربی بیروت
- (27) تفسیر عزیزی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ہجری نوریہ رضویہ پہلی کیٹشنز لاہور
- (28) تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بک شال لاہور پاکستان
کتب احادیث مبارکہ
- (29) مسند ابوداؤد الطیالسی، امام سلیمان بن داؤد شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 204
پروگریسو بکس لاہور پاکستان
- (30) مسند الحمیدی، امام عبداللہ بن زبیری حمیدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 219
پروگریسو بکس لاہور
- (31) مصنف ابن شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 235
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (32) مسند احمد امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 دار الحدیث قاہرہ مصر
- (33) کتاب التہجد، احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 ادارہ پیغام القرآن لاہور پاکستان
- (34) مصنف عبدالرزاق، امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 211، ادارۃ القرآن کراچی
- (35) سنن درامی، امام ابو محمد عبداللہ بن عبد الرحمن درامی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 255
مکتبۃ الطبری قاہرہ مصر
- (36) صحیح البخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 256 فرید بک شال
لاہور پاکستان
- (37) صحیح مسلم، امام ابوالحسن مسلم بن الحجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 261
دار المعرفہ بیروت لبنان
- (38) سنن ابن ماجہ، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 273
فرید بک شال لاہور پاکستان

(39) سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بختانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 275

فرید بک شال لاہور پاکستان

(40) سنن الترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 279 فرید بک شال لاہور

پاکستان

(41) البحر الزخار، امام احمد عمرو بن عبدالحق بزار شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 292

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(42) سنن نسائی، عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 303

فرید بک شال لاہور پاکستان

(43) السنن الکبریٰ عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 303، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

(44) مسند ابو یعلیٰ، امام احمد بن علی النعمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 307، دار الفکر بیروت لبنان

(45) صحیح ابن خزیمہ، امام احمد بن اسحاق خزیمہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 311، مکتب الاسلامی بیروت

(46) صحیح ابن حبان، امام ابو حاتم محمد بن حبان شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 354، دار المعرفہ بیروت

لبنان

(47) المعجم الکبیر، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 360، دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان

(48) المعجم الاوسط، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 360، دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان

(49) المعجم الصغیر، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 360، دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان

(50) الکامل فی الصغیر، الرجال، امام عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 365

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(51) التامیم والنسوخ، امام ابو حفص عمر بن احمد المعروف بابن شامین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 358

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(52) المستدرک علیٰ التمهید، امام عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 405

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

- (53) حلیۃ الاولیاء، امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430 ہجری
مکتبۃ التوفیقیۃ قاہرہ مصر
- (54) دلائل النبوة، امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430 ہجری
النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
- (55) السنن الکبریٰ، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458 ہجری
دار الحدیث قاہرہ مصر
- (56) دلائل النبوة، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (57) شعب الایمان، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (58) مسند الفردوس، امام ابو شجاع شیرویہ بن شہزاد بن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 509 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (59) شرح السنہ، امام حسین بن سموہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 516 ہجری
دار التوفیقیۃ للتراث مصر
- (60) تاریخ دمشق الکبیر، امام ابو القاسم علی ابن الحسن بن عساکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571 ہجری
دار احیاء التراث بیروت لبنان
- (61) جامع المسانید، امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد جوزی متوفی 597 ہجری
مکتبۃ الرشدریاض سعودیہ
- (62) التذکرہ فی اموار الآخرة، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 668 ہجری
فرید بک شال لاہور پاکستان
- (63) الاذکار من کلام سید الابرار، علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 676 ہجری
فرید بک شال لاہور پاکستان
- (64) مشکوٰۃ المصابیح، امام محی الدین تمیزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 742 ہجری
دار التوفیقیۃ للتراث قاہرہ مصر
- (65) مجمع الزوائد، حافظ نور الدین علی بن ابو بکر عثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 807 ہجری

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(66) مجمع البحرین، حافظ نورالدین علی بن ابوبکر یثربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 807 ہجری

(67) کشف الاستار، حافظ نورالدین علی بن ابوبکر یثربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 807 ہجری، مؤسسۃ الرسالہ

بیروت

(68) نزمۃ المجالس، امام عبدالرحمن بن عبدالسلام بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ متوفی 894 ہجری،

ممتاز اکیڈمی لاہور

(69) القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفع، حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 902 ہجری، دارالسرریاض عرب شریف

(70) الجامع المصغر، حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(71) جمع الجوامع: حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(72) کفایۃ الطالب الملیب، حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری، دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان

(73) الحاوی للفتاویٰ، حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911 ہجری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(74) کنز العمال، علامہ علی مفتی بن حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 975 ہجری

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(75) المقاصد الحسنہ، حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی متوفی 902 ہجری

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(76) الاحادیث المختارہ، ضیاء المقدسی محمد بن عبدالواحد ضبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 643 ہجری

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(77) کشف الخفا، شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی الجبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1163 ہجری

مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان

(78) جامع الآثار فی مولد النبی المختار، شمس الدین محمد بن عبداللہ بن محمد المعروف علامہ ناصر الدین دمشقی

رحمۃ اللہ علیہ متوفی 842 ہجری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب تاریخ، سیرت و فضائل

(79) الشفاء قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 544 ہجری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان



(80) ذخائر العقبی، حافظ محبت الدین احمد بن عبد اللہ طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 694 ہجری
انتشارات کلمۃ الحق

(81) المواہب اللدنیہ، علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ موفی 911 ہجری، فرید بک شال لاہور پاکستان

(82) سبل الہدی والرشاد، علامہ محمد یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942 ہجری
زاویہ پبلشرز لاہور

(83) الطبقات الکبری، امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ 230 ہجری، دار احیاء التراث العربی بیروت

(84) الاستیعاب، حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ محمد بن البر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 463 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(85) معرفۃ اصحابہ، امام ابو نعیم احمد بن احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(86) الاصابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852 ہجری
دار الفکر بیروت لبنان

(87) شرح الشفاء علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1014 ہجری
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(88) نسیم الریاض علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1069 ہجری، دار الکتب العلمیہ
بیروت لبنان

(89) شرح مواہب اللدنیہ، علامہ محمد عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1124 ہجری، دار الکتب
العلمیہ بیروت لبنان

(90) مدارج النبوت، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1052 ہجری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور پاکستان

(91) سیرت ابن ہشام، امام عبد الملک بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1052 ہجری، ضیاء القرآن پبلی
کیشنز لاہور پاکستان

(92) الرض الانف، امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1052 ہجری، ضیاء
القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(93) الکامل فی التاريخ، علامہ ابو الحسن بن ابی الکرم شہبانی المعروف بابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی



ہجری 630 مکتبہ توفیقیہ مصر

(94) البدایۃ النہایۃ، حافظ عماد الدین بن اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ہجری 774

دارالاشاعت کراچی پاکستان

(95) السیرۃ الخلیفہ، علامہ ابی الفرج نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری

1044، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(96) جواہر البحار، علامہ یوسف بن اسماعیل، مہمانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1350، دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان

(97) ماثبت بالنسب، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، دارالاشاعت کراچی

(98) سیرت مصطفیٰ، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ المدینہ کراچی

(99) سیرت رسول عربی، علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ حنفیہ لاہور

(100) السیرۃ النبویہ، علامہ زینی وطان کی رحمۃ اللہ علیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(101) حجة اللہ علی العالمین، علامہ یوسف بن اسماعیل مہمانی رحمۃ اللہ علیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

پاکستان

(102) الانوار الحمیدیہ، علامہ یوسف بن اسماعیل مہمانی رحمۃ اللہ علیہ، حقیقت کتابوی ترکی استنبول

(103) تاریخ الخلفاء، علامہ حسین دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب شروحات حدیث

(104) فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 825

قدیمی کتب خانہ کراچی

(105) عمدۃ القاری، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 855، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(106) ارشاد الساری، علامہ احمد قسطنطینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(107) الکثر الجاری، علامہ احمد ابن اسماعیل نورانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 893، دار احیاء التراث بیروت

(108) اوضح المعانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، فرید بک سٹال لاہور

(109) مطالع السمرات، علامہ مہدی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، نوزیہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور پاکستان

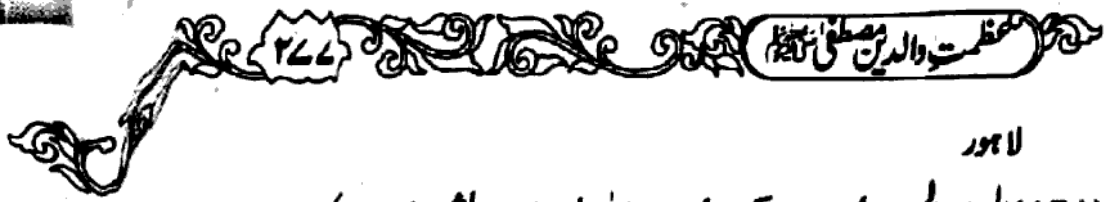
(110) اشرف الوسائل، علامہ شہاب الدین احمد بن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتاب فقہ

- (111) رد المحتار، علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1252
مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
- (112) حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار، علامہ احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1231
مکتبہ العربیہ کوئٹہ
- (113) حاشیہ الطحاوی علی المراقی الفلاح، علامہ احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1231،
مکتبہ غوثیہ کراچی
- (114) فتح القدیر علامہ کمال بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 861، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان
- (115) منیۃ المستملی، علامہ شیخ ابراہیم طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 956، مکتبہ نعمانیہ لاہور
- (116) فتاویٰ رضویہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1340 'رضا فاؤنڈیشن
لاہور
- (117) فتاویٰ حدیثیہ، علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- مکتبہ فیہ
- (118) الوفاء باحوال مصطفیٰ، امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی محمد جوزی رحمۃ اللہ علیہ
حامد اینڈ کمپنی لاہور پاکستان
- (119) بیان میلاد النبی، امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی محمد جوزی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ لاہور
- (120) الاباطیل والناسکیر، حافظ ابی عبداللہ الحسین بن ابراہیم بن حسن بن جعفر جوزقانی
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (121) المطالب العالیہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مطبوعہ مکہ مکرمہ
- (122) فضائل الصحابہ، امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 دار ابن الجوزی ریاض
- (123) الصواعق المحرقة، علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اکبر بک سیلرز لاہور
- (124) تقدیس والدین مصطفیٰ، قاضی ثناء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، دارالعرفان لاہور
- (125) مسند ابوعوانہ، امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 316
دارالباز مکہ مکرمہ

- (126) فتوحات الہیہ، شیخ سلیمان حمل رحمۃ اللہ علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی
- (127) مناقح الغیب، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ علوم و اسلامیہ لاہور
- (128) کتاب الاسماء والصفات امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دار الکتب العربیہ بیروت
- (129) موارد النظم، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر عثمی رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (130) زاد المسیر، علامہ عبدالرحمن محدث ابن خوری رحمۃ اللہ علیہ، وحیدی کتب خانہ پشاور
- (131) تفسیر ابن عربی، امام محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (132) لطائف المعارف، علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، دار الحدیث قاہرہ مصر
- (133) مولد ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابن کثیر، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
- (134) المورد الروی، علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
- (135) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، دار الفکر بیروت
- (136) شواہد النبوة، علامہ عبدالرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ، حقیقت کتابوی ترکی استنبول
- (137) تاریخ الکبیر، امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (138) سیر اعلام النبلاء، علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، دار الحدیث قاہرہ مصر۔
- (139) السیرۃ النبویہ، محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ نبویہ لاہور
- (140) مجمع البحار الانوار، علامہ طاہر بنی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ دار ایمان مدینہ شریف
- (141) فتاویٰ مہریہ، پیر سید مہر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ لاہور
- (142) ایمان والدین مصطفیٰ، مفتی محمد خان قادری، مجازی پبلی کیشنز لاہور
- (143) قوت القلوب، شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (144) حرز شمس، علامہ علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ علیہ، نوکھور لکھنؤ بھارت
- (145) خیابان رضا، علامہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ نبویہ لاہور
- (146) کشف الغمہ، امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، ادارہ پیغام القرآن لاہور
- (147) ایواقیت والجواہر، امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
- (148) النہر اس، علامہ پرپاروی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ رشیدیہ کوسہ
- (149) سراج المسیر شرح جامع صغیر، علامہ عزیز رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ بیروت
- (150) نوادر القلوب، شیخ احمد بن احمد سلامہ شہاب الدین متوفی 1069 ہجری، قادری رضوی کتب خانہ



لاہور

- (151) المواردا لعنہ علامہ سید سمودی رحمۃ اللہ علیہ زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان
- (152) العمرة الکبریٰ، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان
- (153) الرياض النضرہ، الامام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (154) کتاب العلل، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دار القیس ریاض عرب شریف
- (155) تہذیب المعجز، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، دار الفکر بیروت لبنان
- (156) حصیدۃ الشہدۃ علامہ خرپوٹی رحمۃ اللہ علیہ میر محمد کتب خانہ کراچی
- (157) الزبدۃ العمدۃ علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
- (158) احیاء العلوم امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
- (159) نور العین، علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، فرید بک شال لاہور پاکستان
- (160) گلشن توحید و رسالت علامہ محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ غوثیہ مہریہ سرگودھا
- (161) ابوبین مصطفیٰ، علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ کثر الایمان لاہور
- (162) ماہنامہ اہلسنت، سیدہ آمنہ نمبر، علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ، الجملۃ الاشرفیہ کجرات لاہور
- (163) ماہنامہ فکر سولہ اعظم، مولانا فضل رسول رضوی مدظلہ محدث اعظم اسلامک اینڈ رشی چینیوٹ
- (164) اربعین نووی، امام نجی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ، نور محمد کتب خانہ کراچی
- (165) مرقات شرح مشکات علامہ علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ علیہ کتبہ امدادیہ ملتان لاہور
- (166) موضوعات کبیر، علامہ علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ علیہ، مطبع نجائی دہلی بھارت
- (167) تاریخ اسلام، علامہ امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ توفیقیہ مر
- (168) المقامۃ السندیۃ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حیدر آباد دکن بھارت
- (169) ذخائر محمدیہ علامہ ڈاکٹر محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مرکز تحقیقات اسلام لاہور
- (170) ارشاد الغی، بر خودار ملتان صاحب، زاویہ پبلشرز لاہور
- (171) تفسیر جلالین، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ المیزان لاہور
- (172) مجموعۃ الفتاویٰ، مولانا عبدالحی ککھوی، میر محمد کتب خانہ کراچی
- (173) والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکٹر کوب نورانی صاحب ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

پاکستان

(174) فیض القدر پر شرح جامع صغیر، علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ دارالحدیث قاہرہ مصر

(175) افضل القرائ، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، مجمع الشکانی، ابو ظہبی

(176) فضائل سیدہ آمنہ، علامہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ ادارہ تبلیغ الاسلام فیصل آباد

کتب دیوبند و غیر مقلدین:

(177) نشر الطیب، اشرف علی تھانوی، تاج کھنئی لاہور، کراچی

(178) تقریر ترمذی، اشرف علی تھانوی، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(179) شکر النعمۃ، اشرف علی تھانوی ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(180) معارف القرآن، مفتی شیخ صاحب، ادارہ المعارف کراچی

(181) معارف القرآن، مولوی ادریس کاندھلوی، قرآن محل لاہور

(182) سیرت المصطفیٰ، مولوی ادریس کاندھلوی، مکتبہ عمر فاروق کراچی

(183) التعلیق الصبح، مولوی ادریس کاندھلوی، نعمانی کتب خانہ لاہور

(184) تفسیر عثمانی، شبیر احمد عثمانی، مکتبہ البشری کراچی

(185) سیرت کبریٰ، رفیق دلاوری، کتب خانہ مجید بہ پاکستان

(186) امداد الفتاویٰ، اشرف علی تھانوی، ادارہ المعارف کراچی

(187) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی عزیز الرحمن عثمانی، دارالاشاعت کراچی

(188) تذکرۃ الرشید، عاشق الہی میرٹھی، ادارہ اسلامیات لاہور

(189) کلمہ طیبہ، قاری محمد طیب، ادارہ اسلامیات لاہور

(190) مجموعہ رسال حکیم الاسلام، قاری محمد طیب، مکتبہ الاحرار مردان

(191) تسکین الصدور، سرفراز گلکھڑوی، گوجرانوالہ

(192) ماہنامہ اشرفیہ، اقادات نمبر، گوجرانوالہ

(193) الکلام الحادی، سرفراز گلکھڑوی، گوجرانوالہ

(194) خیر الفتاویٰ، خیر محمد جالندھری، ملتان

(195) ماہنامہ الخیر، جامعہ المدارس، ملتان

(196) ختم النبوة مفتی شیخ صاحب، ادارہ المعارف کراچی

- (197) مختصر بیان القرآن، اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی لاہور
- (198) مقالات جمیل، مفتی جمیل تھانوی، المیزان لاہور
- (199) تفسیر انوار القرآن، مولوی عاشق علی، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
- (200) خصوصیات مصطفیٰ، مولوی ہارون دیوبندی، دارالاشاعت کراچی
- (201) سیرت النبی پر علماء دیوبند کی شاہکار تقریر، المشرق لاہور
- (202) خطبات اسلام، عبدالستین نعمانی، ادارہ ام القرآن خانوالہ
- (203) حضور کا مثالی بچپن، ارسلان بن اختر، مکتبہ الارسلان کراچی
- (204) منتخب تقریریں مکتبہ عشرہ مبشرہ لاہور
- (205) شرف المصطفیٰ انجمن خدام الاسلام لاہور
- (206) شرف المصطفیٰ مجلس صلیۃ المسلمین بہاولنگر
- (207) معارف الحدیث، یونس نعمانی، دارالاشاعت کراچی
- (208) ترجمان السنہ، بدر عالم میرٹھی، دارالاشاعت کراچی
- (209) فتح البیان، صدیق حسین بھوپالی، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
- (210) الشملۃ العتریہ صدیق حسین بھوپالی، فاران اکیڈمی لاہور
- (211) تفسیر مواہب الرحمن، مولوی سید امیر علی، مکتبہ رحمانیہ لاہور
- (212) تفسیر وحیدی، وحید الزماں حیدر آبادی، مطبوعہ لاہور
- (213) مہیب القرآن، وحید الزماں حیدر آبادی، شیخ احمد تاجرت کتب کشمیری بازار لاہور
- (214) اشرف الحواشی، وحید الزماں حیدر آبادی، شیخ محمد اشرف ناشران لاہور
- (215) فوائد ستاریہ، عبدالستار دہلوی، اشاعت القرآن والحدیث کراچی
- (216) احسن البیان مولوی یوسف، دارالسلام لاہور
- (217) الریحق المنحوم، صفی الرحمن مبارکپوری، مکتبہ سلفیہ لاہور
- (218) تسیر الرحمان، لقمان سلفی، دارالکتب السنہ لاہور
- (219) فتاویٰ نذیریہ میاں نذیر حسین دہلوی مکتبہ معارف اسلامیہ گوجرانوالہ
- (220) فتاویٰ ثنائیہ ثناء اللہ امرتسری اسلامک پبلشنگ کمپنی لاہور

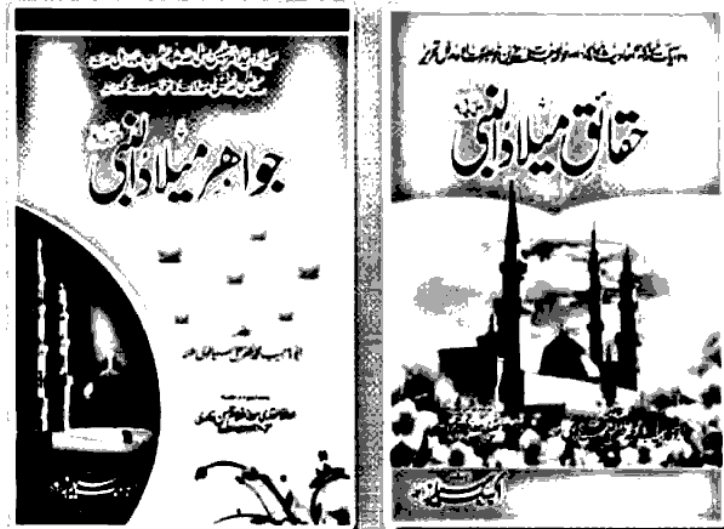


- (221) احوال الآخِرہ حافظ محمد لکھنوی
(222) اخبار الامجدیہ ثناء اللہ امرتسری
(223) فتاویٰ الامجدیہ عبداللہ روپڑی
(224) فتاویٰ ابن تیمیہ، ابن تیمیہ
(225) اقتضاء الصراط المستقیم، ابن تیمیہ، دارالحدیث قاہرہ مصر
(226) رحمۃ للعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد



ابو ذہبؓ محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

کی چند دیگر تصانیف



پرنٹنگ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph:37352022

اکبر پبلشرز